

سودہ ترقیاتی القرآن  
الہدایہ اعلام آزاد

## انتساب

۶۶۶۶

دردنوں کو زبردستی  
کے لئے لایا گیا تھا  
اور ان کو لایا گیا تھا  
اور ان کو لایا گیا تھا

غالباً ڈسمبر ۱۹۱۸ء کا واقعہ ہے کہ میں رانچی میں نظر بند تھا۔ شاؤ کی نماز  
سے فارغ ہو کر مسجد سے نکلا تو مجھے محسوس ہوا، کوئی شخص پیچھے آرہا ہے۔ مڑ کے  
دیکھا تو ایک شخص کھلے اور بے لڑائی تھا :

”آپ مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہیں ؟“  
”وہاں جناب، میں بہت دور سے آیا ہوں“  
”کہاں سے ؟“

”سردار سے“  
”بیان کتب سنو ؟“

”آج شام کو پہنچا۔ میں بہت غریب آدمی ہوں۔ قندہار سے پیدل  
چل کر کوئٹہ پہنچا۔ وہاں چند دن وطن سوداگر مل گئے تھے۔ انہوں نے اللہ نور  
رکھ لیا اور آگرہ پہنچا دیا۔ آگرہ سے بیان تک پیدل چل کر آیا ہوں“  
”افسوس، تم نے اتنی بھست کیوں برداشت کی ؟“

”اس لیے کہ آپ سے قرآن مجید کے بعض مقامات سمجھ لوں۔ میں نے السلال  
اور ابلاغ کا ایک ایک حرف پڑھا ہے“

یہ شخص چند دنوں تک ٹہرا اور پھر بغیر کچھ کہنے کے ایک دایہ چلا گیا۔  
وہ چلتے وقت اس لیے نہیں ملا کہ اُسے اندیشہ تھا، میں دُوسرے دایہ کے مصارف  
کے لیے روپیہ دوگنا، اور وہ ہیں جانتا تھا کہ اس کا بار مجھ پر ڈالے گا۔  
اُس نے یقیناً دایہ میں بھی سافت کا بڑا حصہ تبدیل طے کیا ہوگا۔

”مجھے اُس کا نام یاد نہیں۔ مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ زندہ  
ہے یا نہیں۔ لیکن اگر سیرت حافظہ نے کوتاہی نہ کی ہو تو میں  
یہ کہتا ہوں کہ اُس کے نام سے منسوب کرتا۔“

# ***History of Islam***

ہدایت

جن نغظوں پر لکیر کھینچ دی ہے وہ  
جلی قلم سے لکھو جائیں گے۔

زیادہ جلی

۵  
-3-

نہایت

تفسیر سورہ فاتحہ

ہدایت

تفسیر سورہ فاتحہ کی یہ نہایت جس صغی  
پر ختم ہو جائے اس سے چھوڑ دینا چاہیے  
اور سورہ ~~ہود~~ بقدرہ کی نہایت  
نئے صغی سے شروع کرنا چاہیے جیسا  
سودہ میں کیا گیا ہے

وجود مارہ پر نظام ربوبیت سے لایا  
(نظم ربوبیت سے توجہ نہ دینا)

۲۸ وجود بارہا تفسیر قرآن کا استدلال

قرآن نظریات سے استدلال نہیں

کرتا بلکہ نظریات و جذبات کو ہی طبع کرتا ہے

۳۳ نظم ربوبیت سے توحید الہی پر استدلال

نظم ربوبیت سے وحی و رسالت کی ضرورت

۳۴ پر استدلال

نظم ربوبیت سے عباد پر حاکم

۳۶ ضرورت پر استدلال

قرآن کا آلوب خطب براہ راست

۳۸ یقین کا ہے

۳۹ الرحمن الرحیم

۴۰ ہفت الرحمن اور الرحیم

رحمت

کائنات ہستی کی طرے میں بنیاد

۴۱ تحسین اور فیضان و افادہ

قرآن کہتا ہے تعمیر اور تحسین رحمت

کائنات ہے۔

اگر ایک صاحب رحمت ہستی بنو دینا

تو کائنات ہستی میں جمال و زیبائش

کیون ہے؟

۴۲ افادہ و فیضانِ فطرت

۴۳ افادہ و فیضانِ فطرت کی عالمگیر

اور نشاط عام

کائنات ہستی کی خراب و خورش

۴۴ بھی تعمیر و سکون کے لیے ہے۔

۴۵ جمالِ فطرت

۴۶ چہرہ وجود اور نشاطِ فطرت

۴۷ قمری دلیل کے نغمہ سنجیوں کی طرح زاغ و زغن

سورت کی اہمیت اور خصوصیات

سورہ فاتحہ میں دیں حق اور خدا پرستی کے

تمام مقاصد و خلاصہ موجود ہے۔

الحمد لله

حمد

الله

رب العالمین

ربوبیت

نظم ربوبیت

فطرت کے تمام بخششیں ایک خاص

۱۳ اور ترتیب کے ساتھ ظہور میں آتی ہیں۔

۱۵ سامانِ پرورش کی عالمگیری

۱۷ نظم ربوبیت کی یکسانی اور ہم آہنگی

۱۸ پیدائش سے غذا کا اتمام اور اسکی

۱۹ درجہ بہ درجہ مناسبت

۲۰ بچے کی احتیاج پرورش اور محبت مادر

۲۱ کی اگر مجبوشی

۲۲ احتیاج پرورش کی بے نیازی اور محبت کا قائل

۲۳ تربیت نغصہ

۲۴ مرتبہ تقدیر

۲۵ مرتبہ ہدایت

۲۶ ہدایت کے مراتب اربعہ میں سے وحی

۲۷ اور ادراک کی ہدایت

۲۸ ربوبیت الہی کی ہدایت فرمائی۔

۲۹ برائین قرآنم کا جدید استدلال

۳۰ دعوتِ تفکر

۳۱ تخلیق بالحق

۳۲ تخلیق بالباطل

۳۳ استدلال کے بیادیات

۳۴ برکاتِ ربوبیت

یہ نسخہ سادہ چھوڑ دیا جائے

- ۵۹ سب زیادہ دلکش اور محبوب ہو گئی ہے؟
- ۵۹ ناظر و اشیاء کا اختلاف و تنوع
- ۱۱ رات اور دن کا اختلاف -
- ۱۱ رات اور دن کے اوقات کی مختلف حالتیں
- ۶۰ رات کی تاثیر اور تبدل و تجدیدیت -
- ۱۱ وجود حیوانی کے اختلافات
- ۱۱ عالم نباتات کے اختلافات اور تنوع -
- ۱۱ عالم جمادات کے اختلافات
- ۶۱ اور تنوع -
- ۱۱ قانون "تزدیج" -
- ۱۱ مرد اور عورت کا جنسی اختلاف -
- ۶۲ "نب" اور "صبر" کا رشتہ -
- ۱۱ "صلہ رحمی" اور خاندان و قبیلہ کے
- ۱۱ نظام کا قیام -
- ۶۳ عمران کی مختلف منزلیں -
- ۱۱ خواہشیں اور جذبے، زینت و تفاخر
- ۱۱ کے ولولے، مال و متاع کی محبت،
- ۱۱ آل اولاد کی گہرائیاں -
- ۶۴ اختلاف معیشت اور انہماک -
- ۱۱ برکات فضل و رحمت -
- ۱۱ ~~خبروں کا برکات فضل و رحمت کے استدلال~~
- ۱۱ قرآن کا اس حقیقت سے استدلال کہ
- ۱۱ دنیا میں ایک تعزیرہ نظام کے ماتحت رحمت
- ۱۱ و فضل کے نظر پر موجود ہیں -
- ۱۱ افادہ و فیضان، زینت و جمال، تزیینت
- ۱۱ و اعتدال، تسوئہ و قوام اور خوبی
- ۱۱ و اتقان سے استدلال -
- ۱۱ برکات رحمت سے آخرت کی زندگی
- ۶۶ برکات استدلال -
- ۱۱ برکات رحمت سے وحی و تنزیل کی
- ۶۷ ضرورت برکات استدلال -
- ۱۱ برکات رحمت سے اعمال ان کی
- ۶۸ معنوی قوانین برکات استدلال -
- ۱۱ "حق" اور "باطل" -
- ۱۱ فطرت مادیات کی طرز معنویات میں
- ۶۹ کا شور و غوغا بھی اپنی مستحقیقت رکھتا ہے -
- ۵۰ دنیا اپنے بننے کے لیے اس کی تمام نہ تھی کہ
- ۵۰ حین بھی ہوئی، مگر حین ہے -
- ۱۱ رحمت کا تغضایہ تھا کہ دنیا میں حسن
- ۱۱ ~~و کمال و دل افروزی ہو۔ و جمال ہو۔~~
- ۵۱ کائنات ہستی کا حسن و جمال فطرت کی
- ۵۱ سب زیادہ قیمتی بنائش ہے -
- ۵۱ رحمت الہی کے بنائش جمال اور ان کی
- ۵۱ کی ناسپاسی -
- ۵۲ جمال معنوی
- ۵۳ ادراک و حواس اور جوہر عقل -
- ۵۴ بقا و انقح -
- ۱۱ تدریج و امثال -
- ۵۵ قوانین ہستی کا تدریجی عمل اور رحمت الہی
- ۵۵ کی سہولت بخشی -
- ۵۶ اصطلاح قرآنی میں میل و شمار
- ۵۶ کی "تکویر"
- ۱۱ جزا و سزا کا تاخیر و تأجل کا اور
- ۱۱ استمتاع -
- ۵۷ نین اگر تدریج و امثال سے فائدہ نہ
- ۵۷ اٹھایا جائے
- ۱۱ اور بلوغ عمل کی آخری حد نمودار
- ۵۷ ہو جائے، تو پھر قوائین فطرت
- ۵۷ کے فیصلہ میں چشم زدن کی بھی تاخیر
- ۵۷ نہیں ہو سکتی -
- ۱۱ تکمیل حیات -
- ۵۷ رحمت الہی نے زندگی کے شقیوں کو
- ۵۷ لذت و راحت کا ذریعہ بنا دیا -
- ۵۸ زندگی کے انہماک اور سرگرمیوں میں زندگی
- ۵۸ کی سب بڑی دلچسپی پوشیدہ ہے
- ۵۸ حالات تفاوت و اشغال مختلف
- ۵۸ اور اغراض متضاد میں ممکن معیشت
- ۱۱ کی سرگرمی
- ۱۱ نیچے کی بیداری اور مردش حواریں کے
- ۱۱ سب بڑی جاننا ہی تھی کس طرح



بھی جھانسی رہتی ہے اور سان بھی بقاء  
 انفع کا قانون نافذ ہے -  
 "حق" کا خاصہ ثبوت اور تمام ہے اور  
 "باطل" اسکی نفی ہے -  
 قرآن کی اصطلاح میں اللہ کی شہادت  
 جو حق و باطل کا فیصلہ کرتی ہے -  
 نام کائنات ہستی اس قانون پر قائم ہے  
 اصطلاح قرآنی میں "ترتیب" اور "انتظام"  
 قانون "قضاء بالحق" کا عمل و نفاذ بھی  
 یہ تدبیر ہے اور اس کے لیے بھی  
 "تقریر" نامی جمل ہے -  
 تدبیر و تاویل کی معیار بعض حالتوں  
 میں رشتہ وسیع ہوتی ہے کہ ہم اپنی اوقاف  
 شاری کے حسابوں سے اس ماخذ سے  
 نہیں کر سکتے -  
 اوقات شاری کا ایک جزو ہے  
 جو کہ اس کے تحت ہے  
 یہی وہ ہے کہ اس کے تحت  
 ہو تو اس میں اس کے وفاء و عمل کا  
 ہر وقت اور ہر اوقات شاری  
 کے ایک جزو ہے  
 "استعمال بالعداب"  
 بیان زندگی و عمل کی تعلیم کے لیے ہے  
 پس اس بات سے دہو کا نہیں کھانا چاہیے  
 کہ ایک عمل صلیت یا رکن ہے -  
 چاہیے کہ نتیجہ کیا پیش آتا ہے ؟  
 قرآن کی وہ تمام آیات جن میں ظلم و فساد  
 کفر اور فسق کے لیے فلاح و کامرانی کی  
 نئی کئی ہے -  
 اصطلاح قرآنی میں "مجمع"  
 قانون "قضاء بالحق" اور جماعات  
 وائیم -  
 قانون "قضاء بالحق" کے اجتماعی

۶۴

۱۱

۷۲

۷۳

۱۱

۱۱

۷۴

۷۵

۷۶

۷۷

۷۸

۷۹

۸۰

۸۱

۸۲

۸۳

نفاذ میں بھی تدبیر و ایصال اور  
 تاویل ہے -  
 انفرادی ~~کے لیے~~ کی معنوی جزاؤ  
 سزا دیا سے تعلق نہیں رکھتی - عالم  
 آخرت پر اسکا رکھی گئی ہے - اور  
 یہ بھی رحمت کی کار فرمائی ہے -  
 جس طرح جزاؤ سزاؤ آخرت میں  
 بھی تدبیر و ایصال کا قانون کام کر رہا ہے  
 اور تو وہ دانات کی ہی حقیقت ہے -  
 اس بارے میں قرآن کے بیان رحمت کی  
 وسعت و فراوانی -  
 اسلامی عقائد کا دینی تصور اور رحمت  
 خدا اور اس کے بندوں کا رشتہ محبت  
 کا رشتہ ہے اور یہی بودیت جیسی  
 کہ بودیت ہے جس کے لیے معبود کی  
 ایمان باللہ کا نتیجہ اللہ کی محبت ہے -  
 خدا کی محبت کی راہ اس کے بندوں کی  
 محبت میں سے ہو کر گزرتی ہے -  
 قرآن میں خدا کی کوئی صفت اس اثر  
 سے نہیں دہرائی گئی ہے بعد صفت رحمت  
 اسلام اور بعض احادیث باب -  
 قرآن اور صفات ان انیت کا تصور -  
 حیوانیت اور ان نیت میں ما بہ الانبیاء  
 صفات الالہیہ کا تعلق ہے -  
 احکام و شرائع اور قرآن نے یہ نہیں  
 کہ دشمنوں کو پیار کرو، لیکن  
 کہ اللہ دشمنوں کو بھی بخشدو -  
 اس نے بدلے سے نہیں روکا لیکن غیب  
 عفو و درگزر کا ہے -  
 انجیل اور قرآن -  
 حضرت یسوع علیہ السلام کی دعوت اور  
 دنیا کی حقیقت فراوانی -  
 کلمہ چمنوں اور عققدون  
 دونوں نے اعراض کیا -

۷۵

۷۶

۷۷

۷۸

۷۹

۸۰

۸۱

۸۲

۸۳

۸۴

۸۵

۸۶

۸۷

۸۸

۸۹

۹۰

۹۱

۹۲

۹۳

۹۴

۹۵

۹۶

۹۷

۹۸

۹۹

۱۰۰

۱۰۱

۱۰۲

۱۰۳

۱۰۴

۱۰۵



حُفَّتِ مِثْلُ كَيْ تَعْلِمُ كَوْفُفَتِ رَنْ نِي كَيْ خَلَا  
سَمْعًا اُسْكَى صِدْقَتِ سِے اِٹْکَا رُکْزَا اور  
تَفْرِیقِ مِیْنِ اِرْشَلِ ۛ

قرآن نے صحتِ مِثْلِ کِی پیامِ محبت کا اقرار  
کیا ۛ ~~کھو دیا اُسکی دعوت کی نہایت~~  
~~خصوصیت قرآنیہ ۛ~~

دعوتِ مِثْلِ کی حقیقت یہ ہے کہ  
~~دنیا کی ہر شے مگر حق کو~~  
محبت سے اصلاح و توبہ سے  
نہیں بلکہ اللہ کی محبت سے پیدا ہوئی ہے۔ ۸۶  
حُفَّتِ مِثْلِ کے مواظط کے مجازات کو  
تشریح اور حقیقت سمجھ لینا سخت غلطی ہے۔ ۸۷  
حُفَّتِ مِثْلِ نفسِ تشریح کے مخالف  
نہیں بلکہ یہ حقیقت واضح کرنے کا حق  
اعمال ان کی میں اصل و رحم و محبت  
ہے۔ نہ کہ نفرت و انتقام۔ ۸۸

سیروان مذاہب کی مگر غلطی یہ ہے کہ  
مذہبوں نے عمل اور عامل میں امتیاز نہیں کر  
لیا۔ حالانکہ دونوں عالم ایک ہیں۔ ۸۹  
طبیب بیماری سے نفرت دلاتا ہے  
مگر بیمار سے متنفر نہیں رہتا۔ ۹۰  
اسی طرح مذہب کُفَاہ سے ہیں متنفر  
نہیں بلکہ کُفَاہ کا رُکْزَا سے متنفر  
ہیں۔ ۹۱  
قرآن اور کُفَاہ کا رُکْزَا کے لیے صدا کے  
تشریف و محبت!

فی الحقیقت اخیل اور قرآن کی تعلیم میں کوئی  
سفاکت نہیں ہے۔ ۹۲

ایک اعتراض ہے:  
قرآن نے مخالفین کے لیے زجر و تنبیہ  
کا حکم دیا ہے۔ ۹۳  
کیوں کیا ہے؟ کیونکہ یہ اُسکی روح  
رحمت و شفقت کے خلاف ہیں؟ ۹۴  
قرآن کے تمام زواجر و قوارع  
سکروں کی ایک خاص قسم سے ملتی رہتی ہیں۔ ۹۵  
اور ان کے لیے سختی نہیں ہے بلکہ عدالت کا  
لازم نتیجہ ہے۔ ۹۶

مالکِ یومِ الدین -  
الدین -

قرآن نے جزاء کے لیے الدین کا  
لفظ اختیار کر کے جزاء کی حقیقت  
واضح کر دی۔ ۹۷  
~~ۛ از اہل کربلا~~

قانونِ مکافات و فطرتِ کائنات  
کا خاصہ ہے اور جس طرح مادیات  
میں ہے، معنویات میں بھی ہے۔ ۹۸  
قرآن بتاتا ہے کہ آگ جلاتی ہے  
اور سنگھیا کھانے سے ہلاکت ملتی ہے  
اسی طرح کُفَاہ سے روحانی ہلاکت ہے۔ ۹۹  
~~ۛ ہر شے کا ایک فطری خاصہ ہے~~

اسی طرح اہل کربلا بھی ہے۔  
اصطلاح قرآنی میں "کسب"۔ ۱۰۰  
قرآن نیک عملی سے خدا کی خوشنودی  
کا اور بد عملی کے لیے غضب کا اثبات  
کرتا ہے۔ مگر اس لیے نہیں کہ یہ جزاء  
سزا کی علت ہے بلکہ اس لیے کہ جزاء  
سزا کا لازمی نتیجہ ہے۔ ۱۰۱

الدین (یعنی مذہب و قانون)۔ ۱۰۲  
مالکِ یومِ الدین کی صفت عدالت  
الہی کا تصور پیدا کرتی ہے۔ ۱۰۳  
~~خطرت ۛ خطرات کے مجازات~~  
قوانینِ الہی کے مجازات قہر و غضب  
کا نتیجہ نہیں ہیں۔ بلکہ عدالت کا  
نتیجہ ہیں۔ ۱۰۴

قرآن نے جانِ عرف کا رخائے طہقت  
کے لیے جس طرح دہشت اور رحمت کا  
محتاج ہے اسی طرح عدالت کا بھی  
محتاج ہے۔ ۱۰۵

کائنات ہستی میں ہر شے کا  
خود کے لیے نفع ہر شے کی حقیقت  
عدل و اعتدال ہے۔ ۱۰۶  
وضع میزان



اعمال ان کی یہ حقیقت کا عدل پر مبنی ہونا قرآن کے نزدیک عمل صالح ہے۔ قرآن نے بد عملی کے لیے جقدر الفاظ اختیار کیے ہیں۔ یہیں حقیقت ان سب

میں ہی حقیقت کا نام کر رہی ہے۔  
 قرآن اور صفاتِ الہی کا تصور  
 قرآن نے صفاتِ الہی کا جو تصور پیش کیا  
 ہے، وہ ربوبیت، رحمت، اور عدالت  
 کا تصور ہے۔

نوع ان کا تصور اور اس ارتقاء۔  
عقل ان کی ذات مجرد کے تصور سے خارج  
ہے اس لیے اس جب خدا کا تصور کرنا  
چاہے تو اس کی پہلی کا تصور کرنا چاہے تو  
یہ تصور ذات کا نہیں بلکہ صفات  
صفات کا تھا اور اس کی صفات  
ان اہل نے اپنے آئینہ تفکر میں ایک صورت  
دیکھی۔ وہ سمجھا یہ خدا کے صفات  
کی صورت ہے حالانکہ وہ خود اسی کی  
صفات کا پرتو تھا !  
صفات الہی کے سلسلہ ارتقاء کے تین  
ارتقائی نقطے۔

۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

۳۔ اور تفریب، صفات رحمت و

توحید انبیاء -

ان کا ابتدائی تصور، سہولت

نزد اقران کے وقت دنیا پر چار

تصور حکمران تھے۔

پند و نسیانی تصور

جھوسی تصویر  
سودی تصویر

نہایت ہی خوبصورت

انجمن علاوہ فلسفہ یونان کا بھی رہا

نصرت - صور

ستقرار کا تصور اخلاطوں کی بنیاد پر //

قرآن کے جو تصور عام یہ اس پر

نخستہ اور تیسری سیم کے لحاظ سے قرآن

ما تصور ~~تلم~~ تصور ~~تلم~~ ۱۱۲

185

فرمان ہے کہ یہ سب دیکھ کر (اب) ہرگز  
نہیں رہے۔

تورات اور قرآن - ۱۳

تفریح و تعطیل کا فرق - ۴

ذو القعدة ۱۱۵۰ھ

والله اعلم بالصواب

قرآن کا تصور

اس من غضب و قہریت کا کوئی

عنصر نظر میں آتا ہے۔

توحید و تسمیہ کے احاطہ میں آئے

15 -  $\frac{1}{2} \log \frac{1}{2} \cdot \frac{1}{2} \cdot \frac{1}{2}$

~~خداوند قیل از قرآن~~

قرآن سے پہلے اعتقادِ توحید کے ساتھ

تخصیص پرستی عظمت پرستی اور

سے زائرہ نازک معاملہ حل و خفا

$$11 \quad \frac{a^2}{b^2} - \frac{a^2}{b^2} = \frac{a^2}{b^2} - \frac{a^2}{b^2}$$

الحمد لله رب العالمين

وہاں سے اوستا کی حد تک  
حد تک = وہاں سے اوستا تک

وین خند کردی

کوی شخص دائرہ اسلام میں داخل نہیں

ہو سکتا ہے کہ حدائی وحدائی  
مذہب سے اسلئے کہ حدائی وحدائی کا علم

19

قرآن نے (کھوٹے) میں خاص و عام

1.1. w-?



کا امتیاز نہیں رکھا جیسا کہ اس وقت تک  
جلد آتا تھا۔

قرآن نے تصور الہی کی بنیاد عالمگیر و جبرانی  
اس پر رکھی ہے۔ اے نظر فکر کی

کاوشوں کا نعا نہیں بنایا ہے۔ ۱۲۰  
سورہ فاتحہ میں جس ترتیب سے یہ تین بیانیہ

جہان ~~کلی~~ ہیں، راہِ معرفت پہنچنے کی  
خوشی ہے کی قدرتی تیز لین ہیں۔ ۱۲۱

اھدنا الصراط المستقیم۔  
ہدایت۔

قرآن نے کونوں و بود کے جار  
مرتبے بیان کیے ہیں جن میں آخری مرتبہ

ہدایت کا ہے۔  
تخلیقِ توحید، تقدیر، ہدایت۔

ہدایت کے درجے بھی جلد مرتبے  
مختلف مراتب ہیں۔ ۱۲۳

ہدایت کے ابتدائی تین مراتب: وہدان،  
حواس، عقل۔

ہدایت کا یو تھا مرتبہ ہدایت وحی ہے۔ ۱۲۵  
~~مگر وہی ہے جو اس کے ساتھ ساتھ~~

~~کلیں کے لیے ضرورت تھا کہ ہدایت~~  
~~وہی ہے جس مرتبے پر وہی ہے~~

~~اس طرح یہ بھی ضرورت تھا کہ ہوتا ہے~~  
~~وہی ہے~~

الہدیٰ۔  
ہدایت وحی کی ایک خاص حقیقت ہے۔ ۱۲۷

جسے قرآن "الہدیٰ" کہتا ہے۔  
~~یہی ہے جو اس کے ساتھ ساتھ~~

~~وہی ہے~~  
اور کہتا ہے "نوع ان کی کے لیے وحی الہی

کی عالمگیر ہدایت یہی ہے۔ ۱۲۸  
وحدت دین کی اصل عظیم اور قرآن

جمعیت بشری کا اتحاد و یکتہ  
نے بعد تفرقہ و اختلاف میں تبدیل ہو جانا

اور ہدایت وحی کی نمود۔  
ہدایت وحی کی خاص ملک یا عہد کے

نہ تھی۔ نام نوع ان کی کے لیے تھی۔ ۱۲۹  
نسل ان کی کے ابتدائی عہدوں میں تھیں

ہی پیغمبر گزر چکے ہیں جنہوں نے پیغام حق نبایا۔  
یہ عدل الہی کے خلاف ہے کہ کوئی گروہ جوابدہ

ٹھرایا جائے اور پھر اس کی ہدایت  
کے لیے پیغمبر نہ مبعوث ہوا ہو۔ ۱۳۱

قرآن میں بعض پیغمبروں کا ذکر کیا گیا۔  
بعض کا نہیں کیا گیا۔

قوم نوح کے بعد کتنی ہی قومیں گزر  
چکی ہیں جن کا حال اشد رکھو ملو ہے۔

خطرہ الہی کا ناسات ہستی کے ہر گونے  
میں ایک ہے جس ضرورت تھا کہ یہ ہدایت

بہن اول دن سے ~~اسی طرح~~ ایک ہے۔  
~~وہی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ~~

~~یہ ہدایت~~  
یہ ہدایت ~~یہی ہے~~ اور عمل صالح

کا قانون ہے اور نام رہنمایانِ مذہب  
نے اسی کی دعوت دی ہے۔ ۱۳۳

کوئی بانی مذہب ~~اسی طرح~~ نہیں ہوا،  
جس نے اس ایک ہی ہدایت پر

شفیق رہنے اور تفرقہ و اختلاف  
سے بچنے کی دعوت نہ دی ہو۔

قرآن کہتا ہے "نوع ان کی صرف  
خدا پرستی کے رشتہ ہی سے متحد"۔

ہو گئی ہے۔  
خدا کے نام رسولوں کے پیغامِ نبی

آئین "برقائم رہو اور الگ الگ  
نہ ہو جاؤ!"

قرآن کی تحدی کہ کسی مذہب کی تعلیم  
یا کسی قدیم روایت سے یہ نہیں دھلایا

جاسکتا کہ دینِ حقیقی کی راہ اس کے عروج  
پر ~~یہی ہے~~ ہے۔

اسی گروہ دا عبانِ مذہب کی باہمی تصدیق  
کو بطور ایک محبت کے پیش کرتا ہے۔

الدین اور الشرع۔



اگر دین ایک ہی ہے تو پھر ہر ادیان عالم  
 میں اختلاف کیوں ہوا؟  
 قرآن کہتا ہے 'اختلاف دین میں نہیں  
 ہوا' بلکہ شرع و منہاج میں ہوا اور  
 یہ ناگزیر تھا۔

تخلیل قلم کا معاملہ اور قرآن کی تصریح -  
 آیت بقرہ اور عقائد و اعمال دین -  
 قرآن کہتا ہے کہ شرع و منہاج  
 پیروان ادیان کے عالمگیر گروہ ہیں کہ  
 دین کی وحدت فراموش کر دی ہے اور  
 نفس شرع و منہاج کے اختلافات

پر ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں۔  
 قرآن کہتا ہے 'اگر خدا جانتا تو تمام زبان  
 ایک ہی آیت ہو گئے۔' ~~اور احوال و ظروف~~  
 کا اختلاف بطور ممکن نہ آتا، لیکن خدا  
 لیکن خدا کی حکمت ہی کی مقتضی ہو کہ احوال  
 و ظروف کے اختلاف سے اقوام کا  
 اختلاف ہو، نہ تو دنیا پائے، پس جس  
 طرح اور اختلافات ہو، ~~طرح~~  
 شرع و منہاج کا اختلاف بھی ہوا۔  
 یہ اختلاف باہمی نزاع و مخالفت  
 کا درجہ اس اختلاف کی بنا پر ایک  
 مذہب کا پیرو دوسرے کو کیوں جھٹلائے؟  
 اور کیوں دین کی سچائی کا صرف اپنے ہی کو

مصدقہ وارث سمجھے؟  
 پیروان مذہب نے دین کی وحدت بھلا دی  
 اور شرع و منہاج کے کو اصل دین  
 سمجھ کر ~~بھٹک~~ لڑنا شروع کر دیا۔  
 قرآن کہتا ہے 'یہ اختلاف طبعیت  
 بشری کا ~~افشاں~~ ہے۔' ~~مگر اسے تم دور نہیں کرتے۔~~  
 تشیع اور تحزب کی گمراہی۔

اگر تمام ادیان کا مقصد ایک ہی  
 تھا اور سب کے لئے تو پھر قرآن نے ظہور  
 کی ضرورت کیا تھی؟  
 قرآن کہتا ہے 'ایسے کہ تمام مذہب کے

میں مگر تمام پیروان مذہب سچائی  
 سے منحرف ہو گئے ہیں۔ میں چاہتا  
 ہوں 'سب کو اُن کی گم شدہ سچائی  
 پر جمع کر دوں۔'

۱۳۴ از انجملہ "تشیع" اور تحزب کی گمراہی۔  
 ۱۳۵ یسے نجات کی بنیاد عقائد اور عمل  
 پر نہیں رہی۔ مذہبی گروہ بندیوں  
 میں منحصر ہو گئی۔

۱۴۰ قرآن کہتا ہے 'نجات و سعادت کا دار و مدار ایمان  
 اور عمل پر ہے' نہ کہ کسی خاص گروہ بندی پر۔  
~~پھر دین کی صداقت کسی گروہ~~  
~~خود کے ساتھ خصوص نہیں~~

کو ملی ہے، اور سب کے لئے کھلی ہوئی ہے۔  
 قرآن کا اس کا بجا انکار کہ نجات  
 کا دار و مدار یہودیت یا مسیحیت  
 کی گروہ بندی پر ہے۔ وہ ~~دعویٰ تھا~~۔

۱۴۱ ~~یہ بڑا گروہ قرار دیتا ہے۔~~  
 یہودیوں اور عیسائیوں کا گروہ بندی کے  
 ایک درمیان کو بٹھلانا، اور قرآن کا  
 اس پر انکار۔

۱۴۲ ~~پیروان مذہب نے اپنی عبادت~~  
 کا بنیاد ایک ایک کر کے ہیں۔  
 ایک ~~مذہب کا پیرو~~ گروہ بندی  
 کا پیرو، دوسرے گروہ بندی کی عبادت  
 کا ہ میں ~~ہو~~ عبادت  
 نہیں کر سکتے۔ کیونکہ انہوں نے اختلاف

۱۴۳ سے خدا بھی خلیف ہو گئے؟  
 قرآن کا اس پر انکار کہ یہودی اپنے  
 میں، دین کی سچائی صرف ~~یہودی~~ اپنی  
 کے حصے میں آئی ہے، اور یوں خیر  
 یہودی سب اور ہدایت یافتہ نہیں  
 ہو سکتا۔

۱۴۹ قرآن کا اس پر انکار کہ یہودی اپنے  
 آپ کو نجات یافتہ انت سمجھے ہیں۔



۱۲۴  
اور کہتے ہیں جنہم کا خلود ہم پر حرام کر دیا  
قرآن کہتا ہے ہر بد عمل کو اس جہنم  
جہنم میں لے جاتا ہے۔  
قرآن نے صاف اور قطعی نقطوں میں اعلان  
کر دیا کہ خدا کا قانون جزا و عتاب ہے  
اور اس میں نہ تو کسی خاص گروہ کو  
ہر گز کوئی گروہ کو مستثنیٰ  
نہیں۔ اس کو ان ن اور گروہ مستثنیٰ نہیں۔ ۱۲۵  
قرآن کا یہودیوں کے یہودی سمجھتے تھے  
غیر یہودیوں اور بت پرستوں کا ساتھ نہیں  
معاشرت کرنے میں راست بازی ضروری ہے  
نہیں۔ کافروں کا مال اور جانیں  
ہر گز جائز نہیں۔ قرآن اسے  
سب بڑی گمراہی قرار دیتا ہے۔  
قرآن کا حضرت ہر ملت ابراہیمی پر اسی  
زور دیتا ہے کہ اُسکی بنیاد کسی گروہ  
بندی پر نہ تھی۔ خدا پرستی و نیک عملی  
کے عالمگیر قانون پر تھی۔ قرآن یہودیوں  
اور عیسائیوں سے سوال کرتا ہے کہ اگر بنیاد  
نجات تمہاری گروہ بندیان میں تو حضرت  
ابراہیم کس گروہ بندی کے آدرش تھے؟  
قرآن کہتا ہے دین الہی کی اصل نوع  
ان کی وحدت و اخوت ہے۔ نہ کہ  
تفرقہ و منافرت۔ پس یہ تمام گروہ بندیان  
جو ایک گروہ کو دوسرے گروہ سے  
نفرت دلاتی ہیں، سچا گمراہی ہیں۔  
اللہ نے قرآن کا اصطلاح سے انکار کیا۔ ۱۲۸  
وہ بار بار کہتا ہے بنیاد عمل و انکسار  
ہے۔ نہ کہ کوئی دوسری چیز۔ ۱۲۹  
قرآن کی دعوت۔  
چنانچہ قرآن کا اعلان یہ ہے کہ ہر دعوت  
کسی نئی بات کی طرف نہیں ملاتی  
میں اسی سچائی کی تجدید ہے جو اول دن سے موجود  
ہے اور تمام رہنمایان مذاہب کی دعوت ہے۔

اسی لیے اسکی دعوت کی بنیاد یہ ہوئی کہ تمام  
رہنمایان عالم کی یک ن طور پر تصدیق کی جائے۔ ۱۵۰  
وہ تعریفی میں الرسل کو کوثر کہتا ہے۔ ۱۵۱  
وہ کہتا ہے خدا ایک ہے اس کی پکائی  
بھی ایک ہے اور زبانوں کے تعدد سے  
حقیقت تعدد نہیں ہو سکتی۔  
وہ کہتا ہے تم سب کا پروردگار ایک ہے  
اور تم ایک ہی رشتہ تم سب ایک ہی  
پروردگار کے ہیں۔  
اور تم سب کو ایک ہی رشتہ اخوت میں باندھ  
دیا گیا ہے۔ ہر باہمی مخالفت و منافرت  
کیوں ہو؟ کیوں مذہب اور خدا کے نام  
پر ایک دوسرے کے دشمن ہو جائے؟ ۱۵۲  
یہ وجہ ہے کہ اس کسی مذہب کے  
پیروں سے یہ مطالبہ نہیں کیا کہ کوئی نیا  
عقیدہ قبول کرے، بلکہ یہی مذہب کہ  
خود کو جانے لے۔ ان مذہب کی حقیقی  
تعلیم پر کاربند ہو جائے۔ ۱۵۴  
تمہارا آپ کرنا ہے جو قبول کرنا ہے۔  
قرآن نے ان دینان کا قہقہہ لے کر  
ہر دین کی صداقت  
میں وجہ ہے کہ قرآن نے احوال صالحہ کے لیے  
”معرفة“ کا اور اعمال بد کے لیے ”نکر“  
کا لفظ اختیار کیا۔ ۱۵۵  
اسی لیے اس دین کے لیے ”الاسلام“ کا لفظ  
اختیار کیا۔ ۱۵۸  
وہ کہتا ہے اس عالمگیر صداقت کے سوا  
ان کی ساخت کی کوئی گروہ بندی  
نہیں۔ اللہ کے حضور مقبول نہیں۔  
چنانچہ قرآن کی دعوت نے مذہبی منافرت  
و خلی لغت ٹاڑی کر دی اور خدا  
پرستوں کا ایک ایسا گروہ پیدا کر دیا جو  
سب کو یک ن طور پر مانتا اور سب  
کی مشترک صداقت پر عمل سرائیگا۔



- قرآن اور ان کے فی نفوں میں بنا و نزاع - ۱۵۹  
 سرور ان مذاہب کی اس سے مخالفت اس  
 لیے نہ تھی کہ وہ انہیں جھٹلاتا کیوں  
 ہے، بلکہ ایلے تھی کہ جھٹلاتا کیوں نہیں! ۱۶۰  
 قرآن کے تین اصول جو اس میں اور  
 ان کے فی نفوں میں بنا و نزاع ہو - ۱۶۱  
 خلاصہ بحث - ۱۶۲  
 دنیا کی مذہبی نزاع کا فیصلہ صرف درہی صورتوں  
 سے ہو سکتا ہے - شیری راہ  
 کوئی نہیں - یا تو تسلیم کیا جائے کہ تمام  
 مذاہب چھوٹے ہیں اور مذہبی سچائی  
 کا کوئی وجود نہیں، یا پھر وہ راہ  
 تسلیم کی جائے جو قرآن کی راہ ہے - ۱۶۴  
 صراط مستقیم - ۱۶۵  
 صراط مستقیم کی بیان یہ بتلائی ہے کہ وہ  
 انعام یافتہ ان نون کی راہ ہے - لکراہ  
 اور مغضوب ان نون کی راہ نہیں ہے  
 قرآن کہتا ہے انعام یافتہ گروہ انبیاء  
 صدیقین، شہداء اور صالحین میں سے  
 خدا کے مالکین کی حقیقت ظاہر کرنے  
 کے لیے صراط مستقیم سے ستر تعبیر نہیں  
 ہو سکتی تھی - ۱۶۶  
 صراط مستقیم ایک سے زیادہ نہیں ہو سکتی  
 پس فرمایا کہ سبل متفرقہ کی سرور  
 نہ کرو - ۱۶۷  
 دین حقیقی کی راہ کا سیدھا ہونا اور  
 سبل متفرقہ کا پرستش و خم ہونا - ۱۱  
 المغضوب علیہم اور الصادقین - ۱۶۹  
 قرآن کے قصص اور استقراء تاریخی - ۱۷۱  
 سورہ فاتحہ کی تعلیمی روح - ۱۷۳

کتاب در فضیلت حضرت علی (ع)  
 و در بیان صفات و کمالات  
 و در بیان فضائل و مناقب  
 و در بیان احوال و سیرت  
 و در بیان آثار و احوال  
 و در بیان احوال و سیرت  
 و در بیان آثار و احوال



(۱۷۶)  
سورۃ بقرہ  
(۱۷۷)

— ۱ —

- یہ کتاب متقیان نوں پر فلاح و سعادت کی راہ  
کھولنے والی ہے اور قبولیت حق کے کاغذ سے  
ان نوں کی پہلی قسم -
- ۱۷۷ دوسری قسم ~~قبولیت~~ جو پہلی قسم کی ضد ہیں -  
شیریں قسم ان لوگوں کی جو اگرچہ خدا پرستی  
کا دعویٰ کرتے ہیں مگر حقیقت اس سے خوں ہیں -  
وہ مغد ہیں مگر اپنے آپ کو صلح سمجھتے ہیں -  
وہ راست بازی کو بے وقوف اور نفاق کو  
دانشمندی سمجھتے ہیں -
- ۱۷۸ راست بازوں کے حق اور ایمان والوں کا  
تمسخران کا شیوہ ہے -  
شیریں قسم کی محروم کی ایک مثال -  
دوسری مثال - حق کے ظہور اور محروموں کی  
محرومی کی دوسری مثال -
- توحید الہی کی یقین اور خالقیت و ربوبیت  
سے استدلال جب کہ ~~کائنات~~ خطر نفسی ان کی  
کی فطرت میں ہے -
- رسالت اور وحی -  
سنت الہی یہ ہے کہ وحی کا کلام ان کی بول چال  
کے مطابق ہوتا ہے اور پانچ حقائق کے لیے  
ثبوت ضروری ہیں -
- آخرت کی زندگی اور پہلی پیدائش سے دور  
پیدائش پر استدلال -  
زمین کی مخلوقات میں نوع ان کی برتری  
اور مخلوقات ارضی کا ایلے ہونا کہ ان کی  
انہیں اپنے کام میں لائے -
- ان کی کار زمین میں خدا کا خلیفہ ہونا نوع  
ان کی کی معنوی تکمیل اور قبولیت کی ہدایت  
وضاحت کی ابتدا -  
فرشتوں کا آدم کے سامنے سرسجود ہو جانا  
مگر ابلیس کا انکار کرنا - آدم کی بہشتی زندگی  
اور شجر ممنوع -
- ۱۷۹ آدم کی لغزش، اعتراف قصور  
قبولیت توبہ، اور ایک نئی زندگی  
۱۷۸ کا آغاز -
- ۱۷۹ وحی الہی کی ہدایت اور ان کی  
سعادت و شقاوت کا قانون -
- ۱۸۰ وحی الہی کی ہدایت کا جاری ہونا اور اس  
سلسلہ میں بنی اسرائیل سے خطاب -
- ۱۸۱ کہ کتاب اللہ کے سب سے پہلے حال دہی  
سمجھ جائے -
- ۱۸۲ جبر اور نماز دو بڑی روحانی قوتیں  
ہیں جن سے اصلاح نفس اور  
انقلاب حال میں مدد لی جا سکتی ہے -
- ۱۸۳ بنی اسرائیل کے ایمان و دفاع اور  
قوموں کی ہدایت و ضلالت کے حقائق -
- ۱۸۴ فراغت مصر کی غلامی سے نجات اور  
کتب و فرقان کا عظیم -
- ۱۸۵ بنی اسرائیل کی یہ گمراہی کہ انہیں دلوں میں وحی  
الہی پر کامل یقین نہ تھا -
- ۱۸۶ صواب و سینا میں ضروریات زندگی کا فہم  
ہونا ہو جانا اور بنی اسرائیل کا نوان نعمت -
- ۱۸۷ یہ گمراہی کہ جب فتح و کامرانی ملی تو  
عبودیت و نیاز کے جگہ غفلت و غرور میں مبتلا ہو گئے -
- ۱۸۸ بنی اسرائیل کا پانی کے لیے آپس میں جھگڑنا -
- ۱۸۹ محکوم و غلام سے قوم کا اخلاقیت ہو جانا  
اور بلند مقاصد کے لیے جوش و عزم باقرین ہونا -
- ۱۹۰ اس اصل عظیم کا اعلان کہ سعادت و نجات  
ایمان و عمل سے وابستہ ہے - نسل و خاندان  
یا مذہبی گروہ بندی کو اس میں دخل نہیں -
- ۱۹۱ بنی اسرائیل کی یہ گمراہی کہ احکام الہی پر سچائی  
کے ساتھ عمل نہیں کرتے تھے اور طرح طرح  
کے شرعی جیلے گڑھ لیے تھے -
- ۱۹۲ کثرت سوال اور تعمق فی الہدیں کی گمراہی - یعنی



احکام حق کی سیدھ سادہ اور اعلیٰ علت کرنے کی حکم  
 خارج طرح کے سوالات گڑھنا بلا ضرورت  
 باریک بینان کریں اور وہ بھی شریعت  
 کی سادگی اور آسانی کو سمجھیں و سمجھیں بدلہ  
 بنی اسرائیل کا قتل نفس میں بے باں ہو جانا  
 جو شریعت دینی کے رویے ان کا ہے  
 طرائف ہے

بنی اسرائیل کی قلبی و اخلاقی حالت کا انسانی  
منزل، حتیٰ کہ جبریت اور اس حالت کا  
سبب ہو جائے جب جبریت بدترین اور منفی  
کی استعداد تک علم مفقود ہو جاتی ہے۔  
بنی اسرائیل کے گذشتہ آیام و وقائع کے  
ذکر کے بعد ان کے موجودہ اعمال و عقائد  
پر تبصرہ۔ ~~ان کے علمی و اعتقادی عمل~~  
~~گمراہیوں کا تشریح اور دین الہی کے حج~~  
~~و بوجہ سب سے پہلے اور بنیاد پر اگر ان~~  
یہ ہے کہ نہ تو نبی باریک رسد کا سچا علم باقر  
رہے، نہ سچا عمل۔

اُن کے علماء و حق فروش ہیں اور عوام  
کا سرمایہ دین خوش و اعتقاد کی  
آرزوؤں اور جہالت کے دلوں کے سوا کچھ  
نہیں۔ ~~یہودیوں کی جگہ پر~~  
علاء یہودی کی یہ گراہی کہ کتاب اللہ  
کے احکام پر انہی راہوں اور خواہشوں  
کو ترجیح دیتے تھے۔ اور میرا بے گناہ  
ہو۔ حکموں اور سنتوں کو کتاب اللہ  
کی طرح واجب العمل نہ تھے۔

سود یوں کی یہ گراہی کہ سمجھتے تھے، اُعلیٰ  
مقامت، بجا میں یافتہ امت ہے، اور  
کو سودی ہمیشہ کے لیے دوزخ  
میں نہیں ڈرالا جائیگا۔

قرآن کہتا ہے 'جنب و دوزخ کی  
تقسیم ہوگی تو مومن کی تقسیم کی بنا پر  
نہیں ہے کہ کسی کو لے کر یہ جنب ہو  
وہ کسی کو لے کر یہ دوزخ ہو۔' اس کا

دارد مدار ایمان و عمل پر ہے۔

میروان مذاہب کی گراہی کی وجہ سے  
جب امتیاز دینی کی وجہ سے

~~منعوت اوصاف و اراد خدای کی نداشت~~

~~صرف ایسے کی باتیں نہ کرنا چاہیے جو خیر نہیں~~

وہ کام جو عورت کے لیے ہے اس کا نام

~~یہاں سے اس کو حاصل کیا~~

فقیر محمد قاسم شریف کے منادی کا حکام

رہنمائی تو وہ نہیں کرتا، لیکن معمول معمولی

ماتم سے کہہ کر اٹھ کر اور باجاری کا ڈرعم

یہاں پر جو عیسائی اور رومیوں کے درمیان

میں نے اسے دیکھا تھا کہ وہ ایک اور شخص کے ساتھ تھا۔

رسالت نو" اقومون بحض اللہ

۱۹۶ وکفرون ببعض سے جبر کرنا ۴ -

یہ حالت رسالت کا نتیجہ ہے کہ راست

بابی اور حق پرستی کے جگمگانی خواہشوں کے

پریش کی جانی ہے اور یہی وجہ ہے کہ غرض

مستوں نے ہمیشہ داعیانِ حق و اصلاح کی

فنی نعت کی ہے - بنی اسرائیل کے مکذیب

مجلس روز قتل، رنما، ۱۹۷۵

۴۰ کہنات اور تعلیم کے جمود میں

[illegible]

مردم - کتابخانه عمومی -

کتابخانه عمومی امام خمینی

~~۵۶ سے دیکھا کہ زمین~~

میں قبلاً ہی ذکر کیا ہے کہ اس اعتقاد کی پہلی

سجده خیر کے لئے -

قبول حق میں جو نوافل پیش آتے

۱۲۔ جس فن میں سب ٹرانا منع، نکلے !

جائے، شخصی حد ہوا - 199

۱۱۔ خرابی کی سنگین غلطی یہ ہے

که دست من نهی رستاخیز حق که طرف بلا

کہ جب اس میں رہا، عیسیٰ کی طرف سے

جائے ہوئے ہیں۔ اگر آپ

وہ جو کہ اس کے لئے ہے

کہ اس میں میرا حصہ زیادہ ہے

کسی یاران کا غلج ہے۔

دینے سے کہے ہیں، اور سب کا ایک ہی ہے



اور میں اس لیے نہیں آیا ہوں کہ مجھے ادیان کی جگہ کوئی نیا دین پیش کروں، بلکہ اس لیے کہ ان کا سچا اعتقاد و عمل پیدا کروں۔

جن کے دل میں نجات اور حروف کا یقین ہے، وہ موت سے خائف نہیں ہو سکتے۔

جو کوئی مسلمہ وحی کا مخالف ہے، وہ اللہ اور اس کے قوانین ہدایت کا مخالف ہے۔

پیغمبر اسلام سے خطاب کہ اگر علی و یسوع دعوت حق سے انکار کر رہے ہیں، تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اس سے پہلے اب ہی عالم

حضرت مسیح علیہ السلام کو پیش آچکا ہے۔

بنی اسرائیل کے ضعیف عقل و ایمان پر اس واقعہ سے انتہائی دکھ جادو گروں نے

مستبعدوں پر حملہ کر دیا اور کہا کہ یہ اللہ کی تعلیمیں نیست ڈال دیں۔ ضمناً اس حقیقت

کا اعلان کیا کہ جو خرافات مشہور ہیں، ان کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔

دعوت قرآنی کے سرور سے خطاب کہ بنی اسرائیل کے آیات و دلائل سے غریب گزرتی ہیں

نیز بعض شکوک کا ازالہ جو علماء یسوعیوں کے دلوں میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔

ایک شریعت کے بعد دوسری

ایک شریعت کے بعد دوسری شریعت کا تصور اس لیے ہوا کہ یا تو ”نسخ“ کی حالت پیش آئی، یا ”نہی“ کی۔

نسخ الہی یہ ہے کہ نسخہ شرائع ہو یا نہی شرائع، لیکن ہر قسمی تعلیم پہلی

سے بہتر ہوگی۔ یا اس کے مانند ہوگی۔ یا اس سے بہتر ہوگا کہ گمراہی کو گمراہی

اصلی و اصل و ارتقاء ہے۔ نہ کہ تنزل و تنقص۔

کثرت مبادل اور تعمیق فی الدین کی نعمت نماز اور زکوٰۃ نیچے قلبی اور مالی عبادت

کی سرگرمی ایک ایسے حالت ہے جسے جامعیت کی معنوی استعداد نشو و نما پاتی ہے۔ جس

جامعیت میں یہ سرگرمی موجود ہو، نہ تودہ راہ

سے برگشتہ ہو سکتی ہے، نہ اس کی اصلاح جاسکتی

موت میں خلل پڑ سکتا ہے۔

اصل مذہب کی علی گڑھ اس یہ ہے کہ اس ہونے والی دنیا کی سچائی کو جو ایک ہی

تھی اور سب کو اللہ کے لئے تھی، مذہبی گروہ بندیوں کے ایک ایک حلقے بنا کر،

ضائع کر دی۔ اب ہر حلقہ دوسرے کو حیلہ دے رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس نزاع کا فیصلہ

کیونکر ہو سکے گا؟ اگر کوئی ایک گروہ ہی سچا ہے، تو دوسرے کیوں نہ ہوں؟ تو کوئی دوسری سچا ہو، اگر سب سچے ہیں، تو یہ کون سی

سچائی ہوگی جو سب کو سچا کر دے؟ تو یہ سچائی کی

قرآن کہتا ہے، اصل کے اعتبار سے سب سچے ہیں۔ عمل کے اعتبار سے سب جھوٹے

میں چاہتا ہوں، سب کی مشترک اور عالمگیر اصلیت پر سب کو جمع کر دوں۔

یہ مشترک اور عالمگیر کیا ہے؟ خدا پرستی اور سب عملی۔

خدا پرست ہونے سے کہتے تھے، تو کوئی بات نہیں پڑ سکتی، جب تک یہ گروہ بندیوں میں

داخل نہ ہوں، سب سچے تھے، سب سچے تھے۔

لیکن یہ گروہ بندیوں میں داخل ہونا ضرور ہے۔ قرآن کہتا ہے، جو ان

بھی خدا پرست تھے اور سب عمل ہوگا، ان کا کیا؟ خود اپنی گمراہی گمراہی ہوں گروہ بندیوں

میں داخل ہو یا نہ ہو۔

مذہبی گروہ بندی کا معصب یہاں بڑھ گیا ہے کہ اگر گروہ کے لیے اس کی مخصوص عبادت

کا ہے، دوسرے گروہ کا آدمی ان میں عبادت نہیں کر سکتا، اور اگر گروہ

خدا کی خاص عبادت کا ہے، تو اس کی عبادت کے اندر ہی نہیں ہے کہ صرف وہی عبادت کی جا سکتی ہے۔

یہ سچائی ہے جو سب کو سچا کر دے، جو سب کی مشترک اور عالمگیر اصلیت پر سب کو جمع کر دے، جو ان بھی خدا پرست تھے اور سب عمل ہوگا، ان کا کیا؟ خود اپنی گمراہی گمراہی ہوں گروہ بندیوں میں داخل ہو یا نہ ہو۔











۲۲۸  
ہو جائے تو اختلاف باقرینیں رہا جائے۔

~~جو لوگ کہتا ہے اللہ کے نزدیک ہے~~  
~~ہدایت کے بارے میں مختلف ہوتا ہے اور لوگ~~  
~~لوگ ملکہ فریبوں میں پٹے جاتے ہیں وہ~~  
~~مشتاقان سے ملنے کو کہتے جاتے ہیں~~

(۵) اس اصل عظیم کا اعلان کہ نبیؐ و عبادت کی راہ یہ نہیں ہے کہ عبادت کی کوئی خاص یا خاطر و روع کی کوئی خاص بات اختیار کر لی جائے بلکہ وہ دل کی پہلی خدا پرستی اور شیک ٹھل سے حاصل ہوتی ہے اور اصلی شے دل کی پائی اور عمل کی نیکی ہے۔ ~~یہ جس سے کہ دین و دنیا کا حق ہے~~  
~~وہ ملکیت کا حق کی اپنی یا ہے نہ کہ دین کا~~

قرآن کے نزدیک اعتقاد اور عمل کی وہ چیز ہے  
 کون کونسی بات جنہیں قرآن دین کی نیکیوں سے قرار  
 دیتا ہے حقیقی مطلق بات قرار دیتا ہے ؟  
 قصاص کا حکم اور ان نفاذ کا اہل  
 جو اس بارے میں پہلے ہوئے تھے :

(۱) ان کی بات وارت کا اعلان  
نسل و شرف کے علم امتیازات سے انکار  
(۲) نون بیا بیا جاہ گناہ اگر  
تغول کے درواز راضی ہو جائیں -  
(۳) قصاص میں لایا جان کی جگہ  
چہ گمراہی ہے کہ زندگی کی حفاظت کی جا  
وصیت کرنے کا حکم:

(۱) مرنے سے پہلے اپنے مال و متاع اور ~~مال~~ میں ماندوں کے لیے اچھی وصیت کر جائے۔ زینگو کے خزانوں میں داخل ہے۔

(۲) بیٹے کی وصیت ایک تقدس و رمانت ہے ~~اور~~ اور ضروری ہے کہ بے کم و کاست تعمیل کی جائے۔

(سو) اگر وصیت کے تحت  
 بیعت کرے تو جو کچھ میری بیعت  
 میں ہے وہ اس کی ہے اور

میرا حصہ ان میں نہیں ہے اور

ان میں سے کسی کو بھی دینا نہیں چاہتا۔

(۱) ~~خوشنما~~ <sup>پہلی</sup> ~~نفس~~ <sup>نفس</sup> فاقہ کرنا اور اپنے جسم کو شقت میں ڈالنا کوئی پہلی اور ثواب کی بات ~~نہیں~~ <sup>ہو</sup>۔ مقصود اصل نفس کی اصلاح و تہذیب ہے۔

(۲) روزن کے لیے رمضان کا مہینہ  
مہینہ اس لیے قرار پایا کہ نزول قرآن کا یہ  
آوردی و نذر کر کا باعث ہوا ہو۔

(۱۳) دین میں اصل آسانی ہے نہ کہ سختی و سنگینی۔ پس یہ عبادتوں میں سختی ~~کے~~ کرنی خدا کی خوشنودی کا موجب نہیں ہو سکتی۔

(۱۴) یہ خیال غلط ہے کہ جب تک فاتحہ کشتی اور ریاضت کے چلنے نہ کھینچ جائیں، خدا کے حضور دعا قبول نہیں ہو سکتی۔ ~~اور~~ ~~خدا~~ ~~ص~~

کے ساتھ جب کھڑکیاں روئے، ~~وہ~~ ~~خدا~~ ~~ص~~

قبولیت و رحمت کے ساتھ جواب دیکھا! ۴۴ ص ۲

(۵) روزہ سے مقصود یہ نہیں ہے کہ  
جہاں خواہیں، بکل ترک کر دی جائیں، مکمل  
مقصود ضبط و اعتدال ہے۔ پس کھانے  
پینے اور زنا شوئی کے علاوہ کی جو کچھ ممانعت  
ہے صرف دن کے لیے ہے۔ رات  
کے وقت کوئی رک نہیں۔

خدا کا ٹہرایا ہوا فطری تعلق ہے ﴿وہ﴾  
 اور دونوں اپنے حوائج میں ایک دوسرے  
 وابستہ ہیں یہیں پہلو کا ہر ایک  
 ہے جو عبادت کے فیض میں ناسا  
 رہے ہیں ہے جو خدا ایک فطری تعلق  
 عبادتِ سرور الہی

(۷) مومن وہ ہے جسے عمل میں کوئی  
کھوٹ اور راز نہ ہو۔ اگر ایک بات  
میری نہیں، مگر تم نے کسی وجہ سے ~~میرے~~ برا  
سمجھ رکھا ہے اور اس لیے چوری چھپے کرنے  
لگے ہو، تو گو ~~میرے~~ اصلاً شرابی نہیں  
کئی، مگر تمہارے ضمیر کے لیے برائی ہو گئی +  
(۸) روزہ اور اسی طرح کی دوسری

دست تے تھیل و غراں چھوڑی نہی کھج وہ جو ابد ہونے۔

اگر وصفت کہ تھیل کھیل طور نہ ہوں تو چن سکھان پر 6



عبادین کچھ سود مند نہیں اگر حقوق العباد کی طرف سے غافل ہو۔ ~~یہی وہ ہیں جنہیں حکم خداوندی کے لیے نذر ترک کر دیا۔ یہی وہ ہیں جنہیں حکم خداوندی کے لیے نذر ناسال~~

حج کے احکام اور اس مسلم میں بعض اصولی مہات ~~کی تفصیل~~ :

(۱) چاند کے طلوع و غروب سے مسیوں کا حساب لگایا جاتا ہے۔ ~~وہی وہ ہیں جنہیں حکم خداوندی کے لیے نذر ترک کر دیا۔ یہی وہ ہیں جنہیں حکم خداوندی کے لیے نذر ناسال~~

مجموعہ سورہ جمع نجوم اور کوکب پرستی کے جو لوگوں کو گنہگار ہے، ان کی کوئی صلیبت نہیں۔

(۲) زیارت کا کعبہ کی زیارت و حج کے لیے لوگوں نے طرز طرز کی یا بندیاں اپنے سچے نکالی ہیں اور اجر و ثواب کے لیے ~~یہی وہ ہیں جنہیں حکم خداوندی کے لیے نذر ترک کر دیا۔ یہی وہ ہیں جنہیں حکم خداوندی کے لیے نذر ناسال~~

شعوت میں ہیں ~~یہی وہ ہیں جنہیں حکم خداوندی کے لیے نذر ترک کر دیا۔ یہی وہ ہیں جنہیں حکم خداوندی کے لیے نذر ناسال~~

کی باتیں ہیں۔ یہی کی بات حرف یہ ہے کہ تقویٰ پیدا کرو۔

(۳) اہل مکہ کے کلم و تعدی سے حج کا دروازہ مسلمانوں پر بند ہو گیا تھا جس حکم کے بغیر چارہ نہیں ہو سکتا اور مسلمانوں نے مسلمانوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا تھا۔ پس حکم دیا گیا کہ اب جنگ کے بغیر چارہ نہیں ہو سکتا۔

اس بارے میں اصل یہ ہے کہ جنگ کی حالت ہو یا امن کی، لیکن کسی حال میں بھی مسلمانوں کو مدلل و راستی کے خلاف ٹوٹا جاتا نہیں کرنی چاہیے۔

(۴) جنگ ٹرائی ہے، لیکن قسم اس بھی زیادہ بڑا ہے۔ پس کیا ہوا چارہ نہیں

کہ جنگ کی حالت گوارا کری ہے۔ قرآن حکم دیتا ہے کہ وہ ظلم و غیرت سے ~~یہی وہ ہیں جنہیں حکم خداوندی کے لیے نذر ترک کر دیا۔ یہی وہ ہیں جنہیں حکم خداوندی کے لیے نذر ناسال~~

خبردار تھا کہ ان کی آزادی سلب کرنی چاہیے۔

قرآن کہتا ہے یہ ہر اس جنگ کی جڑوں سے ~~یہی وہ ہیں جنہیں حکم خداوندی کے لیے نذر ترک کر دیا۔ یہی وہ ہیں جنہیں حکم خداوندی کے لیے نذر ناسال~~

بھی زیادہ سخت ہے، ہوا میں لگ کر ~~یہی وہ ہیں جنہیں حکم خداوندی کے لیے نذر ترک کر دیا۔ یہی وہ ہیں جنہیں حکم خداوندی کے لیے نذر ناسال~~

قرآن نے اس قسم کے ازار کے لیے ~~یہی وہ ہیں جنہیں حکم خداوندی کے لیے نذر ترک کر دیا۔ یہی وہ ہیں جنہیں حکم خداوندی کے لیے نذر ناسال~~

~~یہی وہ ہیں جنہیں حکم خداوندی کے لیے نذر ترک کر دیا۔ یہی وہ ہیں جنہیں حکم خداوندی کے لیے نذر ناسال~~

جنگ کی اجازت اس لیے دی گئی ہے کہ دین و اعتقاد کی آزادی حاصل ہو جائے۔

یہی دین کے معاملہ میں جس کا تعلق صرف خدا سے ہے، ان کے ظلم و تشدد کی مداخلت باقر نہ رہے۔

۲۳۸

(۵) جو لوگ جہاد کی راہ میں مال خرچ نہیں کرتے، وہ اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔

(۶) اگر لڑائی کی وجہ سے ~~یہی وہ ہیں جنہیں حکم خداوندی کے لیے نذر ترک کر دیا۔ یہی وہ ہیں جنہیں حکم خداوندی کے لیے نذر ناسال~~

جیسے جانوں کو راہ میں رک جانا پڑے، تو اس صورت میں کیا کرنا چاہیے؟ نیز حج اور عمرہ کے تمتع کی صورت (یعنی دونوں کو ملا کر کرنے کی صورت)

۲۳۹

(۷) حج کا احرام باندھ لینے کے بعد نہ تو عورت کا خلوت کرنا چاہیے نہ زنا شوئی کا تعلق ہونا چاہیے نہ لڑائی جھگڑا، نہ بڑائی کی کوئی بات اور حج کے رصل طیارے تقویٰ ہے۔

۲۴۰

(۸) اس اصل نظم کا اعلان کہ خدا پرستی اور دینداری کی راہ، دینوں، معیشت و فلاح کے خلاف نہیں ہے۔ بلکہ ایک ایسی کامل زندگی پیدا کرنی چاہیے جس میں دنیا اور آخرت دونوں کی سعادت ہو جائے۔

سعادین موجود ہوں۔ حج ایک عبادت ہے، لیکن اس کا عبادت ہونا اس مانع نہیں کہ ہمارا دین دنیا کی تجارت کا فائدہ بھی حاصل کرے۔

مال و دولت اللہ کا فضل ہے پس چاہیے کہ اللہ کے فضل کی جستجو میں رہیں۔

(۹) دین اور دنیا کے معاملہ میں لوگوں نے افسراط و تفریط کی راہیں اختیار کر لی ہیں۔

۲۴۱

ضعیف اعتدال و تفریط ہیں۔ (۱۰) دین الہی، دنیا کا نہیں، لیکن دنیا پرستی کے غرور و سرشاری کا مخالف ہے۔ یہی غرور و سرشاری



۱۷۲ (۱) دینی کی ہدایت نمودار ہوئے اور ملک بعد دیگرے پیغمبر مبعوث ہوئے۔

۱۷۳ ہر سفر کی دعوت کا مقصد یہ تھا کہ ایک ہی تھا۔ یعنی خدا پرستی و سب مملی کی تلقین اور وحدت و اخوت کا قیام۔  
۱۷۴ نہ ب رشد کے نزول کا مقصد ہمیشہ یہ رہا کہ ان لوگوں کے تفرقہ و اختلاف میں حکم ہو۔  
۲۷۵

(۱۷۶) مومن ہونے کے لیے صرف یہ کافی نہیں کہ ایمان کا (۱) اقرار کر لیا جائے بلکہ ضروری ہے کہ تمام گناہوں اور آرزوئوں میں ثابت قدم رہو جو تم سے پہلے حق پرستوں کو پیش آچکے ہیں۔  
۲۷۶

خیرات کا حکم اور اس غلطی کا ازالہ کہ لوگ سمجھتے تھے خیرات غریبوں کو دینا چاہیے۔  
۱۷۷ رشتہ داروں کی مدد کرنا خیرات نہیں ہے۔  
۱۷۸ حاد کا حکم :

(۱) جنگ تیار ہے تو کوئی خوشگوار بات نہیں ہے، لیکن اس دنیا میں کتنی ہی خوشگواریاں ہیں جو ناگواروں سے پیدا ہوتی ہیں اور کتنی ہی خوشگوار باتیں ہیں جن کا نتیجہ ناگوار ہوتا ہے !

(۲) جنگ ہر رائے ہے، لیکن ان کی طاقت کا ظلم و فساد اس سے بھی بڑھ کر بڑا ہے۔ جب یہی صورت پیش آجائے

۱۷۹ ظلم کا ازالہ اور کسی طرح ممکن نہ ہو تو جنگ کا اعلان نہیں تاکریر ہو جائے۔  
(۳) تیار ہونے کے خلاف دشمنوں کے خوف

۱۸۰ اس لیے مسلمان جنگ کیا ہے۔  
(۴) اللہ دشمنوں کے خلاف ایسے حکم کیا ہے کہ ان کیون ان کا مذہبی طور طریقہ چھوڑ کر ایک نئی دعوت قبول کر رہے ہوں۔  
۱۸۱ یہی شخص اختلاف تھا تو کی بنا پر وہ یقیناً خست و بربود کرنا چاہتے ہیں۔

۱۷۲ ہر طرح کا ظلم و فساد دیکھ کر  
خدا پرست انسان دنیا میں  
شعور ہو، لیکن اس کا طبعی نظریہ برقی نہیں  
ہوتا، رضا و رانی کا حصول ہوتا ہے۔

۱۷۳ ایک انسان کی طاقت اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنے بااوقات رب ہوتا ہے کہ اپنے ان اپنے  
۱۷۴ ایک انسان کی طاقت اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنے بااوقات رب ہوتا ہے کہ اپنے ان اپنے  
۱۷۵ ایک انسان کی طاقت اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنے بااوقات رب ہوتا ہے کہ اپنے ان اپنے

۱۷۶ ایک انسان کی طاقت اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنے بااوقات رب ہوتا ہے کہ اپنے ان اپنے  
۱۷۷ ایک انسان کی طاقت اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنے بااوقات رب ہوتا ہے کہ اپنے ان اپنے  
۱۷۸ ایک انسان کی طاقت اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنے بااوقات رب ہوتا ہے کہ اپنے ان اپنے

۱۷۹ ایک انسان کی طاقت اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنے بااوقات رب ہوتا ہے کہ اپنے ان اپنے  
۱۸۰ ایک انسان کی طاقت اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنے بااوقات رب ہوتا ہے کہ اپنے ان اپنے  
۱۸۱ ایک انسان کی طاقت اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنے بااوقات رب ہوتا ہے کہ اپنے ان اپنے

۱۸۲ ایک انسان کی طاقت اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنے بااوقات رب ہوتا ہے کہ اپنے ان اپنے  
۱۸۳ ایک انسان کی طاقت اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنے بااوقات رب ہوتا ہے کہ اپنے ان اپنے  
۱۸۴ ایک انسان کی طاقت اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنے بااوقات رب ہوتا ہے کہ اپنے ان اپنے

۱۸۵ ایک انسان کی طاقت اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنے بااوقات رب ہوتا ہے کہ اپنے ان اپنے  
۱۸۶ ایک انسان کی طاقت اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنے بااوقات رب ہوتا ہے کہ اپنے ان اپنے  
۱۸۷ ایک انسان کی طاقت اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنے بااوقات رب ہوتا ہے کہ اپنے ان اپنے

۱۸۸ ایک انسان کی طاقت اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنے بااوقات رب ہوتا ہے کہ اپنے ان اپنے  
۱۸۹ ایک انسان کی طاقت اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنے بااوقات رب ہوتا ہے کہ اپنے ان اپنے  
۱۹۰ ایک انسان کی طاقت اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنے بااوقات رب ہوتا ہے کہ اپنے ان اپنے

۱۹۱ ایک انسان کی طاقت اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنے بااوقات رب ہوتا ہے کہ اپنے ان اپنے  
۱۹۲ ایک انسان کی طاقت اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنے بااوقات رب ہوتا ہے کہ اپنے ان اپنے  
۱۹۳ ایک انسان کی طاقت اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنے بااوقات رب ہوتا ہے کہ اپنے ان اپنے

۱۹۴ ایک انسان کی طاقت اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنے بااوقات رب ہوتا ہے کہ اپنے ان اپنے  
۱۹۵ ایک انسان کی طاقت اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنے بااوقات رب ہوتا ہے کہ اپنے ان اپنے  
۱۹۶ ایک انسان کی طاقت اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنے بااوقات رب ہوتا ہے کہ اپنے ان اپنے

۱۹۷ ایک انسان کی طاقت اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنے بااوقات رب ہوتا ہے کہ اپنے ان اپنے  
۱۹۸ ایک انسان کی طاقت اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنے بااوقات رب ہوتا ہے کہ اپنے ان اپنے  
۱۹۹ ایک انسان کی طاقت اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنے بااوقات رب ہوتا ہے کہ اپنے ان اپنے

۲۰۰ ایک انسان کی طاقت اس قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنے بااوقات رب ہوتا ہے کہ اپنے ان اپنے



پس جب تک کہ اپنے عقیدہ سے دست بردار نہ ہو جاؤ، وہ تمہاری دشمنی سے باز رہے۔  
آنے والے نہیں۔ ایسی حالت میں اس کے سوا چارہ کار کیا ہے کہ وہ غلام کے لیے آزاد ہو جاؤ۔

(۴) اسلام نے جنگ کا قدم نہیں اٹھایا اور نہ وہ داعی امن ہو کر اٹھا سکتا تھا، لیکن اس کے خلاف اٹھا یا گیا، اور اس نے پیچھے نہیں رکھلائی۔

(۵) جنگ کے سلسلہ میں تین سوال پیدا ہوئے تھے: شراب اور خمر کا نفع نقصان سے زیادہ شراب اور خمر میں کتنا نفع ہے؟  
زیادہ نقصان ہے۔  
نفع اس میں دیکھا جائے، کیونکہ اضافی نفع سے تو کوئی شے خالی نہیں رہتی۔

(۶) دشمنان دشمنوں سے جنگ کرنے کو سلسلے میں یہ سوال پیدا ہوا کہ اگر وہ دشمنان آئے، شاکت جائز ہے یا نہیں؟  
زنا یا شرکوں سے شاکت نہ کرو۔  
اسکی علت بھی واضح کر دی۔

نکاح و طلاق اور ازدواجی زندگی کی مہمات۔  
شاکت کے سوال نے سلسلہ بیان میں اس طرف پھیر دیا ہے۔  
(۱) عورتوں سے لے کر بچوں کے خاص

ایام میں علیحدگی کا حکم۔  
علیحدگی کی علت بیان کر کے ان نوسات کا ازالہ کر دیا گیا جو اس بار میں پیدا ہو گئے تھے۔  
اور کچھ باتیں کہ ان ایام میں عورتوں کی

(۲) فطرت نے مرد اور عورت کے ہم جنس ملنے اور وطنیم زوجیت ادا کرنے کے لیے جو بات جس طرح ضروری ہے، اسی طرح ہونی چاہیے۔  
نہیں ہونی چاہیے۔

(۳) اس معاملہ میں جو دوسری بات نکلی ہو، وہ یہ ہے کہ عورتوں کا ازالہ۔

(۴) کسی جائز اور حلال شے کے خلاف قسم کھالینا اور اللہ خدا کے نام کو بے جا استعمال کرنا، جیسے بنانا، خدا پر کے خلاف ہے۔

(۵) نوحہ و قسموں کا کوئی اعتبار نہیں۔  
اصل میں یہ ہے کہ جو بات ان کے سمجھ بوجھ کے دل کے قصد سے کی ہو، اسی کے لیے وہ عند اللہ جوابدہ ہوگا۔  
(۶) اگر بیوی سے خواب کاہ کا شوق نہ رکھنے کی قسم کھالی جائے (جب اصل میں وہ ایلاؤ کہتے تھے) تو کیا کرنا چاہیے؟  
طلاق کے احکام اور اس بارے میں جو مفاسد پیدا ہوئے تھے اور عورتوں کی حق تلفی ہو رہی تھی، اس کا انسداد۔

(۱) خطہ طلاق کی عدت کا ایک مناسب زمانہ مقرر کر کے نکاح کی اہلیت، نسب کے تحفظ اور عورت کے نکاح کی خدائی کی سہولتوں کا انتظام کر دیا گیا۔

(۲) اگر طلاق کے بعد شوہر رجوع کرنا چاہے، تو وہی زیادہ حقدار ہے۔ کیونکہ شرعاً مطلوب ملا ہے، نہ کہ تفرقہ۔  
(۳) اس آل غلطی کا اعلان کہ جب



حقوق مردوں کے عورتوں پر ہیں، ویسے ہی حقوق عورتوں کے بھی مردوں پر ہیں۔

(۴) طلاق دینے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ تین مرتبہ، تین مہینوں میں، تین مجلسوں میں، یکے بعد دیگرے واقع ہوتا ہے۔ اور وہ حالت جو قطعی طور پر رشتہ نکاح قطع کر دیتی ہے۔

تیسری مجلس، تیسری طلاق کے بعد وجود میں آتی ہے۔ پس نکاح کا رشتہ کوئی اب رشتہ نہیں کہ جس کو ٹری جائے، بات کی بات میں توڑ کے رکھ دیا۔

(۵) شوہر کے لیے جائز نہیں کہ جو کچھ بیوی کو دے چکا ہے، طلاق کے بعد واپس لے لے۔

(۶) اگر شوہر علیحدگی کا خواہشمند ہو، لیکن بیوی علیحدہ ہونا چاہے، اور دیکھ لے آمادہ ہو جائے کہ رہنا چاہو یا نہ رہنا چاہو، اس کا ایک حصہ چھوڑ دے گا۔ بشرطیکہ اسے طلاق دیدر جائے اور شوہر طلاق منظور کرے، تو اب کیا بات ہے۔ اس کو "خلع" کہتے ہیں۔

(۷) نکاح کا مقصد یہ ہے کہ ایک مرد اور ایک عورت ایک دوسرے سے مل جائیں، بلکہ مقصود یہ ہے کہ دونوں کے ملاپ سے ایک کامل اور خوشحال زندگی پیدا ہو جائے۔

ایسی زندگی بھی پیدا ہو سکتی ہے، حکم ~~موجود~~ ~~ہے~~ ~~خدا کے~~ ~~واجبات~~ ~~"حدود اللہ"~~ ~~میں~~ ~~خدا کے~~ ~~ٹہرائے~~ ~~ہو~~ ~~واجبات~~ ~~و حقوق~~ ~~میں~~ ~~کٹ~~ ~~ادا~~ ~~کیے~~ ~~جائیں~~۔

~~جب سے ایسی حالت پیدا ہوگئی ہے کہ~~ ~~جب سے ایسی حالت پیدا ہوگئی ہے کہ~~ ~~فرقہ~~ ~~میں~~ ~~کرتے~~ ~~ہیں~~ ~~کہ~~ ~~واجبات~~ ~~و حقوق~~ ~~ادا~~ ~~نہ~~ ~~کیے~~ ~~جاسکتے~~ ~~تو~~ ~~نکاح~~ ~~کا~~ ~~مقصود~~ ~~خوت~~ ~~ہوگیا~~ ~~ادا~~ ~~ضروری~~ ~~ہوگیا~~ ~~کہ~~ ~~دونوں~~ ~~کے~~ ~~یہ~~ ~~تبدیل~~ ~~حال~~ ~~کا~~ ~~دروازہ~~ ~~قفل~~ ~~دیا~~ ~~جائے~~ ~~اور~~ ~~اگر~~ ~~ملاقات~~ ~~اور~~ ~~غیر~~ ~~صالح~~ ~~زندگی~~ ~~میں~~ ~~جبرگ~~ ~~تخلی~~ ~~نہ~~ ~~کلی~~ ~~جائے~~۔

اگر مقصود نکاح ~~کا~~ ~~حاصل~~ ~~نہ~~ ~~ہو~~

یہ بھی علیحدگی کا دروازہ نہ کھولا جاتا، تو یہ

رہائی کے آزادانہ حق، رشتہ بے در و دروازی زندگی کی خوشحالی کے خلاف سخت رکاوٹ بنی، اور معیشت کی سعادت سے سوائشی محروم ہو جاتی۔

(۸) عورت کو یا تو بیوی کی طرح رکھا جائے اور ~~حقوق~~ ~~ادا~~ ~~کرنے~~ ~~چاہئیں~~، یا طلاق دے کر اس کی راہ کھول دینی چاہیے۔ یہ نہیں کرنا چاہیے کہ نہ تو بیوی کی طرح رکھو نہ طلاق دے کر ~~راہ~~ ~~کھول~~ ~~بیچ~~ ~~میں~~ ~~لٹکا~~ رکھو۔

(۹) چونکہ مردوں کی خود غرضیوں اور نفس پرستیوں سے اپنے عورتوں کی حق تلفی ہوئی ہے، اس لیے خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں کو نصیحت کی گئی کہ ~~رشتہ~~ ~~انہیں~~ ~~لا~~ ~~تھیں~~ ~~تھیں~~۔

~~استغفار~~ ~~از~~ ~~دواجی~~ ~~زندگی~~ ~~میں~~ ~~اخلاق~~ ~~و~~ ~~پرہیزگاری~~ ~~کا~~ ~~بہترین~~ ~~نمونہ~~ ~~بنیں~~۔ جس جماعت کی از دواجی زندگی درست نہیں ہوتی، وہ کبھی فلاح یافتہ ثابت نہیں ہو سکتی۔

(۱۰) جب عورت کو طلاق دیدی گئی اور رشتہ عدت کا زمانہ پورا کر لیا، تو اسے اختیار ہے، جس جگہ چاہے، کھٹ کر رقم پر نکاح کرے۔ ~~اور~~ ~~نہ~~ ~~تو~~ ~~اس~~ ~~روکنا~~ ~~چاہیے~~۔

~~نہ~~ ~~اس~~ ~~کے~~ ~~پسند~~ ~~کے~~ ~~خلاف~~ ~~اس~~ ~~پر~~ ~~زور~~ ~~ڈرنا~~ ~~چاہیے~~۔ چونکہ اس بار میں مردوں کی خود غرضیوں اور خود پسندیوں سے ~~خلاف~~ ~~کا~~ ~~زندہ~~ ~~تھا~~، اس لیے نصیحت

کے ساتھ ~~زور~~ ~~دیا~~ ~~گیا~~ کہ "ذلک یوغلِبہ من کان مسلم یومن باللہ"

(۱۱) طلاق کی صورت میں ~~ایک~~ ~~بیشیر~~ ~~خوار~~ ~~بھون~~ ~~کی~~ ~~پرورش~~ ~~کا~~ ~~بھٹا~~ ~~تھا~~۔ ہر عمل نقصان پہنچنے کا مان تھی کہ طلاق کی وجہ سے جدا ہو گئی تھی، مگر محبت مادر و

کی وجہ سے مجبور تھی کہ بچے کو ~~کھانا~~ ~~کھانا~~ کی پرورش کرے۔ پس فرمایا، "دودھ پلانے تک"







کثیر التعداد ہونے کے جہاد سے اعراض کیا تھا۔  
 راہ جہاد میں مال خرچ کرنا، اللہ کو  
 قرض دینا ہے! ~~سرگزشت~~ ~~طالوت کی~~  
~~اسرائیل اور فلسطینیوں کے شہر کی سرگزشت~~  
 اور قوتوں کے ضعف و قوت اور فتح و  
 ازیمیت کے بعض اہم تقاضے:  
 (۱) جس گروہ میں جبر و استقامت کی  
 روح نہیں ہو، اس میں جبر و استقامت  
 با اوقات سعی و عمل کے دلوے پیدا ہو  
 جاتے ہیں، لیکن جب آزمائش کا وقت آتا  
 ہے، تو بہت کم کھلے ہیں جو ثابت قدم  
 ہوتے ہیں۔

(۲) حکومت و قیادت کی جس میں  
 صلاحیت ہوتی ہے، وہی اس کا اہل ہوتا ہے  
 اگرچہ مال و دولت ~~اور جاہ و شہ~~  
~~لایچہ~~ سے محروم ہو۔

(۳) صلاحیت کے لیے اصلی حیر علم  
 اور جسم کی قوت ہے۔ نیچے دماغی اور جسمانی  
 استعداد۔ ~~خاک و خاندان اور دولت~~  
 (۴) جو شخص سردار مقرر ہو جائے  
 جائے، کو جائے، سیکے دل سے اُکھی اٹھ  
 کرے۔ اگر ایک جائے میں اطاعت  
 نہیں ہے، تو وہ کبھی زندگی کا کٹ کرشن میں  
 مایا ب نہیں ہو سکتی۔

(۵) طالوت کا پانی سے روک کر  
 صبر و ثبات اور اطاعت و انقیاد کا امتحان لیا  
 گیا۔ ~~وہ میں پہلی چیز صبر اور اطاعت~~  
 جو لوگ ایک گھڑی کی بیاس ضبط  
 نہیں کر سکتے، وہ میدان جنگ کی فتنیں  
 کیونکر برداشت کر سکتے!

(۶) کتنی ہی چھوٹی جماعتیں ہیں جو  
 بڑی جماعتوں پر غالب آ جاتی ہیں اور کتنی  
 ہی بڑی جماعتیں ہیں جو چھوٹی جماعتوں پر

سے شکست کھا جاتی ہیں۔ فتح و شکست  
 کا دار و مدار ~~جموں کی کثرت و قلت پر~~  
 نہیں ہے۔ ~~دلوں کی قوت پر ہے۔~~  
 اللہ کی مدد انہی کو ملتی ہے جو صابر  
 ثابت قدم ہوتے ہیں۔

(۷) سچی دعا وہ ہے جو استعداد  
 عمل کے ساتھ ہوتی ہے۔ ~~طالوت کی~~  
 نہ دینی دعا جس میں نہیں ہے کہ "ہمیں فتح عطا کر"  
 بلکہ فتح نصیب کی طلب سے پہلے جبر و ثبات  
 کی طلب گاری کی ہے۔

(۸) اگر جماعتوں اور قوتوں میں باہمی  
 کش مکش اور مدافعت نہ ہو، تو دنیا ظلم  
 و فساد سے بھر جاتی۔ ~~اللہ یہ اللہ کا فضل ہے کہ~~  
~~مکہ جب کبھی ایک گروہ ظلم و فساد میں چھوٹ~~  
~~اور کچھ ظلم ہو جاتا ہے، تو فوج و حکومت کے~~  
~~محرکات ہوتے ہیں اور سرگروہ کو مدافعت~~  
~~کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایک گروہ کا~~  
 ظلم، دوسرے گروہ کی قیادت سے دفع  
 ہوتا رہتا ہے۔

~~خاک و خاندان~~

(۹) ایسے دفع و نظام کے لیے جنگ  
~~۲۶۳~~ ~~جنگ و جدل کا ایک ایک~~

(۹) خدا نے مختلف مہدوں میں یکا بعد  
 دیگر پیغمبر مبعوث کیے۔ انہوں نے لوگوں کو  
 تفرقہ و فساد کی جگہ ~~پہرہ~~  
 حق پرستی و یکائیت کی تعلیم دی۔ اگر لوگ  
 اس تعلیم پر قائم رہتے اور گروہ بندی  
 کرتے ~~وہ ایک ایک~~ ~~ایک دوسرے کے مخالف~~  
 نہ ہو جاتے، تو کبھی ~~جنگ و جدل~~  
 و جنگ نہ ہوتے۔ لیکن انہوں نے  
 وہ نہ ہوتا کہ ~~جنگ و جدل~~ ~~میں جنگ و جدل~~  
 کرتے۔ لیکن انہوں نے تعلیم حق و صلہ و  
 ۲۶۴ اور جنگ و جدل کا ایک ایک ~~بہرہ~~  
 بھل لیا رہتا ہے۔ ~~تو کبھی ایک ایک~~  
 تو کبھی ~~بہرہ~~ ~~و جدل~~ ~~میں جنگ و جدل~~  
 لیکن انہوں نے ایک ایک ~~جنگ و جدل~~

۲۳







احکام کے بعد اب خصوصیت کے ساتھ اتفاق فرمیں  
 کے مواعظ پر زور دیا جاتا ہے۔ ~~یہ گویا نام~~  
 پچھلے بیانات کے لیے ایک متمم بیان ہے :  
 (۱) بیکہ کے لیے خرچ کرنا اللہ کے لیے  
 خرچ کرنا ہے۔ اب دیکھو کائنات خلقت میں  
 خدا کا قانون کافایت کیا ہے؟ تو یہ بات  
 ہر انسان دیکھ رہا ہے کہ اگر غلہ کا ایک دانہ  
 زمین کے حوالے کر دیا جائے تو وہ  
 ایک کے بدلے پورا درخت واپس کر دیتی ہے!  
~~نظر کا یہ نیا قانون بنانے کا~~  
 کام کر رہا ہے۔

(۲) اللہ کا بیابان کی طرح سے شرط  
 یہ ہے کہ دانہ خراب نہ ہو، اور زمین میں  
 ڈالا جائے تو بیکہ کی جان پر ~~کھینک~~  
 کھینک دیا جائے۔  
 (۳) دیکھا دے کہ خیرات بھی انکارت  
 جاتی ہے اور جو شخص خود کی جگہ بننے کی  
 کوشش میں نہ ہو خود ~~کھینک~~  
 بیکہ، بیکہ کے لیے نہیں ~~نام~~ نام و نمود کے لیے  
 کرتا ہے وہ خدا پرست یا ایمان نہیں رکھتا۔  
~~اللہ جو لوگ دیکھا دے کے لیے خیرات~~  
~~کرتے ہیں ان کی مثال۔~~

(۴) خیرات کی حقیقت واضح کرنے کے لیے  
 کاشت کاری کی دو مثالیں۔  
 (۵) عام ماری اور عام معوی دونوں  
 کے احکام و قوانین یکساں ہیں۔ جو بوؤ گے  
 اور جس طرح بوؤ گے وہی ہی، اور اسی طرح  
 پھل بھی پاؤ گے!

(۶) دیکھا دے کہ نیکیوں کا ~~انسان~~  
 جاننا اور اسی ایک مثال۔

(۷) ~~یہ بھی~~ نیکی خیر خیرات کے نام سے  
 قہاجوں کو نہ دو۔ اگر تمہیں کوئی ایسا چیز دے تو  
 تم لینا پسند کرو گے؟

(۸) ان میں ایسی سمجھ بوجھ کا  
 پیدا ہو جانا کہ آجہائے اور بھرائے کی راہوں کا

مثلاً ہو جائے کہ ان باتوں میں سے جنہیں  
 خیرات حکمت سے تعبیر کرتا ہے۔

(۹) دیکھا دے کہ خیرات سے روکا گیا

ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ جب تک  
 چوری چھپے خیرات نہ کر سکو خیرات کرو  
 ہی نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ دل میں اخلاص  
 ہونا چاہیے۔

(۱۰) خیرات کرنا ادا فرض ہے

~~میں میں نہ تو یہ کہہ سکتا ہوں یہ نہ~~

اور خود اپنے کو فائدہ پہنچانا ہے۔ اب نہ

سمجھو کہ دوسروں پر احسان کر رہے ہو۔

~~اللہ جو لوگ دنیا کا کام~~

دھندلے کا ایک بڑا معرّفہ ان لوگوں کی اعانت ہے جو دین

(۱۱) خیرات کے ~~بڑے~~ بڑے

~~اللہ جو لوگ دنیا کا کام~~

وقت کی خدمت کے لیے وقف ہو گئے  
 ہوں۔ ~~یہ صورت~~ صورت ان کی بے نیازوں کی  
 ہوئی ہے مگر حالت حاجت مندوں کی

(۱۲) بھیک مانگنے والوں کو سب

دیتے ہیں، لیکن خود در حاجت مندوں

کو کوئی نہیں پوچھتا۔

(۱۳) دینے والوں کو چاہیے

ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر دینے۔

حاجت مندوں کو چاہیے سوال کر کے

اپنی خود داری و عفت تاراج نہ کریں۔

~~اللہ جو لوگ دنیا کا کام~~

~~اللہ جو لوگ دنیا کا کام~~

سود کی حربت

بیکہ کی راہ میں خرچ کرنے کی استعداد

نہ ہو، نہیں پاسکتی تھی اگر خیرات کے حکم کے

اللہ اللہ سود لینے کی ~~حاجت~~ حاجت بھی کر دی

جائی جو بھیک بھیک کر سکتی ہے۔

دین حق کا مقصد یہ ہے کہ خیرات کے جذبہ

جذبہ بڑھ جائے سود کو مٹائے۔

اگر خیرات کا جذبہ پورا طرح تر قرار جائے



بنیادی

لین دین کی درستی کے - اصول - ۲۷۷

رہن یعنی رگرو رکھ کر قرض لینا - ۲۷۸

سورت کا اختتام اور دین حق کے قضا و قضا کا

حکم کا خلاصہ - سورت کی ابتدا بھی اسی سے ہوئی

تھی - اختتام بھی اسی پر ہوا - ۲۷۹

نہ رہے -

تو سونٹھی کا کوئی فرد محتاج ~~نہ رہے~~ - ۲۷۶

لین دین کے احکام - چونکہ سود کے

ذکر سے لین دین کا معاملہ چھڑ گیا تھا، اس لیے اس کے فرد

۱۱ احکام بھی بیان کر دیے گئے، اور ان نفاذ کے

اصلاح کردی جو اس بارے میں پھیلے ہوئے تھے:

## آل عمران (۲۸۰)

بسم اللہ

اللہ وہ آگاہی اور "القیوم" ہے - ۲۸۰

زندہ ہے جس کے لیے فنا و زوال نہیں - اور جس کے

قائم ہے - وہ قیام کے لیے کسی کا قیام نہیں کرتی

جی و قیوم ہونے کا مقتضی تھا کہ ان کی

زندگی و قیام کی تمام احتیاجات ہتیا کر دے -

احتیاجات جسمانی ہیں - روحانی بھی ہیں -

احتیاجات دو طرح کے ہیں: جسمانی اور روحانی -

روحانی احتیاجات کے لیے دو چیزیں

دی گئیں: اللہ اب اور الفرقان -

سنت الہی یہ ہے کہ جو لوگ کفر و کشتی

کے ساتھ اللہ اب کا مقابلہ کرتے ہیں اور

فرقان یعنی جو عقل و فہم سے کام نہیں لیتے، ان کے

یہ دنیا میں نامراد ہوتے ہیں اور آخرت میں

عذاب -

۲۸۰

اللہ اللہ اب یعنی اللہ اب اللہ اب

عظیم عظیم در اصول قصوں پر مشتمل ہوتی ہے

یہ دو طرح

اس اصل عظیم کا بیان کہ اللہ اب یعنی

قرآن کے مطالب کی دو قسمیں ہیں: حکمات

اور مشابہات - حکمات اصل و بنیاد

ہیں - ایسے عقل ان کی لیے صاف صاف اور

کھلے احکام ہیں - مشابہات کا عقل ان حقائق

سے ہے جو ماوراء عقل ان کی ہیں ~~اور ان کے~~

جو لوگ سمجھ کے سیدھے اور علم میں گمراہ ہو

میں سے کوئی اصل تشابہات میں کاوش نہیں کرتے

ہو رہے ہیں جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ سب

موجود جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ سب

تین کہتے ہیں اور ان کے لیے خود وادراک

سے ان کی حقیقت معلوم نہیں کر سکتا -

جو لوگ سمجھ کے سیدھے اور علم میں گمراہ

ہیں وہ تشابہات میں کاوش نہیں کرتے

جن لوگوں کی سمجھ میں کجی ہے وہ

حکمت کو چھوڑ کر مشابہات کے سچے طرح

ہیں اور ان کی حقیقت معلوم کرنے چاہتے ہیں

لیکن جو لوگ سمجھ کے سیدھے اور علم میں گمراہ

ہیں وہ ان میں کاوش نہیں کرتے

جو لوگ وہ جان لیتے ہیں کہ وہ یہ خاص اور

وہ کہتے ہیں جو کچھ کلام الہی میں ہے اس پر

۲۸۱

۲۸۱

جن لوگوں نے اللہ اب کا تعاندن

نہا بلکہ ہے وہ وہی چال چل رہے ہیں جو

حضرت موسیٰ کے تھا بلکہ میں آل فرعون نے

اختیار کی تھی اور قریب ہے کہ انہیں بھی

۲۸۲

۲۸۲

۲۸۲

۲۸۲

۲۸۲

۲۸۲

۲۸۲

۲۸۲

۲۸۲

۲۸۲

۲۸۲



لا شيا ~~تشیع~~ تشیع دین میں ہیں :  
 وشدکی - ملائکہ کی - اسما ہے علم کی - یہ  
 تینوں شیا دین اعلان کرتی ہیں کہ خدا کے  
 سوا کوئی معبود نہیں اور اُس کے نام کا رخت  
 ہے، ~~اور~~ قانون عدل پر اُستوار رہا ہے۔  
 ”الدين“ یعنی ان کے یہ قانون عقائد  
 و عمل ~~تشیع~~ <sup>اسی</sup> ~~تشیع~~ ہے اور ~~تشیع~~ <sup>اسی</sup> ~~تشیع~~ الاسلام ہے۔  
 پیروانِ مذاہب کا ~~تشیع~~ <sup>تفرقہ</sup> ~~تشیع~~

یہودیوں نے کہا کہ اگر خدا پرستی سے تمام حقیقت - اصل دینی خدا پرستی ہے۔  
 اس کی بائبل میں جو درجہ - یہ بتلاؤ کہ خدا پرستی  
 خدا پرستی سے اقرار ہے یا انکار؟ اگر اقرار  
 ہے تو اس کا جملہ ختم ہوگا - یسوع مسیح  
 کا حقیقت پرستی ہوا اور کچھ نہیں ہے۔

علماء و یسود کی یہ گمراہی کہ جس کتاب  
 کے کتاب اللہ جس تورات کو شرف و درجہ  
 پہنچا ہے اس پر پھرتے ہوئے جب اسی تورات  
 پر عمل کرنے کا مطالبہ کیا گیا تو حنفی  
 دینا اور گئے۔

وہ وقت آگیا ہے کہ حق و باطل کا  
فیصلہ ہو جائے۔ جسے اٹھنا ہے، اٹھ کر  
ہو۔ جسے ترنا ہے، تر ادا ہو جائے !  
چاندانِ دوست سے فضا ہے کہ سرسبز  
عمل ہو جائیں، اور دان کی گھوڑوں سے محفوظ  
رہیں۔

۲۸۴  
خدا کا قانون یہ ہے کہ ہدایتِ حق نے  
یہ پیغمبروں کو مبعوث کرتا ہے۔ جو دینی  
پیر دی کرتے ہیں، کامیاب ہوتے ہیں۔  
جو سرکشی سے تعالٰیٰ کرتے ہیں، ناکام رہتے ہیں۔

حضرت مریم کا طفولیت میں مکمل  
کے سیر (موت) اور زہدانہ توکل - ۲۸۸



حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا اور  
حضرت یحییٰ کی پیدائش کہ ظہور مسیح کا قہر تھا  
حضرت مریم کا بلوغ اور برکات  
حضرت مریم کے موانع حیات کی  
بعض جزئیات جن کا علم پیغمبر اسلام کو  
بغیر وحی کے نہیں ہو سکتا تھا - ۲۸۹  
حضرت مریم کو حضرت مسیح  
کی پیدائش کی ثبوت -  
حضرت مسیح کا ظہور اور  
ان کی نادری -

تمام رسولوں کی طرح حضرت مسیح  
بھی پچھلی صدائوں کو محض ملل نہ نہیں  
بلکہ از سر نو قائم کرنے کے لیے آئے تھے -  
یہودیوں کے سرداروں کا مخالفت  
میں سرگرم ہونا اور صرف حواریوں کا  
دیان لانا -  
یہودیوں کی حضرت مسیح کے خلاف  
مخفی سازش، مگر خدا کا انہیں ناکام  
کرنا اور حضرت مسیح کو محفوظ رکھنا  
دینی حفاظت میں لے لینا -

حضرت مسیح کی نسبت خدا کا  
وعدہ کہ ۵۰ میں تیرا وقت پورا کر دے گا  
تجھے ۵۰۰ انہی طرف اٹھا لوں گا، شکر  
مکروں کا ~~مکروں کا~~ ~~مکروں کا~~ ~~مکروں کا~~  
اور تیرے ماننے والوں کو مکروں پر ہمیشہ  
برتر رکھوں گا - ۲۹۱

عیسائیوں کی گمراہی کہ اللہ میت  
مسیح کا اعتقاد باطل سدا کر لیا -  
خدا اس حقیقت کی طرف اشارہ  
کہ اگر وہ مسیح کیسے نہ صدیوں سے یہ  
انتقاد قائم کر رہا ہے رکھا ہے، لیکن  
قرآن کی دعوت اس کے برخلاف  
کا یہ بھولگی -

عیسائیوں کو مباہلہ کی دعوت - //

~~حضرت مریم کی دعوت کے حدود~~  
رفع نزاع اور تمام حجت کی  
دوسری دعوت: ~~حضرت مسیح آؤ، خلافت~~  
وزناعت کی ساری باتیں چھوڑ دین، رن بنارن  
صدائوں پر ~~حضرت مسیح~~ ~~حضرت مسیح~~ ~~حضرت مسیح~~  
میں اور تم تمہارے پیارے بھی مسلم ہیں -  
~~بعض اہل مذاہب کی صدائیں سنیں~~  
میںے خدا کے لواگوں عبادت کا متنی نہیں -  
جو کچھ اُس نے لیا ہے اُس میں کسی کو شریک نہ  
کیا جائے - کوئی رن نہ دوسرے رن  
کو اپنی مقدس اور معصوم نہ بنائے،

گو یا اے خدا بنایا ہے - ۲۹۲  
توحید و خدا پرستی کا یہی طریقہ حضرت  
ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ تھا - یہودیت  
یا نصرانیت کی گروہ بندی اور  
اور اس کی گمراہی نہ تھی - اگر یہود اور  
نصارے اس بارے میں حجت کرتے ہیں  
تو یہ جہل و تعصب کی نشاۃ ہے - ۲۹۳  
یہ کہ حضرت ابراہیم کے زمانے  
میں یہ گروہ بندی

اہل کتاب کی مذہبی زندگی کی شقاوتیں -  
اہل کتاب کی بنیاد گمراہی کہ انہوں  
نے دین و صداقت کو صرف اپنی نسل اور  
گروہ بندی کا ورثہ سمجھ لیا ہے اور  
کہتے ہیں، یہ ممکن نہیں کہ ایک شخص ہم میں  
نہ ہو اور دین کی صداقت رکھتا ہو - ۲۹۴  
اہل کتاب کی یہ گمراہی کہ سمجھتے ہیں،

بعض دین میں دیانت دہ -  
غیر مذہب والوں کے ساتھ دیانت دار اور  
محکم عالم کی شجائی ضروری نہیں - ۲۹۵  
~~مکروں کا~~ ~~مکروں کا~~ ~~مکروں کا~~  
طرحے بھی ہم کھائیں، ہمارے بائبل پر  
~~مکروں کا~~ ~~مکروں کا~~ ~~مکروں کا~~  
مکروں کا ~~مکروں کا~~ ~~مکروں کا~~ ~~مکروں کا~~



اصل یہ ہے کہ اُن علماء اور شائخ کی  
گروہوں اور بد عملیوں نے تمام قوم کو ہدایت  
کے روح سے محروم کر دیا ہے۔ ان میں  
عالموں اور فقیہوں کا ایک گروہ ہے جو  
تہمتِ رسد کے علاوہ کتنا ہے، لیکن ہوا  
نفس سے اس کے مطالب میں شرف کرتا ہے۔  
~~ہر گز اس کے خلاف نہیں~~

اُن علماء اور شائخ نے جہدِ کلین  
خدا کو ہدایت کرنے کی جگہ خدائی کرنے لگا  
ہے۔ عوام سمجھتے ہیں کہ یہ وہ حلال و حرام  
اور دوزخ و جنت کا کارا  
اختیار دہنی کے حکم میں ہے۔

کسی ان کو یہ جائز نہیں کہ خدا  
کے احکام کی جگہ ان کے رائے و قیاس  
کے گڑھے ہوئے حکموں کی ادا و انتہا کرے۔  
یہ وہی ہے کہ خدا کو چھوڑ کر بندوں  
کی ہنگام کرنا ہے۔

اس اصل غلطی کی طرف اشارہ کہ  
تمام پیغمبر ایک ارشاد کے داعی اور  
ایک ہی نبی کے مختلف کلمات ہیں۔  
ہیں۔ ~~اور ان میں سے کسی ایک~~  
کا ارتقا رہا پورا مسلم ہدایت کا آغاز ہے۔  
آپ ان دین جہد و جہاد کے  
عرب کو ~~خدا کے لیے جان و مال~~  
قانون ہائی کی ~~جس سے اس کی جنت~~ کرے  
~~اور پیغمبر کو~~

کہ تم جانتے ہو اللہ کا پھرا یا ہوا دین  
چھوڑ کر، کوئی اور دین ڈھونڈھ لگا لو؟  
لیکن اس دنیا میں تو وہ دوسرا دین ہو نہیں سکتا  
کیونکہ آسمان و زمین میں جو کوئی بھی ہے اللہ کے  
قانون کا قانون کے آگے جھکا ہوا ہے۔  
خوشی ~~اور~~ قانون کے دائرہ اہانت سے  
اللہ باہر نہیں جا سکتا۔

یہی ایک دین ہے، نوع ان کی حالت  
کا عالمگیر راہ ہے، لیکن لوگوں نے ~~یہ~~

اللہ ایک گروہ بندیان کر لیں، اور ایک دوسرا کو  
جہاد نے لگا۔ قرآن اپنے آیت ہے کہ اس  
گروہ سے ان کو نجات دلائے۔ پس  
کہتا ہے ~~جو کہ اللہ کی بنیاد پر~~  
وہ تمام رعنا یاں عالم کی ایک نیا طور پر تصدیق  
کرتا ہے، درحقیقت ~~خدا کی بنیاد پر~~ تمام  
پیغام ~~اللہ کی راہ میں جہاد ہے~~

~~جو کہ اللہ کی بنیاد پر~~  
اس عالمگیر سچائی کے ہوا، دنیا کی  
جو اسلام ہے، ~~جو دین کی نوں راہ~~ خدا کے نزدیک  
قبول نہیں۔

جن لوگوں کا حال ہے کہ ہدایت کی راہ  
پاکر پیچھے رہ گئے ہیں، اور سچائی کی  
کوئی روشنی ~~اللہ کی بصیرت کے یہ ہوش~~  
نہیں، تو ~~اللہ کی بصیرت کے یہ ہوش~~  
اللہ کی بصیرت کے یہ ہوش

۲۹۶ نہ ہوئے، اور آج بھی دعوتِ حق کا معاذا  
نہا بل کر رہے ہیں، تو ~~اللہ کی بصیرت کے یہ ہوش~~  
اللہ کی بصیرت کے یہ ہوش  
جو کہ اللہ کی بصیرت کے یہ ہوش  
ہے۔ پس یہ نہ سمجھو کہ آخرت کی سزا میں  
بہ دیکھو، ~~اللہ کی بصیرت کے یہ ہوش~~  
ہیں کہ ~~اللہ کی بصیرت کے یہ ہوش~~  
کر کے اپنے کو بچالے سکتا ہے۔ ~~اللہ کی بصیرت کے یہ ہوش~~  
یوں ~~اللہ کی بصیرت کے یہ ہوش~~  
بھی ~~اللہ کی بصیرت کے یہ ہوش~~  
اور معاوضہ قبول نہیں ہو سکتا۔

سرف تو بہ و انا بت ایک ایسی  
پنیر ہے جو تمام گناہوں کو کھوڑ دیتی ہے۔  
مال و دولت گناہ کے فدیہ میں مقبول  
نہیں، لیکن مال و دولت کا نڈائی راہ  
۱۲ میں ~~اللہ کی بصیرت کے یہ ہوش~~  
۲۹۸ بڑی شرط ہے۔



علماء یہود کے دوا اعتراض اور ان کا جواب  
(۱) اگر قرآن کی دعوت بھی وہی ہے تو یہی  
ہیوں کی دعوت تھی تو یہی کیوں قرآن نے  
بھی لکھنے کی وہ تمام چیزیں حرام نہیں کر دیں  
چھ جو یہودیوں کے بیان حرام ہیں ؟  
(۲) بیت المقدس کی جگہ خانہ کعبہ  
اور کیوں قبلہ قرار دیا گیا ؟

~~یہودیوں کی دعوت سے خطاب نہ ہو~~  
~~(۱) یہودیوں کی دعوت سے خطاب نہ ہو~~  
~~یہودیوں کی دعوت سے خطاب نہ ہو~~

یہ اعتراض کا جواب کہ لکھنے کی تمام  
چیزیں یہودیوں کی دعوت سے خطاب نہ ہو  
نہی اسرائیل کے لیے بھی حلال تھیں اور جن چیزوں  
کو وہ حرام سمجھتے ہیں وہ تورات میں حرام  
نہیں ٹھہرائی گئی ہیں بلکہ نوزدن تورات سے پہلے  
خود ہی اسرائیل نے ~~یہودیوں کی دعوت سے~~ اور حرام  
ٹھہرائی تھیں اور یہودیوں کے بعد کو یہودیوں کی  
دعوت سے خطاب نہ ہو

دوسرے اعتراض کا جواب کہ خانہ کعبہ  
پہلے یہودیوں کے جو ان کے لیے خدا پرستی کا  
معبود ٹھہرایا گیا ~~یہودیوں کی دعوت سے~~  
تھو اور یہودیوں کے حیل کی تعمیر سے  
بیت ~~یہودیوں کی دعوت سے~~ حج و عبادت کا مرکز ہوا تھا  
یہودیوں کی دعوت سے خطاب نہ ہو  
قیام ~~یہودیوں کی دعوت سے~~ رشد و ہدایت کے بعض اصول  
و مبادی :

(۱) یہودیوں کی دعوت سے خطاب نہ ہو  
ہا باتوں کی پیروی سے بچو۔  
(۲) ایمان کی برکتوں کے حصول کے لیے شہزادہ  
و شفقت سے۔

(۳) جماعت کے تفرقہ سے بچو۔  
(۴) تم میں سے ہر ایک کو ہدایت  
(۵) تم میں سے ہر ایک کو ہدایت  
ہونا چاہیے جو داعی الی الخیر ہو اور  
اگر المعروف و نہی عن المنکر میں سرگرم رہے۔

(۵) جماعت کے تفرقہ کی طرف دین  
کا اختلاف بھی بہت ہے۔ ~~یہودیوں کی دعوت سے~~  
ہیں اور ان کی طرف سے تفرقہ بندیوں  
میں مبتلا نہ ہو جانا۔

(۶) تم تمام امتوں میں "بہتر" ~~یہودیوں کی دعوت سے~~  
ہو ~~یہودیوں کی دعوت سے~~  
ہو ~~یہودیوں کی دعوت سے~~  
انہوں کو سید بناؤ۔

قرآن نے مسلمانوں کا جماعتی نصب  
یعنی یہ نہیں قرار دیا کہ بیت برتر  
اور یہ قنور ہوں بلکہ کہ "بیت  
بہتر" ہوں۔ ان کے کسی گروہ کے لیے  
رہنمائی نصب نہیں ہو سکتا۔

اس حقیقت کی طرف اشارہ کہ  
اگر یہودیوں کی دعوت سے ایمان و ہدایت کی دعوت  
مقبول نہ ہوگی تو وہ خود ہی ہلاکت  
کے منتہی ہوں گے۔

اس حقیقت کی طرف اشارہ کہ یہودی  
اور نصاریٰ کے جو گروہ نزول قرآن کے وقت  
موجود تھے ان کے ایمان و ہدایت میں  
سرگرم تھے وہ بھی اپنے مقصد میں کامیاب  
نہیں ہو گئے۔

یہودیوں کی قوم خودی کی طرف  
اٹ رہی کہ حکومت و کاروائی سے محروم  
ہو چکے ہیں اور ایمان نہیں بھی آئیں  
یہودیوں کی حکومت کا  
امن ملا ہے حکومت کی زلت کا امن ہے۔

یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ قوم  
مکومت کو قرآن کس نظر سے دیکھتا ہے؟  
یہ بات نہیں ہے کہ عام یہودیوں اور  
نصاریٰ کا حال یکساں ہے۔ بلکہ  
یہودیوں کی قوم خودی کی طرف  
اٹ رہی کہ حکومت و کاروائی سے محروم  
ہو چکے ہیں اور ایمان نہیں بھی آئیں  
یہودیوں کی حکومت کا  
امن ملا ہے حکومت کی زلت کا امن ہے۔

یہودیوں کی قوم خودی کی طرف  
اٹ رہی کہ حکومت و کاروائی سے محروم  
ہو چکے ہیں اور ایمان نہیں بھی آئیں  
یہودیوں کی حکومت کا  
امن ملا ہے حکومت کی زلت کا امن ہے۔







خدا کے تمام کاموں کی طرح اُسکی تائید و نصرت کے بھی قوانین ہیں۔ جو حالت کمزوری و غفلت میں پڑ جائیگی، صبر و ثبات میں کچھ ہوگا۔ پوری نہیں اُترے گی، اعلیٰ و اظہار میں کچھ ہوگی، وہ کبھی کامیاب نہیں ہوگی! (۱۷) سچا مومن، موت سے نہیں ڈرتا، لیکن جن میں ایمان نہیں، وہ کہتے ہیں اگر صلیب سے ملے، فلاں آدمی لٹ جائے گا، جنگ میں شریک نہ ہوتا تو کامیاب ہو جاتا۔

۳۱۵

(۱۵) پیغمبر اسلام سے خطاب اور منصب امانت کے اصول۔ کئی بعض اصولی مہمات۔ میں شوریٰ اور عزم دونوں ضروری ہیں۔ امام کے لیے ضرور ہے کہ جماعت سے شور و کرے، لیکن ساتھ ہی بھی ضرور ہے کہ صاحب عزم ہو۔

۳۱۷

(۱۶) مسلمانوں سے خطاب کہ پیغمبر ادا و خیر امانت میں کبھی خیانت نہیں کر سکتا۔ جو طے سے اس درجہ مختلف ہوتے ہیں کہ ممکن نہیں اس میں شک ہو سکے۔ دہوا ہوئے۔ (۱۷) جنگ احد کی آزمائش نے منافقوں کے چہروں سے نقاب ہٹا دیا۔ اُلٹ دی۔ بعض واقعات کی طرف اشارہ رہ جن سے منافقوں کی نفسیاتی حالت پر روشنی پڑتی ہے۔

۳۱۸

(۱۸) جو قانون الہی یہ ہے کہ دنیا میں نیکی اور بدی دونوں کو پہلے ملتی ہے، پس بات سے دہوکا نہیں لگانا چاہیے۔ لا دیکھنا چاہیے کہ آخر کامیاب کس حصہ میں آئی ہے؟ (۱۹) وقت آگیا ہے کہ مومنوں اور منافقوں میں امتیاز ہو جائے۔ (۲۰) جو لوگ رہے جن منافقوں پر

راہ حق میں مال خرچ کرنا حق گزرتا تھا۔ فرمایا جو لوگ بخل کرتے ہیں، اُنکی دولت اُنکے لیے سلاخ عذاب ہے۔ سوئی۔

۳۲۲

سلاخ عذاب کا وہ حصہ جو جنگ کے لوگوں سے دھڑکیا تھا، ختم ہوتا ہے اور وہی اب پھر بیان شروع ہو جاتا ہے جو اس پہلے تھا۔ نئے اہل کتاب سے خطاب اور دعوت حق کی فتح منور کا اعلان۔

۱۱

جہنم کے منافقوں میں کچھ زیادہ تر جو وہ تھے، اُنکی شہادتوں کی طرف اشارہ کیا۔

علی دینود کا یہ قول کہ میں اُسی نبی کے ماننے کا حکم دیا گیا ہے جو مومنین قرآنی حکم کے ساتھ آئے۔ اور اس کا جواب۔

۳۲۳

بیرون دعوت سے خطاب کہ جس حکم اور اہل کتاب دونوں تھیں، خیانت نہیں کر سکتے۔ ہونگے ہیں، اسیے ناگزیر ہے کہ ہمیں دوسری سہائی ہوگی، لیکن اگر تم میں سے سرِ رشتہ دھیر خوشنوی کا تھم سے نہ دیا، تو کامیابی نہ ملے گی۔

اس لیے ہے۔

بیرون دعوت سے خطاب کہ اس راہ میں مال کی آزمائشوں سے گزرنا ناگزیر ہے۔ بیرون ضرور ہے کہ دشمنوں کے ہاتھوں آزیت برداشت کرو۔ لیکن اگر سرِ رشتہ صبر و تقویٰ کے تھم سے نہ چھوٹا، تو بلاخرہ کامیابی تمہارے ہی لیے ہے!

۱۱

اسلام دین جو کہ ہے، جب خدا کی

حکایت کے لیے۔ حق کی معرفت و انتقام کا شہرہ

۳۱۸

ذکر اور کھانا ہے فکر ہے۔ ذکر سے غفلت دور ہوگی۔ فکر سے معرفت حقیقت کے دروازے کھل جائیں گے۔ اشد کافروں ہے کہ وہ کسی انسان کا عمل حق ضائع نہیں کرتا۔ جو لوگ راہ حق میں صاحب برداشت کر رہے ہیں وہ یقین رکھیں کہ اُنکے اعمال کئی کئی گنا مغرب حاصل ہو گئے۔

۳۲۵



تین بعیر تین جو گویا سورت کے بیان سے  
کا خلاصہ ہیں - ۳۲۷

سورت کے ابتدا جس بیان سے ہوئی تھی  
اُسی پر اختتام اور سورت کے مود خط و حکم  
کا خلاصہ تین بعیر تین جو گویا سورت  
کا خلاصہ ہیں -

## النَّسَاءُ

(۳۳۸)

بہادہ بیویوں بہ یک وقت چار  
بیویاں لکھ تک رکھ سکے ہو بشرطیکہ  
یکساں عورت کر سکو عدل کر سکو -  
(۴) عمل تقسیم زندگی کا ذریعہ ہے  
(جب تک یتیم کے مائل و بالغ نہ ہو جائیں مال اُن کا  
حوالے نہ کر دے -

(۵) اس ڈر سے کہ اولاد بڑی ہو کر قابض  
ہو جائیگی یا یتیم بانی ہو کر بھلا کر سکے مال ددو  
کو فضول خرچی میں اور دنیا بڑی نصیب ہے  
(۶) (محفوظ اگر محتاج ہو تو بقدر احتیاج  
یتیم کے مال میں سے لے سکتا ہے -

(۷) مقدار کو ~~دو~~ اکی امت  
دو توارس پر گواہ کر لو - ۳۳۸

(۸) مقدار ہونے کے لحاظ سے  
مرد اور عورت دونوں برابر ہیں -

(۹) تقسیم ورثہ کے وقت خاندان  
کے یتیموں ~~سکینوں~~ اور دور کے رشتہ داروں

کے ساتھ ہی کچھ سلوک کر دینا چاہیے - ۳۳۰  
شرک کی تقسیم ~~مقدور~~

لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر  
حصہ ملنا چاہیے -

میت کی وصیت کی تعمیل اور قرض  
کی ادائیگی کے بعد ~~میراث~~ تقسیم کر لی جا  
جو کچھ بچے اسے وارثوں میں تقسیم کیا جائے  
وصیت اس لیے نہیں کرتی چاہیے کہ

مقدار دونوں کو نقصان پہنچایا جائے - ۲۳۱  
کلامہ کی میراث کا حکم - ۲۳۲

اللہ نے ان کی عیالیت کا نظام کچھ  
ایک طرح کا بنا دیا ہے کہ پہلے ایک فرد واجب  
پیدا ہوتا ہے ~~پھر اس کی نسل سے~~  
افراد پیدا ہوتے ہیں ~~پھر ہر فرد کی~~  
نسل سے ایک ایک نسل کا عالم ہوتا ہے  
پھر ~~پھر~~ نسل کر سکتا ہے وہ رہا -

خدا نے افراد ان کی بامی اجتماع  
و اتحاد کے لیے صلہ رحمی یعنی نسلی قرابت  
کا رشتہ پیدا کر دیا ہے اور سوانحی کا نظام  
پروای پر قائم ہے - اگر اس رشتہ کے موثرات  
نہ ہوتے تو ان کی زندگی میں انفرادیت

کی جگہ اجتماعیت پیدا ہوتی - طے  
پر صلہ رحمی کے حقوق خدا کے ہر  
ہوئے حقوق ہیں - اس سلسلہ میں سب پہلے  
یتیموں کے حقوق پر زور دیا گیا ہے  
~~حقوق حقوق کے لیے دس احکام~~  
کے تمام مفاد کا ارادہ کا اصلاح کر دی جو

۱) یتیم کا سب سے پہلا مال اُن کے  
(۲) یتیم لڑکے کو سب سے پہلا مال  
پہلے ~~پہلے~~ نکاح نہ کرے - حافظ کو  
کا ~~حفاظ~~ اُس کی بیوی پر قابض ہو جائے  
کے لیے ~~حفاظ~~ کو اس میں  
کرنا چاہیے کہ محض اُس کی دولت پر قابض  
ہو جانے کے لیے اُس سے نکاح کر لے -  
(۳) ضنا نکاح کا حکم کہ اگر کسی سے



سید صلیح عورتوں اور مردوں کی تعزیر - ۲۳۲

برصغرنہ ہو۔

عورتوں کے حقوق کا تحفظ اور ان  
نا انصافیوں کا انکسار جو ظہورِ اسلام سے پہلے  
معمولی ہوئی تھیں۔

عرب جا علیتہ کی جس رسم پر ~~میں~~ یہ رسم کہ ~~حقیقت~~ کے مال متعلق کی ~~ہم~~ طرح اسکی بیویاں بھی دارثوں کے قبضہ میں چلی جاتی تھیں؟ اور قرآن کی ~~ک~~ کا انکار۔

ایسا نہ کرو عورتوں بیوی کے مال پر قبضہ  
کرنے کے لیے اس پر بے جا دباؤ نہ ڈالو  
عورتوں کے ساتھ تمہاری معاشرت  
یکساں اور انصاف پر مبنی ہونی چاہیے۔

اگر کسی وجہ سے بیوی پسند نہ آئے تو  
اپ نہ کر د کہ فوراً اس سے چھوڑ کر دوسری کر لو  
ایسی ہے جا بوجہ عین کہی اور دواجی رنگ  
کی ساری باتیں با کتیں

۱۵ اگر تم نے بون کو جان دی ہوئے  
 کا ایک ڈھیر بھی دیدیا ہے جب بھی طلاق  
 کے بعد وہیں نہیں ملے دیتے ہو واپس  
 نہیں لے سکتے۔

جن رشتوں میں نکاح جائز نہیں  
ان کا بیان -

غلامی کی رسم انہوں نے ~~خود~~ پہلے تیار  
 دنیا میں پہلی ہوئی تھی۔ قرآن نے اس بار میں  
 جو اصلاحات کیں ان میں وہ قوموں میں جانے  
 پہنچا جاتا ہے۔ ~~اسلام~~ خود صرف اسیران  
 جنگ میں محدود کر دی اس کا بھی غلام کم  
 کم امکان باقی رکھا۔ ساتھ ہی غلاموں کے  
 حقوق پر اس قدر زور دیا کہ ~~کالا~~ سوائسٹری کا ایک  
 مؤثر عنصر بن گئے۔

اسی سلسلہ میں ~~کچھ~~ <sup>کچھ</sup> ~~تعلیم~~ <sup>تعلیم</sup> فرمایا کہ  
لوڈیوں کو ~~تعلیم~~ <sup>تعلیم</sup> خیر و ذلیل نہ سمجھو۔  
بہ حیثیت ان کے تمام ان نام و نسب میں۔

ازدواج، معاشرتی زندگی کے ان اہم  
اکام سے مقصود یہ ہے کہ اخلاقی و تعریفی سے

۱۱ بھو اور فلاح و سعادت کی راہوں پر گامزن ہو۔  
 وہ معاشرتی زندگی کے عروج کی سعادت درستی  
 کیلئے ضروری ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کا مال و  
 جان بچھڑانے لگاؤ۔ اللہ یہ کہ مشترک بابت ہو۔  
 اگر بڑے بڑے گنہگاروں سے بچو تو جمہوری  
 جمہور بے غرضانہ ہو کر ہماری سعادت و فلاح  
 میں متخل نہیں ہو سکی۔

خدا نے ان کو مرد و عورت کی  
دو جنسوں میں تقسیم کر دیا ہے اور دونوں جنس  
کی یکساں طور پر انہی رہنمائی ہوتی ہے۔ انہی نے  
دنیا کو رکھ رکھا ہے۔ کارخانہ معیشت نے  
یہ جس طرح مرد کی ضرورت تھی اسی طرح عورت کی بھی  
تھی۔ البتہ مرد و عورت کو یہ فریضہ  
حاصل ہے کہ وہ عورتوں کی معیشت کو تقویت  
کام دے سکے۔ یہ کام فرما ہیں۔

۴۴ عورتیں ۝ اس خیال سے دل گیر نہ ہوں  
کہ مرد نہ ہوں - عورتوں کے لیے بھی عمل و فضیلت  
کی تمام راہیں کھلی ہوئی ہیں -  
سب عورتوں کے فصول -

۳۳۰ اگر بیوی کی طرف سے سرکش ہو تو  
غوراً دل برداشتہ نہیں ہو جانا چاہیے۔ کچے  
ر بعد دگرے فہمائش کرنی چاہیے۔

اگر ہمیشہ ہو کہ تفرقہ کا اندیشہ ہو  
تو باہم کہ خاندان کی پستی بٹھائی جائے۔  
ایک بیٹے کی طرف سے ہو۔ ایک بیوی  
کی طرف سے۔ کچھ دونوں اصلاح کی کوشش کریں۔

عموم شفقت و احسان اور  
اداء حقوق و واجبات کا حکم -  
بخل نہ کرو - نیکی کے لیے خرچ کرو  
~~لیکن جو حکم کرنا غلط ہے اسے نہ کرو~~  
خدا اترانے والا اور بخیلوں کو دوست نہیں  
رکھتا -

۵۔ فدا گھر کی پسندیدگی اور مشین گھر



نہ ہر گھارے کے لیے خرچ کرتے ہیں۔

وہ مشرک حق کی حقیت

جو اسے اس کے حق میں

اور اس سے پیچھے ہٹا کر

میں ذرا کے ذرا کو جادو سے اپنی

میں جادو کرتے رہو۔

طہارت اور تیمم کے احکام۔

میں سورہ بقرہ میں شہادہ و طہارت

کا حکم ہے کہ سورہ بقرہ میں

اسی طرح بیان بھی ہوا کہ

صور یہ ہے کہ اردواجی

نقد از ذمہ داروں سے عہدہ برا

پھر سبادت الہی کی روح سے

نہ کی حالت میں نماز کا قصد

شراب کی حرمت

سبج ہوا ہے۔ یہ وہی ہے

یہ ہے کہ سورہ بقرہ میں

اس کا حکم ہے کہ سورہ

بقرہ کی آیت ۲۱۶۔

یہ ہے۔ آخری حکم جس

مذہب کے مائتدہ کی آیت ۹۲۔

پھر نماز کے لیے طہارت

نہ کی حالت میں نماز کا قصد

شراب کی حرمت

سبج ہوا ہے۔ یہ وہی ہے

یہ ہے کہ سورہ بقرہ میں

اس کا حکم ہے کہ سورہ

بقرہ کی آیت ۲۱۶۔

یہ ہے۔ آخری حکم جس

مذہب کے مائتدہ کی آیت ۹۲۔

پھر نماز کے لیے طہارت

نہ کی حالت میں نماز کا قصد

شراب کی حرمت

سبج ہوا ہے۔ یہ وہی ہے

یہ ہے کہ سورہ بقرہ میں

اس کا حکم ہے کہ سورہ

نہ ہر گھارے کے لیے خرچ کرتے ہیں۔

وہ مشرک حق کی حقیت

جو اسے اس کے حق میں

اور اس سے پیچھے ہٹا کر

میں ذرا کے ذرا کو جادو سے اپنی

میں جادو کرتے رہو۔

طہارت اور تیمم کے احکام۔

میں سورہ بقرہ میں شہادہ و طہارت

کا حکم ہے کہ سورہ بقرہ میں

اسی طرح بیان بھی ہوا کہ

صور یہ ہے کہ اردواجی

نقد از ذمہ داروں سے عہدہ برا

پھر سبادت الہی کی روح سے

نہ کی حالت میں نماز کا قصد

شراب کی حرمت

سبج ہوا ہے۔ یہ وہی ہے

یہ ہے کہ سورہ بقرہ میں

اس کا حکم ہے کہ سورہ

بقرہ کی آیت ۲۱۶۔

یہ ہے۔ آخری حکم جس

مذہب کے مائتدہ کی آیت ۹۲۔

پھر نماز کے لیے طہارت

نہ کی حالت میں نماز کا قصد

شراب کی حرمت

سبج ہوا ہے۔ یہ وہی ہے

یہ ہے کہ سورہ بقرہ میں

اس کا حکم ہے کہ سورہ

بقرہ کی آیت ۲۱۶۔

یہ ہے۔ آخری حکم جس

مذہب کے مائتدہ کی آیت ۹۲۔

پھر نماز کے لیے طہارت

نہ کی حالت میں نماز کا قصد

شراب کی حرمت

سبج ہوا ہے۔ یہ وہی ہے

یہ ہے کہ سورہ بقرہ میں

اس کا حکم ہے کہ سورہ

خدا کی میں شریک ہیں۔

سارے گناہ بغیر توبہ کے بھی بخشے جاسکتے ہیں۔

یہودیوں کی یہ گمراہی کہ کافر و باطل کہ

میں خدا کی حقیت سے غور نہیں کیا

میں خدا کی حقیت سے غور نہیں کیا

اپنی مذہبی گروہ بندی کی نظر انہوں اور انہوں

کی ڈینگیں مار رہے ہیں۔

گروہ پرستی کے بعد حق و باطل کا اختیار

بافر نہیں رہتا۔ یہودی مذہب مسلمانوں کی ضد میں

آکر مشرکین و کفار کو ترجیح دیتے۔

کو ان پر ترجیح دیتے۔

یہودیوں مسلمانوں سے خطاب

اور قیام عدل ادا و امانت اور رفع نزاع

کے لیے یہاں آیت ۱۵

(۱) یہی اصل یہ ہے کہ جو شخص

جس بات کا حقدار ہو اس کے حق

کا اعتراف کر دے اور جو چیز سے ملنی چاہیے

وہ اسی کے حوالے کر دے۔

(۲) جب دو فریقوں میں فیصلہ

کرنا تو حق و انصاف کے ساتھ کر دے۔

(۳) یہی اصل دینی یہ ہے

کہ اللہ کی اطاعت کرو گے رسول کی اطاعت کرو گے

اور تم گناہ میں جو صاحب حکم و اختیار

ہو اس کی اطاعت کرو گے۔

اگر نزاع و اختلاف ہو تو قرآن

و سنت کے طرف رجوع کرنا چاہیے۔

جو شخص اللہ کے رسول کے حکم اور فیصلہ

پر طاعت نہیں کرتا وہ سب گناہ میں نہیں

صراط مستقیم انعام یافتہ جہنم

کے رہا ہے۔ انعام یافتہ جہنم میں رہیں۔

نبی و صلوات علیہ و آلہ و صحابہ

منافق اپنے جھوٹے یگانے کے لیے

مناہن اسلام کے آگے پیش کرتے تھے۔ فرمایا،

یہ گمراہی کہ

یہودیوں کو ایہ تقدس



جو شخص اللہ کے رسول کے حکم اور فیصلہ پر مطمئن نہیں  
ہو وہ مسلمان نہیں! ~~وہ مسلمان نہیں!~~

~~وہ مسلمان نہیں!~~

وہ مسلمان نہیں!

جس کسی نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی تو  
وہ رستہ یافتہ جماعتوں کا ساتھی ہوا۔ انعام  
یافتہ جماعتیں چار ہیں: انبیاء - صدیقین -  
شہداء - صالحین -

منافقوں کی یہ روش کہ جنگ سے الگ  
رہتے۔ پھر اگر کوئی حادثہ پیش آجاتا تو خوش  
ہوئے کہ ہم نیچے رہے۔ اگر کامیابی ہوئی تو  
خدا سے جی مرنے کہ ہم کاش ہم نے بھی ساتھ  
دیا ہوتا!

~~ان حقیقت کا احاطہ نہ کران~~

قرآن نے جنگ کا حکم ایسے نہیں دیا کہ دوسروں پر چڑھ  
دوڑو بلکہ اللہ ایسے کہ ظلم کا مقابلہ کرو۔  
اسی لیے وہ کہتا ہے کہ ~~اللہ کا رستہ~~  
میں لڑو۔ مومن کا لڑنا اللہ کی راہ میں ہوتا ہے۔  
~~بے خوف نہ ہو اور دشمن کیسے نہیں لڑتا۔~~  
~~حق و عدل کی حمایت میں لڑتا ہے۔~~

~~جب کہ لوگ خوف و رجز میں مبتلا~~

عرب کے لوگ باہمی خون ریزی میں مبتلا  
تھے۔ اسلام نے اس روکا۔ اب جب فطرتوں  
کی حمایت اور انہوں کے دفاع میں جنگ کا  
حکم دیا گیا تو کچھ دل کے اندر کچھ جی  
منافق جی چرانے لگا۔ قرآن اسٹیج پر  
پیش کرتا ہے۔

~~منافقوں کو جب بھی منافقوں اور کفار~~

~~اللہ کی راہ میں~~ وہ جسے کوئی حادثہ پیش  
آجاتا تو منافق کہتے ہیں پھر اسلام کا  
اُسکے ذمہ داری پیغمبر اسلام پر ڈال دیتے۔ فرمایا  
جو کچھ پیش آتا ہے خدا کے ہدایت ہو۔  
تو انہیں عمل کا لازمہ بتیجی ہے۔ پیغمبر کا کام

پیغمبر حق نیچا دینا ہے۔ اگر تم عمل نہ کرو تو  
اللہ تمہارے خود ذمہ دار ہو۔

ایمان و فائدہ کو چاہیے کہ لوگوں کی کج رائے

کا دل گرفتہ نہ ہو اور اللہ پر بھروسہ رکھو۔ ۳۵۱

~~اللہ کے رسول کے ساتھ~~

~~اللہ کا رسول ایسے نہیں آتا کہ لوگوں سے~~

بہ جبر اٹھ کر آئے اور ان کے اعمال کا

۳۵۲ پاسبان ہو۔ اقرار

منافق زبان سے اٹھ کر مرنے لگے

راہوں کو مجسمن جاکر خالی کر دیتے

سازشیں کرتے۔ ۳۵۲

خفا میں حقیقت کا استنباط

کہ قرآن ہر ان سے مطالبہ کرتا ہے اُسے

مطالبہ میں غور و فکر کرے۔ پس ~~اللہ~~

جو شخص قرآن کو سمجھ بوجھ کے نہیں

پڑھتا تو قرآن کا مطالبہ پورا نہیں کرتا۔

~~قرآن کا دینا معلوم ہوا قرآن~~

~~کی دعوت عقل و بصیرت کی دعوت ہے~~

~~اور نہ کوئی ایسی چیز جس سے خاص خاص~~

~~لوگوں کو سمجھ سکے۔~~

جو شخص قرآن میں تدبیر لگایا وہ

معلوم کر لیا کہ یہ کلام الہی ہے!

جب کبھی امن و خوف کی کوئی بات

سننے میں آئے تو اللہ عوام میں نہ بھلاؤ

اولوالامر کے آگے پیش کرو۔

جب کبھی کوئی پیغمبر سلام دے

بھی تو چاہیے کہ وہ رشتہ زیادہ اچھی

بات جواب میں کہو۔ ~~اللہ~~

~~اللہ نے کسی سے یا حکم ازلم ویسی ہی~~

بات اس پر لوٹا دو۔ ~~اللہ~~

~~اللہ کے حکم کے خلاف~~ حالت ہو یا امن کی

حالت ہو۔ ~~اللہ~~ موافق ہو یا مخالف

~~اللہ~~ موافق ہو یا مخالف



لیکن حسن اخلاق و ان نیت کا مقتضی یہ ہے  
کہ جو تم پر سلاقی بھیجے تم بھی اُسے سلاقی  
جو اب دو اس پر آکا دیں اور دو سو ۳۵۵  
مکہ میں بھی منافقوں کے ایک جماعت  
تھے جب جنگ چھڑی تو مسلمانوں میں کچھ  
ناواقف تھے کہ اختلاف رائے ہوا۔ فرمایا اگر وہ مکہ سے  
ہجرت کر جائیں اور دشمنوں کے ساتھ نہ رہیں تو  
اُنہیں مخالف نہ سمجھو، ورنہ جو کوئی دشمنوں کا  
ساتھ دے گا اُس کا حکم کے ساتھ رہنا پڑے گا  
ہم دشمن سمجھا جائیگا۔

ایسے لوگوں سے رفاقت و مردگاری  
کا رشتہ نہ رکھو کہ ~~ان کا حکم بھی دشمنوں کا حکم~~  
~~وہاں فرما کہ مقتصد دشمنوں کے ساتھی ہیں۔~~  
~~ابن مسعود رضی اللہ عنہ~~

البتہ دو طرح کے آدمی اس حالت میں  
داخل نہیں۔ اولاً جو لوگ کسی ایسے گروہ کے پاس  
چلے جائیں جس کے ساتھ تمہاری صلح ہے۔ ثانیاً  
جو لوگ ~~پھر~~ نا طرفدار ہو جائیں۔

اصل میں بارے میں یہ ہے کہ جو کوئی ~~تو~~  
خلاف ~~ہو~~ ~~تو~~ ~~تم~~ ~~جو~~ ~~تم~~ ~~صرف~~ ~~اُنہی~~  
لوگوں کے خلاف ہتھیار اٹھا سکتے ہو جنہوں نے  
تمہارے خلاف ہتھیار اٹھا یا ہو۔ ~~پھر~~  
~~وہ اگر دشمن صلح پر آمادہ ہو تو تمہارے~~  
~~یہ جائز نہیں کہ جنگ اگر ایک گروہ جنگ پر مصر نہیں~~  
~~نہیں یہ صلح کا خواہشمند ہے تو خدا نے تمہارے~~  
~~یہ کوئی روئے تمہارے لیے کسی حال میں بھی جائز~~  
نہیں کہ اُس پر ہتھیار اٹھاؤ۔

۳۵۵  
مسلمانوں کے لیے جائز نہیں کہ بغیر  
حالت جنگ کے کسی ان کو خود ~~دشمن~~  
خود بغیر ~~دشمن~~ دیدہ و دانستہ قتل کرے  
اگر نادانستہ کوئی ~~مسلمان~~ ~~نہ~~ ~~خود~~ ~~دشمن~~ ~~کے~~  
پاؤں ~~پیر~~ ~~مکہ~~ ~~آدم~~ ~~کو~~ ~~قتل~~ ~~کرے~~  
اگر کسی کے ساتھ سے نادانستہ

یہ شبہ میں ~~کہ~~ ~~قتل~~ ~~ہو~~ ~~چکا~~ ~~تو~~ ~~مقتول~~  
کی تین حالتیں ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ تینوں  
حالاتوں کا حکم ~~یہ~~ ~~ہے~~ ~~کہ~~ ~~ا~~ ~~کام~~ ~~بتلائے~~ ~~گئے~~۔ ۳۵۶  
جو کوئی ~~مسلمان~~ ~~جان~~ ~~بوجہ~~ ~~کسی~~  
اللہ نہیں کو قتل کر دے تو اس کا لیے آخرت  
کا دائمی عذاب اور خدا کی لعنت ہے۔ ۱۱  
خدا کے حضور تمام بیگمونیوں کے لیے اجر ہے  
مگر تمام نیکیاں ایک ہی نہیں۔ ۱۲ جان و مال  
سے جہاد کرنے والوں کے درجہ کو وہ لوگ نہیں  
پہنچ سکتے جو جی بہ نہیں ہیں۔ ۳۵۸

۱۱  
یہ ~~مسلمان~~ ~~کی~~ ~~ہجرت~~ ~~کے~~ ~~بعد~~ ~~عرب~~  
~~مسلمان~~ ~~کی~~ ~~دشمن~~ ~~ہو~~ ~~گئی~~ ~~تھیں~~ ~~دار~~ ~~ال~~ ~~ہجرۃ~~  
یعنی مدینہ، اور دار الحرب یعنی مکہ۔ فرمایا  
باوجود ~~یہ~~ ~~رشتہ~~ ~~امت~~ ~~کے~~ ~~جو~~ ~~مسلمان~~  
دار الحرب سے ہجرت نہ کرے اور دشمنان  
اسلام کا ~~ہم~~ ~~جو~~ ~~د~~ ~~ظلم~~ ~~ذلت~~ ~~کے~~ ~~ساتھ~~ ~~ہو~~ ~~تے~~ ~~ہیں~~  
~~مستحار~~ ~~ہو~~ ~~گئے~~ ~~وہ~~ ~~بڑی~~ ~~ہی~~ ~~معصیت~~ ~~کے~~  
مرتکب ہو گئے۔

خدا کی زمین وسیع ہے۔ اگر رہا  
وطن جھوٹا کر نکلو گے تو ~~اللہ~~ ~~نہی~~ ~~نہی~~  
رفاعت کا ہیں اور معیشت کے لئے نئے  
سامان ملے گا!

۱۱  
سفر کی حالت میں ناز قصر کرنے  
کا اور بہ حالت جنگ ~~پھر~~ ~~ایک~~  
خاص طریقہ پر ناز کی جائے  
کا حکم جسے صلوات خوف کہتے ہیں ۳۶۰  
نفا صد کی راہ میں مشقتیں ہون  
کو بھی پیش آتی ہیں اور کافر کو بھی، لیکن  
مومن کے لیے ان کا جھلنا سہل ہوتا ہے۔ ۳۶۱  
جو کوئی ~~وہ~~ ~~دشمن~~ ~~کو~~ ~~قتل~~ ~~کرے~~

~~مسلمان~~ ~~جان~~ ~~بوجہ~~ ~~کسی~~  
~~مسلمان~~ ~~کے~~ ~~ساتھ~~ ~~سے~~ ~~جنگ~~ ~~کا~~ ~~نہ~~ ~~جہاد~~  
~~خدا~~ ~~نے~~ ~~رسول~~ ~~کے~~ ~~ا~~ ~~حالت~~ ~~دشمنوں~~ ~~کے~~



پس جو اسلام سے خطاب کہ خدا نے اپنے  
پیغمبر قرآن لے کر اس لیے نازل کیا ہے کہ حق  
و عدل کا قیام ہو پس ان کے حقوق لوگوں کے  
پر واجب نہ کر دو جو جانتے ہیں انصاف و حقیقت  
کے خلاف منظم حاصل کریں۔  
اس مسلم میں قضاء و عدالت کی  
بعض بنیادی ہمتات۔ یہ قاضی کو کے لیے  
جائز نہیں کہ غیر مسلم کے معاملہ میں مسلم کی بیاریت  
کرے۔

مسلمانوں کے لیے جائز نہیں کہ غیر مسلم  
ہونے کی وجہ سے (جس کا اگر وہ  
گھر بھی مسلمان ہو)

مسلمانوں کے لیے جائز نہیں کہ ہر مذہب  
ہونے کی وجہ سے (جس کا اگر وہ مسلمان  
مذہب کی حمایت کریں۔ اس کی حمایت میں  
جس کا مذہب گمراہی پر مبنی ہے۔  
اور زیادہ معصیت ہے۔

جس شخص پر راہ ہدایت واضح ہو جائے  
اور پھر اس سے پھر جائے تو اس نے  
شق و قت کی راہ اختیار کر لی اور خدا کا  
قانون ہے کہ جو شخص جیسی راہ پسند کرتا  
ہو وہی ہے۔ دیکھو یہ نتیجہ کتنا  
دیا جاتا ہے۔ جس شخص کی راہ پسند کرتا

مسلمین اگر اسلام  
خدا کا دین ہے تو اس کے

یہ کہ شرکین  
شرکین عرب کے بعض عقائد و اعمال

شیطان کی طرح بڑی و بڑی زناداری

یہ ہے کہ طرح طرح کی حقیقت و عمل سے  
ٹھاکر باطل آرزوؤں اور جھوٹی امیدوں میں  
ادھر کو لگن کر دیتا ہے!

پس جو اسلام سے خطاب کہ خدا نے اپنے  
پیغمبر قرآن لے کر اس لیے نازل کیا ہے کہ حق  
و عدل کا قیام ہو پس ان کے حقوق لوگوں کے  
پر واجب نہ کر دو جو جانتے ہیں انصاف و حقیقت  
کے خلاف منظم حاصل کریں۔  
اس مسلم میں قضاء و عدالت کی  
بعض بنیادی ہمتات۔ یہ قاضی کو کے لیے  
جائز نہیں کہ غیر مسلم کے معاملہ میں مسلم کی بیاریت  
کرے۔

مسلمانوں کے لیے جائز نہیں کہ غیر مسلم  
ہونے کی وجہ سے (جس کا اگر وہ  
گھر بھی مسلمان ہو)

مسلمانوں کے لیے جائز نہیں کہ ہر مذہب  
ہونے کی وجہ سے (جس کا اگر وہ مسلمان  
مذہب کی حمایت کریں۔ اس کی حمایت میں  
جس کا مذہب گمراہی پر مبنی ہے۔  
اور زیادہ معصیت ہے۔

جس شخص پر راہ ہدایت واضح ہو جائے  
اور پھر اس سے پھر جائے تو اس نے  
شق و قت کی راہ اختیار کر لی اور خدا کا  
قانون ہے کہ جو شخص جیسی راہ پسند کرتا  
ہو وہی ہے۔ دیکھو یہ نتیجہ کتنا  
دیا جاتا ہے۔ جس شخص کی راہ پسند کرتا

مسلمین اگر اسلام  
خدا کا دین ہے تو اس کے

یہ کہ شرکین  
شرکین عرب کے بعض عقائد و اعمال

شیطان کی طرح بڑی و بڑی زناداری

یہ ہے کہ طرح طرح کی حقیقت و عمل سے  
ٹھاکر باطل آرزوؤں اور جھوٹی امیدوں میں  
ادھر کو لگن کر دیتا ہے!

۳۶۵

۳۶۵

۳۶۵

۳۶۵



یہ بیوی کے مال پر چہرہ قبضہ کرنا نہیں ہے -

مال و دولت کی خواہش ہر انسان میں ہے

~~مرد و عورت کو خرچ کر کے عورت کو چھوڑ دینا~~

~~یہ بے رحمتی صورت ہوگی۔ پس اس پر نہ کرو~~

کہ مال و دولت سے باہم ہلکتا نا اتفاقی ہو -

~~نیکو دگر ایک سے زیادہ بیویاں ہیں تو ہم~~

~~مستحق عدل تو نہیں کرتے۔ یہ تو علم دل کا میلان~~

~~ہمارے بس کا نہیں۔ پس~~

ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی صورت

میں عدل کی شرط ہو گا کی گئی ہے، تو اس کا

مطلب یہ ہے کہ جتنی باتیں ہمارے اختیار میں

ہیں، ان میں ہر ایک کے ساتھ یکساں سلوک

کرو، ورنہ کسی ایک ہی کے طرف ہا بھل جھلنے

پڑد -

~~نہو پر کے لیے جائز نہیں کہ بیوی کو~~

~~اس حالت میں چھوڑ دے کہ نہ تو اس کا حلال~~

~~ہوے۔~~

بیان احکام کے بعد پھر تذکرہ غلط

کہ اصلی شے عمل و اشتغالت ہے -

ہم سے پہلے اتنی قومیں

مسلکوں کو چاہیں دو قوا ہوں بالقسط

چھ اور دو شہداء ہوں - یعنی انصاف

بر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے والے اور اللہ

کے لیے گواہی دینے والے - اگر کسی سے علم بھی بچا

خود اپنی ذات کے ~~ظاہر~~ یا مان باپ

کے خلاف ہو، جب بھی ~~اپنے~~ اپنے اظہار میں

تامل نہ کریں !

گواہی دینے میں نہ تو کسی کی دولت

کا پردا نہ کرو - نہ کسی کی محتاجی پر ترس لگاؤ -

جو بات کہو صاف صاف اور بے لالچ کہو !

وہاں خاص یہ خصائل جو بھی پیدا

ہو سکتے ہیں کہ یہی خدا پرستہ دل میں راسخ ہو جائے

ہو سکتے ہیں کہ سچا ایمان دل میں راسخ ہو جائے -

~~ایمان کی تفصیل~~

ایمان باللہ کی تفصیل -

ایمان ایمان، ایمان نہیں جہیں اشتغالت نہ ہو - ۳۶۹

~~خاصیت ایمان ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں~~

~~مگر حالت یہ ہے کہ مومنوں کو چھوڑ کر منکرین حق~~

~~کو اپنا رفیق و مددگار بناتے ہیں تاکہ عزت حاصل کریں~~

~~وہ الگ الگ رہ کر واقعات کی رفتار~~

~~دیکھتے ہیں جو فرق کامیاب لگتا ہو تاہم اس~~

~~کے نتیجے میں ہم تو ہمارے ہی سامنے آتے۔~~

منا فوق کے فضائل و اعمال :

(۱) مومنوں کو چھوڑ کر منکرین حق کو

رفیق و مددگار بناتے ہیں تاکہ عزت حاصل کریں

(۲) منکرین حق کی مجلسوں میں

شریک ہو کر خدا کی آیتیں جھٹلاتے ہیں -

(۳) الگ الگ رہ کر واقعات کی

رفتار دیکھتے ہیں - جہاں جو فرق کامیاب

ہوتا ہے اس سے کہتے ہیں ہم دل سے ہمارے

ساتھ آتے تھے

(۴) نماز پڑھنے کو طمہ لے کر ساتھ

بٹھ (۵) انکا ایک قدم نوز میں ہے - ایمان

ایمان میں - لہذا تو یہ طریقہ گنہگار نہیں ہے

نہ اس سے بچے

اس حقیقت کی طرف رٹ رہ کہ دنیا

میں اچھوٹ کی طرح جبروں کو بھی پہلے عمل

ملتی ہے - شریر آدمی اس پہلے سے ٹر

ہو جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اسے یہ کچھ نوبت

والا نہیں، حالانکہ سب کچھ ہو رہا ہے

مگر اپنے معززہ وقت پر -

عذاب و ثواب اس لیے نہیں ہے

کہ خدا اعمال ان کی کا قدرتی نتیجہ ہے -

اگر کسی انسان میں کوئی بُرائی ہو تو

اسے مشہور کرنا اور پکارتے پھرنا جائز نہیں -

نہ اگر کوئی نیکو نیکو ہو تو ظالم کے خلاف



ادار بلند کر سکتا ہے -

جو لوگ خدا کے بعض رسولوں کو مانتے ہیں  
بعض کو نہیں مانتے وہ ایمان و کفر کے درمیان  
ستیری راہ نکالنی چاہتے ہیں -

علماء و یسود کا یہ دھبہ کہ اگر سفر اسلام  
یکے ہیں تو کیوں آسمان سے ایک ٹکڑی ٹھکانی کی  
الم پر نازل نہیں ہو جاتی اور قرآن کا جواب -

یسودیوں کی قوت تاریخ کی مشورہ و شفا  
یسودیوں کی اللہ تاریخی شفا و تون کی طرف  
ارشاد رہ چھوٹت ہوئے کہ خدا پرستی کا

بازہ کے مختلف ہشتہ الٹی دینی ہوشیاری  
یسودیوں کی یہ شقاوت کہ حضرت  
مریم علیہا السلام پر تہتان لگایا اور کہتے ہیں  
الم نے شیخ کو سولی پر چڑھا کر چھلک کر دیا -

جب کہ جانتے ہیں

جب کہ جانتے ہیں اتباع حق کی روح  
بہترین رشتہ تو جانتے ہیں کا توحید کا استعمال  
بھی اس طرح کرتے ہیں کہ برائیوں کا ذریعہ بن جاتی  
ہیں - یسودیوں پر اسی لیے بعض جائز باتیں بھی  
سدا للذریعہ روک دی گئیں -

وحدت دین کی اصل عظیم اور اس حقیقت کا  
اعلان کہ دنیا کی کوئی قوم نہیں جسے خدا کے پیغمبر پیدا  
ہوئے خدا کے پیغمبر ہر زمانہ ہوا ہوں - قرآن میں

بعض کا ذکر کیا گیا بعض کا نہیں کیا گیا - ۳۷۷  
اہل کتاب کی ایک بڑی گمراہی دین میں

غلو ہے - ۳۷۸

دین حق برعکس ہے - یعنی سترتا سر دہل  
و بصیرت ۳۷۹

سورت کا خاتمہ ہے بھی قرابت داروں کے  
کے حقوق کے ذکر پر ہوا کلام کی میراث

کی بقیہ دو صورتیں - ۳۸۰

۳۷۶

جب کسی گروہ میں اتباع حق کی روح باقی  
نہیں رہتی تو وہ جائز و ناجائز باتوں کا استعمال اس طرح بھی  
کرتا ہے کہ طرح طرح کے برائیوں کا ذریعہ بن جاتی  
ہیں - یسودیوں پر اسی لیے بعض جائز باتیں  
سدا للذریعہ روک دی گئیں - ۳۷۷

وحدت دین کی اصل عظیم، اور اس حقیقت کا  
اعلان کہ دنیا کی کوئی قوم نہیں جسے خدا کے پیغمبر پیدا  
ہوئے جس پر ہدایت الہی نے انجام حجت نہ کر دی ہو  
اور پیغمبروں کا ظہور نہ ہوا ہو - قرآن میں بعض کا

ذکر کیا گیا - بعض کا نہیں کیا گیا - ۳۷۷

اہل کتاب کی ایک بڑی گمراہی دین میں غلو ہے - ۳۷۸

دین حق برعکس ہے - یعنی سترتا سر دہل و بصیرت - ۳۷۹

سورت کا اختتام بھی قرابت داروں کے

حقوق کے ذکر پر ہوا - کلام کی میراث کی دو  
بقیہ صورتیں - ۳۸۰



- ۱۹ -  
 سورہ المائدہ  
 (۳۸)

- ۳۸۵ مسلمانو! اپنے معاہدے پورے کرو۔  
 اپنے احکام الہی کی تعمیل و اطاعت کا عہد پورا کرو!  
 (۱) پوشی کا گوشت حلال ہے۔  
 بجز ان جانوروں کے جو کھانے کے حرام ہیں۔
- ۳۸۶ (۲) احرام کی حالت میں شکار جائز نہیں۔  
 (۳) خدا کے شکار کی حرمت ختم ہو گئی۔  
 (۴) ازاں جملہ حرمت کے مہینے ہیں۔  
 (۵) اب نہ ہو کہ قربانی کے جانور اور حاجیوں اور تاجروں کو نقصان پہنچایا جائے۔
- ۳۸۷ (۶) مشرکوں نے تمہیں حج سے روکا تھا۔  
 اب تم اس کے بدلے آگے حاجیوں کو نہ روکو۔  
 تمہارا دستور العمل یہ ہونا چاہیے کہ جس جگہ سے تم نکلے وہاں سے لوٹو۔  
 دو نیک کام میں مدد کرنا۔ برائی میں نہ کرنا۔
- ۳۸۸ قرآن اپنے پیروں کو جہل و گمراہی کی تاریکیوں سے نکالتا ہے اور علم و بصیرت کی روشنی میں لاتا ہے۔  
 عیسائیوں کی یہ گمراہی کہ انوکھی عبادت مسیح کا عقیدہ پیدا کر لیا۔  
 یہودیوں اور عیسائیوں کی یہ گمراہی کہ کہتے ہیں ہم خدا کی محبوب امت ہیں۔ ہمارے لیے نجات ہی نجات ہے۔ آخر حالانکہ خدا نے کسی خاص امت کو نجات و سعادت کا پتہ لکھ کر نہیں دیدیا ہے۔
- ۳۸۹ جب ایک قوم عصمت مظلوم کی حالت میں مبتلا رہتی ہے تو اس میں بلند تھا صدے لے لے حد و جدی استعداد باقر نہیں رہتی۔ حضرت موسیٰ کا بنی اسرائیل کو حکم دینا کہ مردانہ وار سر زمین کو غور میں داخل ہو اور ان کی بزدلی و بے ہمتی
- ۳۸۰ دین کی تکمیل کا اعلان۔  
 چونکہ دین کامل ہو چکا اس لیے کھانے پینے اور اسی طرح کے معاملات میں بے جا قیدیں اور مہم پرستانہ تنگیوں باقر نہیں رہیں۔  
 (۱) اگر سدا سے ہو شکاری کہتے یا پرند کے ذریعہ شکار کیا جائے تو وہ بھی جائز ہے۔  
 (۲) احرام کی حالت میں شکار جائز ہے۔  
 (۳) گوشت بھی حلال ہے۔ نیز ان کی عورتوں کے ساتھ نکاح بھی جائز ہے۔  
 وضو اور تیمم کا حکم اور اس حقیقت کی توضیح کہ قصود صفا کی اور پاکیزگی ہے۔  
 یہ بات نہیں ہے کہ خواہ خواہ کی یا بندیان کا درجہ ہیں۔



اسی لیے فرمایا کہ جیسے حکم ہوا کہ جا لیں  
سال تک اس سرزمین سے حرم اہل بیت ہو گئے۔ یہ کوئی  
تاکید اس عرصہ میں ایک نئی نسل ہو گئی۔ یہ کوئی  
نیا سرزمین نہیں بلکہ جو غلامانہ فضائل  
سے محفوظ ہو (طیبت و انصاف) ہو گئے۔

بنی اسرائیل کی یہ ثقافت کہ قتل و خون  
رہیں ہیں بے باک ہو گئے تھے؟ یہاں اور قاتلین ۳۹۱  
کا کی سرگزشت یہ کہ وہ اپنے ممالک میں  
اور ان کے ممالک میں

جو لوگ باغی ہوں، یہ کہ  
بانیوں اور رہنمون کی تعزیر جو  
باغیوں اور رہنمون کی سزا  
جو قتل و بد امنی کا موجب ہے (جو) ۳۹۲  
جو روئے کی سزا - ۳۹۳

کسی بات کی ٹوہ میں رہنا اور اگر  
کی بات اور دھڑکنا، ایمان و راستی کے خلاف  
مدینہ کے علی و یسوع سے منافقوں کو  
جیتے تھے۔ ٹوہ سے لے کر یہ بھی کرتے تھے - ۱۱  
طلب ہوا کہ لے لے کر تورات کے

نکاح و انصاف احکام میں تشریف لے گئے ہیں  
معاملات و قضا یا زمین و عمارت و سودی  
دین فروشی اور کتاب اللہ کے احکام میں تشریف لے  
وہ جب کسی مجرم کو شریعت کی سزا  
سے بچانا چاہتے تو شرعی جیل لگا لیتے تھے

اور وہ معاملہ منجر اسلام کے ساتھ ہو جاتا  
اور کبھی ایسا کرتے کہ معاملہ منجر اسلام لے جاتے  
بہت پیش کر دیتے تھے۔ مقصود یہ تھا تو  
کہ حکم کسی طرح ۵ حکم شریعت کی تعمیل سے  
یک جائیں۔ قرآن کا اس پر انکار - ۳۹۵

قرآن بھلی صداقتوں کا مصدق  
اور ان پر نگہبان ہے - ۳۹۶  
ان کو روکنا و بچلنا اور  
الرحمہم مذاہب ایک ہی صدا  
کی دعوت ہیں تو پھر شرائع و احکام

۳۹۷ من اختلاف لیوں ہوا؟ قرآن لکھا ہے  
ایسے ہی کہ شرع اور منافع میں اختلاف  
ہاں کہ شرع لیکن دین یہ شرع اور منافع  
کا اختلاف ہے جو فرق ہے۔ دین کا

اختلاف نہیں ہے جو اصل ہے - ۳۹۸  
یہ کہ یسوع و نصاریٰ کے  
سے رفاقت و مددگاروں کا رشتہ رکھنے  
کی طاقت جو شرکین ملک کی طرح مسلمانوں  
کی دشمنی میں سرگرم تھے۔ رہتے تھے اور جنگ کی حالت میں

منافق دشمنان قوم کے طرف دورے  
جا رہے ہیں لیکن غنیمت اپنی اس روش  
پر نادم ہو گئے۔  
مسلمانوں کی شان یہ ہونی چاہئے کہ  
مغریب مسلمانوں سے خطاب کہ مغریب  
اللہ یومنون کا ایک ایسا گروہ پیدا کر دے جو  
جو خدا کو محبوب ہوگا خدا کو دوست رکھتا  
اور خدا اس میں دوست رکھتا۔

۳۹۹ حزب اللہ یعنی اللہ کا گروہ  
ہو گا کہ وہ بھی مغلوب نہیں ہوگا۔ ۳۹۹  
یہ کہ اصل کتاب اور شریعت  
کے جو چیزوں نے خدا کو  
ان لوگوں سے رفاقت و مددگاروں  
کے رشتے نہ رکھو جیسے تمہارے دین کو  
منہی کھیل بنا رکھا ہے۔ ۱۱

اصل کتاب سے خطاب کہ جو چیزیں  
یہ کہ جو چیزیں اللہ کے خلاف ہیں انہیں  
اور ان چیزوں کی صفات و صفات کے طرف  
وہ جو چیزیں اللہ کے خلاف ہیں انہیں  
اس کا وہ جرم ہے جو انہیں اللہ کے خلاف ہے

۳۹۷ عقدا ان کے ساتھ نہیں ہے نہ خدا پرست  
وہ جو چیزیں اللہ کے خلاف ہیں انہیں  
رسولوں کی صفات و صفات کے طرف  
یہ کہ جو چیزیں اللہ کے خلاف ہیں انہیں

یہ کہ جو چیزیں اللہ کے خلاف ہیں انہیں  
یہ کہ جو چیزیں اللہ کے خلاف ہیں انہیں  
یہ کہ جو چیزیں اللہ کے خلاف ہیں انہیں  
یہ کہ جو چیزیں اللہ کے خلاف ہیں انہیں



جب پیروان قرآن کا طریقہ مانگے سچائی کی تصدیق  
کا ہے، تو پھر تم انکی نہیں مانگے خلاف کیوں کہ ہوگا؟  
~~کیونکہ یہ سچ ہے~~

خدا کے نزدیک بلا بہ اعتبار خیراء کے وہی گروہ  
بہتر ہوگا جسٹ احکام حق سے ہمیشہ سرکشی کی ہے ۴۰۰  
~~اور دینی بدعتوں کی بنا پر طہوں ہوا ہے~~  
یہودی کہتے تھے کہ تورات کے بعد کوئی کتاب  
نہیں آسکتی، اور خدا کے حکم سے ہم نے حضرت  
موسیٰ سے یہ قول دہرایا کہ اپنے لیے کی وجہ  
بندہ لگے ہیں۔

عیسائیوں کی طرح یہودیوں میں بھی فرقہ  
بندی نے فرقہ ڈال دیا۔ ہر فرقہ کو دوسرے کا دشمن بنا دیا۔  
یہودیوں و نصاریٰ سے ظہر ہے کہ جب تک تم  
تورات و انجیل بر قائم نہیں ہوئے، تمہارے پاس  
دین میں سے کوئی خلیج جو کچھ بھی نہیں ہے۔

نجات و سعادت کا دار و مدار خدا پر ہے  
اور انکے علی پر ہے نہ کہ گروہ بندیوں پر۔  
عیسائیوں کو بھی یہی اصل کی تعلیم دی  
گئی تھی، لیکن انہوں نے ~~یہ سچ مان لیا~~

تخلیف کا باطل عقیدہ پیدا کر لیا۔  
جب کسی گروہ کی ~~حالت اچھی~~ ہو جائے کہ برائی  
میں پڑ کر، اس سے ~~حالت خراب~~ ہار رہنے کا دلول  
پیدا نہ ہو، تو یہ ~~گھٹتی~~ شقاوت کی انتہا ہے ۴۰۱

پیغمبر اسلام سے ظہر ہے کہ تم یہودیوں  
اور شرکین عرب کو ~~جو~~ مسلمانوں کی خدمت  
میں بہت زیادہ سخت پاؤ گے، اور عیسائی  
بہت زیادہ قریب ثابت ہو گئے۔ ۴۰۵

سلسلہ بیان اب پھر اور اور نوای  
کی طرف پھرتا ہے ~~یہ~~ اصل مذاہب کی یہ غلطی  
کہ انہوں نے ترک دنیا کو تو قرب الہی کا ذریعہ  
سمجھ لیا ہے۔ اور اس طرح کہ دشمن  
کھاتے ہیں کہ فلاں لذت اور راحت  
الم پر حرام ہے۔ فرمایا، اپ کرنا،

نہی  
طر

دین میں حد سے گزر جانا ہے۔  
(۲) لغو قسموں کا اعتبار نہیں سمجھو  
جو جھک کر لگائی ہو ~~اور توڑنی پڑے~~  
تو ~~جھک کر~~ کفارہ دینا چاہیے۔

(۳) شراب، جوا، معبودانِ باطل کے  
ثان ہر حرام ہیں۔ ۴۰۶  
(۴) جن لوگوں نے احکامِ حرمت کے نزول  
سے پہلے ممنوعہ اشیاء استعمال کی ہو ان  
سے مواخذہ نہیں ہوگا۔

(۵) احرام کی حالت میں اگر کچھ عدا  
شا کا مرتکب ہو، تو اس کا بدلہ یا  
کفارہ دینا چاہیے۔

(۶) ~~اللہ~~ حالتِ احرام میں دریائے شکار  
کی ممانعت نہیں کیونکہ بحری نعمتیں غذا  
کا بڑا ذریعہ ہیں۔

(۷) خدا نے کعبہ کو امن و اتباع  
کی حالت میں رکھا ہے، پس اس کے حرمت  
کے شاعر قائم رکھو۔ ۴۰۷

(۸) گندی اور فحش چیزیں کتنی ہی  
زیادہ ہیں، لیکن ~~جو~~ راغب نہ ہو۔  
دانشمند آدمی اشیاء کی کثرت و قلت  
نہیں دیکھتا۔ ان کے نفع و نقصان نظر رکھتا ہے۔

(۹) دین حق یہ نہیں چاہتا کہ تمہارا  
ہر عمل کو کسی نہ کسی پابندی سے ضرور ہی باندھ  
دے۔ جو کچھ ضروری تھا، بتلادیا گیا،  
جو چھوڑ دیا ہے، وہ معاف ہے۔

(۱۰) شرکین عرب بتوں کے نام پر جانور  
چھوڑ دیتے اور انہیں مقدس سمجھتے۔  
فرمایا، بحیرہ، سائبہ، وصیلہ،  
اور حام کی کوئی اصلیت نہیں۔

(۱۱) دوسروں کی گمراہی و بد عملی  
تمہارے لیے جت نہیں ہو سکتی۔ ہر ان  
دینے نفس کے لیے جوابدہ ہے



وَصِيَّت اور اُکی گواہی:۔۔۔

(۱) دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔

اگر مسلمان نہ ملیں تو غیر مسلم ہوں۔

(۲) گواہوں کو بہ حلف گواہی

دینی چاہیے۔

(۳) بصورتِ نزاع، فریقین

انہی اپنے گواہ پیش کریں۔

قیامت کے دن تمام رسولوں سے پوچھا جائیگا کہ تمہاری امتوں نے تمہاری دعوت کا کیا جواب دیا؟

اللہ کا رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے خطاب اور انکی معرفات

نزول مائدہ -

حضرت عیسیٰ کا عرف کرنا کہ عیسائیوں کا گروہی سے میں بری ہوں۔

اَلَا نُنَا ۚ  
(۴۱۵)

خدا نے کائناتِ خلقت پیدا کی اور  
 ہر شے کو روشنی اور تاریکی نمودار کر دی روشنی  
 روشنی ہے - تاریکی تاریکی - یہی حقیقت ہے  
 لیکن ~~مگر یہ حق ہے کہ میں امتیاز نہیں کر سکتا~~  
~~لیکن یہی حقیقت ہے کہ میں امتیاز نہیں کر سکتا~~  
 اب ان کے  
 (ہمارے ہمارے لیے دو اجلیں ہمارے  
 گئی ہیں - ایک عمل کے لیے - ایک نتائج عمل کیلئے -  
 گذشتہ قوموں کی سرگزشتوں میں ہمارے  
 بے درس عبرت ہے -

راست بازان کے لیے سچائی کی ہر  
 بات دیں ہے، مگر سکر کے لیے کوئی نشانی  
 بھی سود مند نہیں ہے۔ جن میں حق کی طلب  
 نہیں ہے۔  
 سکرین حق کہتے ہیں، لکھی لکھا کی کتاب  
 کیوں نہیں اُتر پڑتی، اور فرشتہ اُترتا ہوا  
 زمین پر دکھائی نہیں دیتا؟ حالانکہ اگر فرشتہ  
 دنیا میں آئے تو وہ بھی ان ہی ہوتے۔  
 آپ ہونا سنت الہی کے خلاف ہے۔

برہمنِ فضل و رحمت سے استدلال -  
تمام کائناتِ خلقت اس بات کا ثبوت دے رہی  
ہے کہ ایک رحمت فرما رہا ہے جسے موجود ہے۔

اگر کوئی ایسی ہستی موجود  
ہو جس پر حق تعالیٰ نے فیضانِ نہ موتی، تو یہان نہ کمال  
نہ توبہ و نہ ہونا نہ فیضان، حالانکہ کوئی گوشہ  
نہیں جو اس سے خالی ہو۔

۱۷

خدا کی ہستی اور اس کی صفات پر قرآن  
کا ارشاد لالہ محسن کا افسوس جتنا ہے

وہ عظمت انسانی کے وجدانی احساسات  
کو بیدار کرتا ہے۔

۱۸

۴۱۵  
 حق و باطل کے یہ ~~جھگڑے~~  
 سب بڑی شہادت، خدا کی شہادت  
 ہے۔ ~~وہ~~ داعی حق کو کامیاب کر کے،  
 اپنی شہادت کا اعلان کر دیتا ہے۔ ۴۱۸  
~~دنیا میں سچی بات خفیٰ خفیٰ ہوتی ہے۔~~  
~~میں مکر میں حق سے مکر میں حق جب~~  
 مکر میں حق کو جب سچائی کی باتیں  
 سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں یہ تو دوسری  
 پرانی کہانی ہے جو ہمیشہ سے سنتے آئے ہیں ۴۱۹

اسی ان کی دماغی و قلبی  
 تھکاوٹ کی وہ حالت جب ضد اور  
 تعصب میں پڑتے ہیں۔ اگر باہل زندہ ہوا  
~~دور ہوا ہو جاتا ہے تو اس کو اس طرح~~  
~~اس میں ایک طرح کی کھینچنا شروع ہوتا ہے~~



ہو جاتا ہے اور تپان کے فہم و قبول کی استعداد یک علم  
معدم ہو جاتی ہے۔

میکرین معاد کا آخرت کی زندگی سے انکار  
اور قرآن کا وجدانی استدلال۔

پیغمبر اسلام سے خطاب کہ معاندوں  
کی حق فراموشیوں پر دل گرفتہ نہ ہوں تمہاری  
پیار کا جواب وہی دے سکتے ہیں جو زندہ  
ہیں۔ جو مردہ ہو چکے ہیں، انہیں پکارنا  
بے سود ہے!

اگر تم سیرھی لگا کر آسان پر چڑھاؤ

جب بھی یہ سکر ماننے والے نہیں!

جو لوگ نشاںیاں مانگتے ہیں اگر

فرانگیت کا بے حق ہیں تو کاخانہ

خلقت کی نشانیوں سے بڑھ کر اور کونسی

نشانی ہو سکتی ہے؟ قرآن معجزاتِ خلقت

پر توجہ دلاتا ہے اور کہتا ہے دنیا کی ہر مخلوق

بجائے خود ایک معجزہ ہے!

جن لوگوں نے عقل و بصیرت نارام کر دی

انکی مثال ایسی ہے جیسے ایک بہرا اور گونگا

ہو اور تاریکی میں گم ہو گیا ہو!

ایک قوم ظلم و بد عملی میں مبتلا ہوتی

ہے۔ اس پر بھی خوشحالیان اسے ملتی رہتی

ہیں۔ کیونکہ قانونِ اعمال کے ظلم

ہیں۔ کیونکہ قانونِ اعمال بیانِ کام کر رہا ہے

پیغمبر اسلام کی حیثیت کی نسبت

پیغمبر اسلام کے منصب و حیثیت کی

نسبت قرآن کا اعلان ہے اور پیروانِ خدا

کی ساری گروہوں کا اور ان گن امتوں کا تہذیب

جو پیروانِ مذہب نے اس بار میں پیدا

کردی تھیں۔

دعوت و اصلاحِ امت کے دواہم

اصول۔

دوسرا نقطہ ہے تھے ہم ادنیٰ درجہ

کے آدمیوں کے ساتھ تمہاری مجلس میں نہیں ٹھہر

سکتے۔ قرآن کا اعلان کہ جو لوگ خدا پرست

وکیلِ عمل ہیں، انہی کا درجہ اعلیٰ ہے اور

۴۲۰ انہی پر ربی توجہ و شفقت منبذل رکھو! ۴۲۰

اس اصلِ عظیم کا اعلان کہ وحی و نبوت

کی راہ علم و یقین کی راہ ہے اور جو سکر ہیں

انکے پاس ظن و گمان کے سوا کچھ نہیں۔ پس

چاہیے کہ ہم علم و یقین کی پیروی کی جائے

نہ کہ ~~ظن و گمان~~ و شکوک کی۔

استعمالِ بالغذاب کی تشریح۔ ۴۲۱

فطرتِ انسانی کے احوال و واردات

سے استنباط۔

قرآن کے نزدیک یہ بھی ایک عذاب ہے

کہ کوئی ~~فہم و بصیرت~~ ایک راہ پر ~~گم~~ متحرک

و ~~فہم و بصیرت~~ ہو جائے اور

رہے کہ جگہ ایک ایک گروہوں میں بٹ جائے

اور ہر گروہ ~~اپنے~~ دوسرے گروہ کو اپنی شدت

کا شرہ پہنچائے۔

۴۲۸ جو لوگ جتن جو لوگ سچائی کے سکر ہوں

۴۲۹ اور یہ لبِ حق کو جبل و نزار کا شغل بنالیں

۴۳۰ ~~جسٹ~~ انکی صحبتوں میں شریک

نہ ہو۔

جو لوگ حقیقت کی روشنی سے محروم ہیں

انکی مثال ایسی ہے جیسے ~~الہام~~ بیابان میں کوئی

راہ گم ہو جائے!

تخلیقِ پاک کو سے استدلال۔

قرآن کی اصطلاح میں عالم شہادت

اور عالم غیب۔

توحیدِ الہی کی حجت جو

۴۳۵ ہر اسمِ علیہ السلام پر اتقا کی گئی۔ اسلام

حضرت ابراہیمؑ اور انکی نسل کے

تمام داعیانِ حق اس راہ پر گامزن ہوئے۔ ۴۳۶

اور پیغمبر اسلام



وحی و تنزیل کے منکران کا رد

~~مفسرین~~

علماء یہود کو الزامی جواب -

قرآن کے کتاب الہی ہونے کا پراشوت

اسکی تعلیم کا نتیجہ ہے -

منکرین تنزیل کا حقیقی جواب اور

نظام ربوبیت سے استدلال -

نظام ربوبیت سے توحید پر استدلال -

شرکین عرب کا جنوں اور فرشتوں

کے نسبت شرکانہ عقیدہ اور اس رد -

دنیا میں اختلاف فکر و عمل ناگزیر

ہے - پس اسکی گدہ نہ رو کہ ہر شخص تمہاری بات

ضروری مان لے -

~~بہشت پرستوں کو جو کہ بت پرستوں کو برا نہ کہو وہ~~  
بت پرستوں کو جو کہ بت پرستوں کو برا نہ کہو وہ  
بھی خدا کی بات بھی تمہارے طریقہ کو برا نہ کہو

کبھی - اس راہ میں راودار کی ضروری ہے -

حق و باطل کے پچھلے معاملہ میں انہوں

کا کثرت و قلت بعبار نہیں ہو سکتی -

~~سچائی کے مندرجہ اصول ہیں جن پر حقیقت~~

جانوروں کا کھانا حلال و حرام

کے بارے میں مشرکوں کے اوہام و خرافات

اور جن مخلوق و مخلوقات کے بارے میں مشرکوں کے

بعض شبہات -

کے بارے میں جو اوہام و خرافات

پیدا کر دیے گئے ہیں انکی کچھ پروا نہ کرو

اور حلال چیزیں بلا تاویل کھاؤ -

حلال و حرام کے بارے میں

جو لوگ جہل و نزاع کرتے ہیں انکی

راہ علم و بصیرت کی راہ نہیں ہے -

ایمان زندگی ہے اور کفر موت ہے

زنہ اور مردہ وجود برابر نہیں ہو سکتا!

جب کبھی کسی آبادی میں دعوت حق

مؤدار ہوتی ہے تو وہاں کے سردار و رؤساء

اسکی مخالفت پر آمادہ ہوتا ہے -

صلالت فکر کے رعب و کمال کی ایک مثال

دنیا کی کوئی آبادی نہیں جانتی خدا کے

پیغمبروں کا ظہور نہ ہوا ہو -

ہر فرد اور گروہ کے بہ اعتبار اعمال

مختلف درجے میں -

خارجہ پیشی

مشرکین عرب سے تمام حجت کہ اگر

دعوت حق کے مقابلہ سے باز نہ آئے

تو قریب ہے کہ خدا کا فیصلہ صادر ہو جائے

اور وہ فیصلہ کدوہ دنیا میں

بلا فیصلہ ہوا اور دنیا نے دیکھ لیا کہ حق

کا کیا کس کے لیے تھی!

مشرکین عرب کے شرکانہ اور

بھڑانہ اعمال مثلاً قتل اولاد -

جانوروں کا حلال و حرام کے بارے

میں اعلان کہ صرف وہی چیزیں حرام ہیں

جسکی تصریح کر دی گئی ہے -

کئی جانوروں کا گوشت جو تمام جانوروں کا

گوشت جو عام طور پر کھائے جاتے ہیں

حلال ہیں -

مشرکین عرب کہتے تھے اگر مارا

طریقہ گمراہی کا طریقہ ہے تو کیوں خدا نے

ایں گمراہ ہونے دیا؟

اس اصل غلطی کا اعلان کہ

خدا پرستی کی راہ یہ نہیں ہے کہ

کھانے پینے میں روک ٹوک کرو اور سب

سی چیزیں حرام ٹھہرائیں

کہ راہ یہ ہے کہ ان حرام چیزوں

اور برائیوں سے اجتناب کرو اور حقیقت

نیکی و عدالت کے خلاف ہیں -



91 -

سچائی کی راہ ایک زیادہ نہیں ہو سکتی  
پس جیت سی راہوں میں متفرق نہ ہو جاؤ۔ (۵۲)  
(محل کتاب  
پیر و پند) کی سب سے بڑی گمراہی  
یہ ہے کہ خدا کے ایک پر دین میں تفرقہ ڈال  
کر انگ انگ ۵ گروہ بندیاں کر لیں پس  
۵۵ انہی گمراہوں سے راہ حق کو کوئی  
واسطہ نہیں۔

سورت کا خاتمہ اور اس حقیقت  
کی طرف اشارہ کہ جس طرح قوموں کے  
بے شمار انقلابات ہو چکے ہیں آپ ہی ایک  
انقلاب اب بھی درپیش ہے اور  
قریب ہے کہ پروانِ قرآن بجلی قوموں  
کے جانٹیں ہوں۔



ہونے غرضتہا و شکی تفصیل باقر ہے ترجمان القرآن کے اصول تفسیر نوادین یہ مقدمہ

کا اٹھارہ رکنا چاہیے جو ترجمان القرآن کے بعد اس سلسلہ کی دوسری کتاب ہے اور کچھ قدیم سوڈ رت کی تہذیب و تریب میں آج کل تفہول ہوں۔

تلف اسباب سے جنکی تشریح کا یہ محل نہیں صدیوں سے ~~کچھ~~ قرون اخیرہ اور قرآن کے بعض اسباب و موثرات جو اس طرح کے اسباب و موثرات نشوونما پاتے رہے ہیں جنکی وجہ سے یہ تدریج 'قرآن کی حقیقت' کا ہوں سے مستور ہوئی گئی اور رفتہ رفتہ اس کے معنی و فہم کا ایک نہایت پست معیار قائم ہو گیا۔ یہ بستی صرف معانی و معانی ہی میں نہیں ہوئی بلکہ ہر چیز میں ~~پہنچے ہوئے~~ حتیٰ کہ اس کے زمانہ اس کے الفاظ اس کی تراکیب اس کی بلاغت کے لیے نظر و فہم کی کوہ بلند جگہ باقر نہیں رہی!

ہر عہد کا مصنف اپنے عہد کی ذہنی و آب و ہوا کی پیداوار ہوتا ہے اور اس کا عہد سے صرف وہی دماغ مستثنیٰ ہوتا ہے جس میں مجتہدانہ ذوق و نظر کی قدرتی نجف نشی نے صف عام سے الگ کر دیا ہو۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کی ابتدائی صدیوں سے پیکر قرون اخیرہ تک 'حقد و فہم' پیدا ہوئے، ان کا طریق تفسیر ایک رو بہ تنزل معیار فکر کی مسلسل زنجیر جس کی ہر پھلی کڑی پہلی سے بہت تر اور ہر سببی لائق سے بلند تر واضح ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں حقد اور ہر طرف بڑھتے جاتے ہیں، حقد زیادہ واضح، زیادہ بلند اور اپنی قدرتی شکل میں نمایاں ہوتی جاتی ہے اور حقد نیچے اترتے آتے ہیں حالت ~~برعکس~~ برعکس ہوتی جاتی ہے!۔

یہ صورت حال 'فراقصیت' سلسلہ کے عام دماغی تنزل کا قدرتی نتیجہ تھی۔ ~~انہوں نے جب دیکھا کہ قرآن کی بلند یوں کا ساتھ نہیں دے سکتے~~ تو خوشی کہ قرآن کو اس کی بلند یوں ~~کے گرد کے دینی بستیوں کی سطح~~ سے اس قدر نیچے اتار لیں ~~جس سے انکی بستیوں کی سطح پر~~ کا ساتھ دے سکے! اب اگر ہم چاہتے ہیں کہ قرآن کو اس کی حقیقی شکل و نوعیت میں دیکھیں تو ضرور ہے کہ پہلے وہ تمام پردے ہٹائیں جو مختلف عہدوں اور مختلف گوشوں کے خارجی موثرات نے اس کے چہرے پر ڈال دیے ہیں۔ پھر آگے بڑھیں اور قرآن کی حقیقت خود قرآن ہی کے صفحوں میں تلاش کریں۔

یہ مخالف اثرات جو ایک بعد دیگرے جمع ہو رہے بعض اسباب و موثرات جو دوچار نہیں بے شمار ہیں اور ہر گوشے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ لیکن نہیں کہ اختصار کے ساتھ بیان میں آسکیں۔ فہم حقیقت میں مانع ہیں

چنانچہ لیکن میں نے مقدمہ تفسیر میں کوشش کی ہے کہ انہیں چند اصول و انوار کے ماتحت سمیٹ ~~لیجئے~~۔ اس سلسلہ میں حسب ذیل دھات قابل غور ہیں:

(۱) قرآن حکیم اپنی وضع اپنے اسلوب اپنے انداز بیان اپنے طریق خطاب







ضعیت اور ضنا عیت کے بیچ و خم پیدا ہوا ہے۔ یہ عالم قرآن کے ساتھ (پیش آیا) - خلف کی طبیعتیں  
 وضعی طریقوں میں نہیں ڈھلی تھیں، ایسے وہ (قرآن کی سیدھی ساری حقیقت پہنچانے کے لئے)  
 پہنچانے لگے تھے، لیکن خلف کی طبیعتوں پر یہ بات شاق گزارنے لگی کہ قرآن اپنی سیدھی ساری  
 شکل میں نمایاں ہو۔ ~~اسی لئے~~ وضعیت پسند اس پر قانع نہیں ہو سکتے تھے۔ لیکن چونکہ  
 انہوں نے قرآن کی ہر بات کیلئے وضعیت کے جامے پہنا کر کرنے شروع کر دیئے اور  
 چونکہ یہ جامہ ~~پیش کرتے~~ نہیں آ سکتے تھے، ایسے بہ خلف پہنانا چاہئے، یہیں سے ~~کھل~~  
~~پیدا ہوا~~ اور نتیجہ یہ نکلا کہ حقیقت کی موزونیت باقر نہیں رہی۔ ہر بات ناموزون  
 ہو رہی ہوئی ہوئی۔ اور اُلجھی ہوئی۔ ~~کھلی بنکر رہ گئی!~~

~~یہ جو وضعیت کے قواعد بنائے گئے اور رگوں سے کام لیا جائے گا~~

~~کہ وضعیت کا بیان قوی ہے اور خلف کا علم تو یہ بھی وہی صورت حال~~

تفسیر قرآن کا پہلا دور ~~پہلے~~ از تدوین و کتابت علوم سے ~~پہلے~~ وہ ہے جب علوم  
 کی تدوین و کتابت شروع نہیں ہوئی تھی۔ دوسرا دور تدوین و کتابت سے شروع ہوتا ہے اور  
~~پہلے کے مختلف طبقات میں~~ دراصل دور دور کی تبدیلیاں سے یہ اپنے مختلف طبقات  
 اپنے مختلف عہدوں اور طبقوں میں اُترتا آتا ہے۔ دوسرا ہم محسوس کرتے ہیں کہ دوسرا دور  
 شروع ہی ہوا تھا کہ یہ جامہ قرآن کے لیے بننا شروع ہو گیا۔ لیکن اس کا نتیجہ و بلوغ  
 فلسفہ و علوم کی ترویج و اشاعت کا آخری زمانہ ہے۔ یہی زمانہ ہے جب امام محمد بن زکریا  
 نے تفسیر کبیر لکھی اور پوری کوشش کی کہ قرآن کا سراپا اس مصنوعی لباس وضعیت میں پہنچا دے  
 اور پوشیدہ ہو جائے۔ اگر امام جب انظر اس حقیقت پر ہوتی تو انکی پوری تفسیر  
 نہیں تو دو تہائی حصہ یقیناً بیکار ہو جاتا۔

بہر حال یاد رہے، وضعیت کے سانچے خستے ٹوٹتے جا چکے، قرآن کی حقیقت اُبھرنے

آگئی۔

(۲) ہر کتاب کا طلب رہا لوگ پتھر سمجھتے ہیں جنہیں خود صاحب کتاب سے طلب سمجھ لیتے

کا موقع علوم۔ قرآن میں جس کے اندر بہ تدوین کا نازل ہوا۔ وہ جقدر نازل ہوتا  
 تھا کہ کرام سنتے آیا کرتے تھے، انہوں میں طرحے اور خود سیرا سلام (علوم) سے اسکا  
 طلب دریافت کرتے۔

قرآن کے آئینہ بیان کی نسبت لوگوں کو جقدر شگین پیش آئیں، محض اس لیے کہ

وضعیت کا استغناء ہو گیا اور فطرت کی معرفت باقر نہیں رہی۔

قرآن کے مختلف حصوں اور آیتوں کے وجوہ مناسبات و روابط کے سارے الجھاؤ  
 صرف اس لیے ہیں کہ فطرت سے بعد ہو گیا، اور ~~کھلی~~ وضعیت ہمارے اندر

بسی ہوا ہے۔

قرآن کی زبان کی نسبت جقدر شگین بحثوں کا جقدر زباناں دیا گیا

ایسے ایسے کہ فطرت سے بعد ہو گیا، اس لیے سمجھنے کی اہم میں استعداد باقر نہیں رہی۔

قرآن کی بلاغت کا مسئلہ اوجہان ~~بہ~~ استعداد تریب کے لیے استعداد سہل







~~اگر چنانچه دیگر کسی طوالت می خواند یا می بیند که این~~

جن حقیقت پر زور دیا تھا

یٰٰشعۡدُ سُوْرَةُ اٰیَةِ وَمَا اَنْزَلَ عَلَی الْمَلَائِكِیْنِ یٰٰاِبِلْ عَارِدْتَ وَمَا جِئْتَ (۹۶)

(س) نو مسلم اقوام کے قصص و روایات سے پہلے شروع ہو گئے تھے۔ ان میں

فصل حرف اول نظریہ دوسری کتاب کے تحت ہے

(۴) ایک طرف قصص بہ و کشف کی روایات سے ۱۱ تغافل موعا دوسری طرف

اور پھر تفسیر کے سیرا کی پہلی سے ملادیا گیا کہ تفسیر کی تفسیر سمجھ لی گئی۔ تاہم خیر

(۵) اس صورت حال کا سب سے زیادہ نفوس نامک نتیجہ یہ ہے کہ قرآن کا کثرت استعمال

یہ تمام درختیں ہرگز طرے لگائے اور فکرتی، رشد مل کے محبوبیت نے تھا صد و چھ ہجری کے لکھتے

~~کارخانہ میں طرح طرح کے پتھریں پیدا کرنے کے طریقے~~















یا شعلہ ایک گروہ متصوفین کا پیدا ہوا اور ~~شاہ رات سے~~ ~~طریقہ تفسیر~~ اپنے موضوع  
معاہدہ اصول پر قرآن کو ڈھالنے لگا۔ قرآن کا کوئی حکم کوئی عقیدہ کوئی بیان تحریف معنوی  
سے نہ ہی۔ یہ تفسیر بالرائے تھی !

یہ ہے۔ یہ تعبیر لکرائے گی !  
یا شلّا قرآن کے طریق استدلال کو منطقی جامہ پہناؤ، اکل ~~پور~~ حجاب کس  
~~آسمان اور کوکب~~ یونانی علم میت کے سائل جیتا لگتا،  
یعنی تعبیر لکرائے ! وہ نجوم کے الفاظ آگئے ہیں،

~~تخصر با برائے کار یک یا دو نوزد یک کدو~~

یا مثلاً، آج کل ہندوستان اور مصر کے بعض دانش فروشوں نے تفسیر بالترائے کا ایک  
 نامور روزہ کو یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ (اُنہی کے لفظوں میں) زمانہ حال کے جدید  
 اصولِ قرآن سے ثابت کیے جائیں یا فلسفہ و سائنس اُن کی ہر آیت میں بھردیا جائے۔  
 گویا قرآن کے لیے نازل ہوا ہے کہ جو کچھ <sup>بات</sup> کو پرسیں اور سنیں نے یا دارون اور ویلس  
 نے بغیر کسی کتاب کی خلفہ اندیشیوں کے دریافت کر لیا، اُسے چند صدی پہلے  
 ایک نام قابلِ فہم معموں اور مجھارتوں کی طرح دنیا کے کان میں بھونک کر اور پھر اگلے وہ بھی  
 مومن کی یہ شرح و تفسیر بھی صدیوں تک <sup>دینا</sup> دینا کے <sup>تفسیر</sup> تفسیر میں آئے۔ یہاں تک  
 کہ موجودہ زمانے کے <sup>تفسیر</sup> تفسیر <sup>تفسیر</sup> تفسیر اور شہرہ پورے مشرق کے <sup>تفسیر</sup> تفسیر <sup>تفسیر</sup> تفسیر  
 بھی کھٹ کھٹ تفسیر بالترائے ہے!

بقی حقیقت حقیقت سیرت سیرت  
 یاد رہے کہ تقاضے کے تمام شرائط ~~جو جنکی طرف ہر عرصہ کے تحقق~~ رات رات  
 ہیں اور موجودہ زمانے میں بھی انکی بیشمار اوجھڑکیاں ہیں جنکی نظر انوارِ ذکر دیکھیں صرف  
 ان اصولی اسباب کو دیکھیں جو صدیوں سے ختم حقیقت میں مانع و عاصی ہو رہے ہیں  
 اور جنکی جنکی تحقیق و تحقیق کے بعد ترجمہ و تفسیر کا عالم میں رات رات  
 یہ خدا رات میں کہیں سے شعلات کا رنگا ہوا ہوا  
 جنکوئے حقیقت جنکوئے حقیقت

~~اجازت دی 'دور' شرح اس معاملہ کی بہت طولانی ہے اور سرسری طور پر حوالہ قلم ہو گیا ہے۔~~  
~~شرح اس معاملہ کی رفتار طولانی ہے اور اگر مشائخ قلم کو ذرا طویل دیکھا ہوں~~  
پر بھی حوالہ قلم ہوئے 'دور' شرح اس معاملہ کی بہت طولانی ہے !

تو خود حدیثِ مفصل بخوان ازین مجمل !

کلم از کم ان جملہ اش رات سے اس بات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ راہ کی مشقت و موانع

ساکھ حال ہے اور حقیقت کی سراج رسانی کو لیے کتنی مختلف واردیوں سے گزرنا  
 ساکھ حال ہے اور کس طرح قدم قدم پر پردوں کو مٹانا اور چمچہ چیمہ پر رکاوٹوں سے دوچار ہونا  
 پہنچ حرف (نشا) کا سفر یہاں جتوئے حقیقت طلب کے لیے حرف (نشا) کا فریضہ ہے کہ



کے کسی ایک گوشے میں قدم بڑھانے والوں میں قدم بڑھانے والوں کی ایک گوشے سے خبردار ہو  
 حقیقت یہ ہے کہ صدیق پھر کاوشیں کسی ایک گوشے ہی میں لے نہیں جاتے ہیں اور شہادت کسی ایک  
 دروازے ہی سے نہیں آئی ہیں۔ یہ ایک وقت ہر وارد کی پائش اور گوشے میں نظر کاوش  
 ہونے کا ہے کہ تب کہیں جا کر حقیقت لگ گئی کہ سرائے میں مل سکتا ہے۔ اور ~~حقیقت یہ ہے کہ~~  
 اور ~~حقیقت یہ ہے کہ~~ ~~توفیق دے~~ ~~وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله~~  
 ذوالفضل العظیم!

~~ماہذنی تہک کما فی القرآن~~

~~تفسیر القرآن~~

قرآن کے درس دینے والے کی تین مختلف ضرورتیں ہیں، اور میں انہیں تین

ترجمان القرآن کا  
مقصد و نوعیت

کے ہونے میں منقسم کر دیا ہے۔ ~~ترجمان القرآن~~ ~~تفسیر القرآن~~ ~~تفسیر القرآن~~

~~مقدمہ تفسیر~~ ~~مقدمہ تفسیر~~ ~~تفسیر القرآن~~ اور ترجمان القرآن۔

~~مقدمہ تفسیر~~ ~~قرآن کے مقاصد و مہمات~~ ~~بر اصولی مباحث کا مجموعہ ہے~~ اور گوشے کی گئی ہے کہ ~~مقدمہ تفسیر~~  
 (مقدمہ تفسیر) ~~قرآن کے مقاصد و مہمات~~ ~~بر اصولی مباحث کا مجموعہ ہے~~ اور گوشے کی گئی ہے کہ ~~مقدمہ تفسیر~~

اور ترجمان القرآن، قرآن کی عالمگیر تعلیم و اشاعت کے لیے جو ~~مقدمہ تفسیر~~ ~~قرآن کے مقاصد و مہمات~~ ~~بر اصولی مباحث کا مجموعہ ہے~~

مقدمہ تفسیر ہے، اس کی گوشے کی گئی ہے کہ ~~مقدمہ تفسیر~~ ~~قرآن کے مقاصد و مہمات~~ ~~بر اصولی مباحث کا مجموعہ ہے~~

آخر کی بات یہ ہے کہ ~~مقدمہ تفسیر~~ ~~قرآن کے مقاصد و مہمات~~ ~~بر اصولی مباحث کا مجموعہ ہے~~

اہم اور ضروری ہے، ~~مقدمہ تفسیر~~ ~~قرآن کے مقاصد و مہمات~~ ~~بر اصولی مباحث کا مجموعہ ہے~~

کے لیے بھی اصلی بنیادیں ہیں۔

~~ترجمان القرآن میں جب سے اس کی گوشے کی گئی ہے کہ قرآن کا ترجمہ اردو میں اس طرح ہے~~

~~یہ ہے~~

اس کی ترتیب سے تصور یہ ہے کہ ~~ترجمان القرآن کے مقاصد و مہمات~~ ~~بر اصولی مباحث کا مجموعہ ہے~~

طیار ہو جائے، جس میں ~~ترجمان القرآن کے مقاصد و مہمات~~ ~~بر اصولی مباحث کا مجموعہ ہے~~

کو بکٹ بکٹ سمجھ لینے کے لیے ضروری ہے۔ اس ~~ترجمان القرآن کے مقاصد و مہمات~~ ~~بر اصولی مباحث کا مجموعہ ہے~~

~~ترجمان القرآن کے مقاصد و مہمات~~ ~~بر اصولی مباحث کا مجموعہ ہے~~

ایسا ہے کہ اہل نظر اس کی موزونیت پر ایک نظر مٹوس کر سکیں۔ یہ گوشے کی ہے کہ قرآن کا ترجمہ اردو

میں اس طرح مرتب ہو جائے کہ اپنی وضاحت میں کسی دوسری چیز کا محتاج نہ ہو۔

~~ترجمان القرآن کے مقاصد و مہمات~~ ~~بر اصولی مباحث کا مجموعہ ہے~~

~~ترجمان القرآن کے مقاصد و مہمات~~ ~~بر اصولی مباحث کا مجموعہ ہے~~

~~ترجمان القرآن کے مقاصد و مہمات~~ ~~بر اصولی مباحث کا مجموعہ ہے~~

~~ترجمان القرآن کے مقاصد و مہمات~~ ~~بر اصولی مباحث کا مجموعہ ہے~~

~~ترجمان القرآن کے مقاصد و مہمات~~ ~~بر اصولی مباحث کا مجموعہ ہے~~

~~ترجمان القرآن کے مقاصد و مہمات~~ ~~بر اصولی مباحث کا مجموعہ ہے~~

~~ترجمان القرآن کے مقاصد و مہمات~~ ~~بر اصولی مباحث کا مجموعہ ہے~~

~~ترجمان القرآن کے مقاصد و مہمات~~ ~~بر اصولی مباحث کا مجموعہ ہے~~







آخر میں چند الفاظ اس پورے سلسلہ ترجمہ و تفسیر کی نسبت کہدینا ضروری ہیں۔ کامل متناہ  
ہیں سے قرآن پیکر شب و روز کے فکر و نظر کا موضوع رہا ہے۔ اس کی ایک ایک سورت، ایک ایک مقام،  
ایک ایک آیت، ایک ایک لفظ پر بیسیوں وادیاں قطع کی ہیں اور مرحلوں پر مرحلے طے کیے ہیں۔ تفاسیر  
وکتب کا جتنا بطوع و غیر بطوع ذخیرہ موجود ہے، پھر میں کہہ سکتا ہوں کہ اس کا بڑا حصہ میری نظر  
سے گزر چکا ہے، اور علوم و فنون قرآن کے مباحث و مقالات کا کوئی گوشہ نہیں جس کی طرف سے  
زمین نے تغافل اور جستجو نے تامل کیا ہو۔ علم و نظر کی راہوں میں قدیم و جدید تقسیم کی  
جاتی ہیں، لیکن میرے لیے یہ تقسیم بھی کوئی تقسیم نہیں۔ جو کچھ قدیم ہے، وہ مجھے ورثہ میں  
ملا، اور جو کچھ جدید ہے، اس کے لیے اپنی راہیں آپ نکال لیں۔ میرے لیے وقت کی جدید راہیں  
بھی ویسی ہی دیکھی جہاں ہیں، جس طرح قدیم راہوں کے چہ چہ کا شناسا ہوں :

وہ ہوں رند بھی میں اور پارسا بھی

ہر مری نظر میں ہیں رندان و پارسا کی ایک ایک

خاندان، تعلیم اور سوانح کی اثرات نے جو کچھ میرے حوالے کیا تھا، میں نے اول دن ہی اس پر  
تغافل کرنے سے انکار کر دیا اور تعلیم کی بندشیں کسی گوشے میں بھی روک نہ ہوئیں،  
اور تحقیق کی تشنگی نے کسی میدان میں بھی ساتھ نہ چھوڑا :

چچ گم ذوق طلب از جستجو بازم نہ داشت

دانہ من جیدم دران روز بچکے کہ خزن داشت

میر دل کا کوئی یقین ایسا نہیں ہے جس میں شک کے سارے کانٹے نہ چبھ چکے ہوں، اور میری روح  
کا کوئی اعتقاد ایسا نہیں ہے جو انکار کی ساری آزمائشوں میں سے نہ گزر چکا ہو۔ میں  
جب پیاسا تھا، تو میری لب تشنگیاں اللہ دوسروں سے تھیں، اور جب سیراب  
ہوا، تو میری سیرابی کا سرچشمہ بھی شاہراہ عام پر نہ تھا :

راہے کہ خضر داشت ز سرچشمہ دور بود

لب تشنگی ز راہ دگر بردہ ایم ما

اس تمام عرصے کی جستجو و طلب کے بعد، میں قرآن کو جیسا کچھ اور جتنا کچھ سمجھ سکا ہوں، اللہ  
میں نے ان تین کتابوں کے صفحوں پر بھلا دیا ہے : ترجمان القرآن، البیان، مقدمہ تفسیر :

سبک زجاے پگیزی، کہ بس گران گہرست

L6149

مناہ من کہ نصیبتش مباد از رانی

میرا یقین ہے کہ مسلمانوں کی زندگی و سعادت صرف مسلمانوں کی سعادت کے لیے بلکہ نوع انسان  
میرا یقین ہے کہ مسلمانوں کی زندگی و سعادت کے لیے سرچشمہ حیات، حقیقت قرآن کا ہے، انبیاء  
اور میں نے کوشش کی ہے کہ ترجمان القرآن پر اس کے فہم و بصیرت کا دروازہ ان پر کھل جائے۔  
میں ترجمان القرآن شائع کرتے ہوئے محسوس کرتا ہوں کہ اس بارے میں جو کچھ فرض تھا،  
توفیق الہی کی دستیاری سے میں نے ادا کر دیا۔ اب اس کے بعد جو کچھ ہے، وہ مسلمانوں کا  
فرض ہے، اور یہ اللہ کے رحم سے ہے کہ آپس میں ادا و فرض کی توفیق دے :

L6149

حدیث عشق و سرمستی زمیں بشنوائے از واد غلط

کہ با جام و سبو ہر شب قرین ماہ و پروینم

فہمیں عباد اللہ یستمعون القول فیستمعون احسنہ، اولئک الذین ھد اللہ واولئک ھم الاولوالا لباب

میں نے ان کے کوششوں سے گماں نہ کیا ہے اور سرتان کے آواز میں

۱۱

(۱۹:۳۹)



## تفسیر سورہ فاتحہ

اس جلد کے ابتدا میں سورہ فاتحہ کی تفسیر کا مختصر اشارہ مل کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ سورہ فاتحہ کی تفسیر ترجمہ قرآن کے لیے اس کا قدرتی مقدمہ تھی اور ضروری تھا کہ کم از کم یہ مقدمہ تلاوت ترجمہ سے پہلے ذہن نشین ہو جائے۔ البتہ یہ تفسیر سورہ فاتحہ کا خلاصہ ہے۔ یہ بات کے پھل و سبب دے والا ہے، تفصیل کو باجا مختصر کر دیا ہے۔ - تمہید و توطیہ کے قسم کے کلمات حضرت علیؓ کی طرف لکھ کر دیے ہیں، لیکن نفسِ مطہر کا یہ حصہ جس میں سورہ فاتحہ کا نام ہے صرف صفاتِ الہی کے تصور کی روشنی میں سورہ قرآن تصور کی جگہ کا وہ حصہ تھا جس میں کمال و کمال کے کمال رہے ہیں، لیکن نفسِ مطہر میں بحر ایک مقام کے کوئی کمی نہیں ہے۔ - یہ تمام صفاتِ الہی کے تصور کا مجموعہ ہے۔ - اس میں ایک بڑا حصہ صفاتِ الہی کے ان جملات کا تھا جن میں فلسفہ و کلام کے کچھ کچھ کو بھی لکھا گیا ہے۔ بات کا یہ حصہ جو تعلق زیادہ فلسفہ و کلام کے قدیم مذاہب و مذاہب سے ہے۔ - نیز فرداً فرداً ان تمام صفات پر نظر ڈالیں گے، جو قرآن حکیم میں آئے ہیں۔ چونکہ یہ حصہ عام مطالعہ و درسی کے کام نہ تھا، اس لیے زبانِ انوار میں اس کی موجودگی ضرورت سے زیادہ محسوس ہوئی اور اسے اٹل کر دیا۔ اصل تفسیر کی صفات اس خلاصہ سے ریوڑ سی سمجھنی چاہیے۔ - اس لیے تفسیر البیان کے میں وہ سورہ فاتحہ کا دیا ہے جو ان کی تفصیلی شکل میں آجائے گی۔

~~آخر میں کچھ خدشات اور سوالات ہیں جو سورہ فاتحہ کی تفسیر کے لیے لکھے گئے ہیں۔~~

۱۷ نومبر ۱۹۳۰ء

ڈسٹرکٹ جیل میرٹھ

ابوالکلام







اللہ کا دین اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ اس کے شرارت  
 اسے قوانین فطرت کی اعلیٰ طاقت کا نتیجہ ہے اور آسمان و زمین  
 میں جہد و فتنوں ہے، سب قوانین اللہ کی اعلیٰ طاقت کا  
 گواہ ہے۔ پھر اگر ہمیں اللہ کے قانون فطرت سے انکار  
 ہے تو اللہ کے قانون کے سوا کائنات ہستی میں اور کون  
 سا قانون ہو سکتا ہے؟ کیا ہم نہیں دیکھ رہے ہیں  
 انکار ہے جس پر تمام مافائے ہستی چل رہا ہے؟  
 یہ دین، نوع انسانی کے لیے ہدایت کی عالمگیر راہ ہے۔  
 لیکن لوگوں نے اسے جھوٹا کر دیا ایک گروہ ہندوؤں نے اور  
 ہر گروہ دوسرے گروہ کو جھٹلانے لگا۔ قرآن اپنے آیتوں سے  
 کہ اس گمراہی سے دنیا کو نجات دلا دے۔ وہ کہتا ہے سناؤ  
 کہ راہ یہ ہے کہ تمام رحمانی عالم کی یک طرفہ تصدیق  
 کرو اور سب کی شیعہ اور مشرک تعلیم کو دشوار العمل بناؤ!

پھر کیا یہ لوگ جانتے ہیں اللہ کا دین جھوٹا کر لوگ  
 دوسری راہ ڈھونڈ رہے ہیں؟ حالانکہ آسمان و زمین میں  
 جو کوئی بھی موجود ہے خوشی سے ہوا یا ناخوشی سے، مگر سب  
 اسی کے حکم کے فرمان بردار ہیں۔ اور بالآخر سب اسی کی  
 طرف لوٹنے والے ہیں۔ (جو کوئی نہیں جو اس کے حکم و قانون  
 کی اطاعت سے باہر ہو) اور بالآخر سب کو جھوٹا اسی کی طرف ہے  
 اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں!

(اے پیغمبر!) تم کہو، (اے ہمارے راہ تو یہ ہے کہ)  
 ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں، اور جو کچھ ابراہیم، اسماعیل، اسحاق،  
 یعقوب، اور یعقوب کی اولاد پر نازل ہوا ہے، اس پر ایمان  
 رکھتے ہیں۔ نیز جو کچھ موسیٰ کو اور عیسیٰ کو اور خدا کے

تمام نبیوں کو خدا کی طرف سے ملا ہے، اس سب پر بھی ہمارا ایمان ہے۔ ہم ان رسولوں میں سے کسی ایک کو بھی دوسروں  
 سے جدا نہیں کرتے (کہ کسی کو مانیں۔ کسی کو نہ مانیں) اور سب اللہ کی رحمت و رحمت کے ایک ہی منبع سے ہیں۔  
 ہم خدا کے فرمان بردار ہیں (اُسکی سچائی جان کہیں بھی اور جس کسی کی زبان بھی اُسکی ہو، اُسکی سچائی ہے اور  
 ہم اُسکی اطاعت کرنے والے ہیں!)

اور (دیکھو) جو کوئی اسلیم کے سوا (تمام رحمانی حق) کا حقیقی پیروں کا راہ ہے  
 دین کا خود ہمنام ہوگا تو وہ کہیں (خدا کے مقرر) قبول نہیں کیا جائیگا اور آخرت کے دن ہمیں دیکھنا ہوگا  
 اپنے دہشتناک حصے میں اسکی جگہ ان لوگوں میں ہوگا جو شاہ و نامراد ہو گئے!

یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اللہ ایک ایسے گروہ پر  
 (فلاح و کامیابی کی) راہ کھول دے، جسے ایمان کے  
 بعد پھر کفر کی راہ اختیار کر لی؟ اور حالانکہ اللہ نے  
 گواہی دی تھی کہ اللہ کا رسول برحق ہے اور (حقیقت کی)  
 روشن دلیل اس کے سامنے واضح ہوئی تھیں؟  
 اللہ کا قانون تو یہ ہے کہ وہ ظلم کرنے والے گروہ پر  
 (فلاح و سعادت کی) راہ کھولے، نہیں کھولتا!

(بلکہ اللہ نے جو لوگ ہیں ان لوگوں کو دیکھو اور ان کو دیکھو)

ان لوگوں کو (جو ظلم و شرارت کا) جو بدلہ ملنے والا ہے  
 وہ تو یہ ہے کہ ان پر اللہ کی فرستوں کے ان نون کی سبکی  
 لعنت میں رہے۔ اس حالت میں ہمیشہ رہے۔  
 گرفتار رہیں گے۔ نہ تو ان کا کچھ عذاب کبھی کم ہوگا اور  
 نہ کبھی سبقت پائیں گے!

ہاں، جن لوگوں نے اس حالت کے بعد بھی توبہ

کر لی اور اپنے گناہوں کو سوار کیا، تو بلاشبہ اللہ رحمت والا

اور (اپنی رحمت بے حساب سے) بخشش والا ہے!

(لیکن) جن لوگوں کا حال یہ ہے کہ انہوں نے گناہ

جن لوگوں کا یہ حال ہے کہ دین حقیقی کی ہدایت پاکر  
 پھر دیدہ و دانستہ منحرف ہو گئے ہیں اور سچائی کی  
 کوہِ حق اور حقیقت کی کوہِ ثانی بھی ان کے لیے ہدایت  
 و بصیرت کا موجب نہ ہو سکی، تو ہر گز اور جو  
 آج بھی جہنم میں خدا اور شرارت سے دعوت حق  
 کا مائدانہ مقابلہ کر رہے ہیں، تو غلط ہے، کہ ایسے  
 لوگوں کے اصلاح و ہدایت کی کوہِ امید باقی نہیں  
 رہی ہے۔ بلکہ اللہ نے خود اپنے بندوں کو دیکھا ہے  
 جو اللہ کی دعوت و دعوت حق سے تباہ و تاراج دنیا میں زلت و  
 رسوئی اور آخرت میں دائمی عذاب کی راہ انہوں  
 نے اپنے لیے پسند کر لی ہے!

جزا اور سزا قانون کائنات سے  
 لازم نتیجہ ہے۔ یعنی برای ایک ایسی حالت ہے جہاں  
 نتیجہ برا ہے۔ اچھائی ایک ایسی حالت ہے جہاں نتیجہ  
 اچھا ہے۔ پس یہ نہ سمجھو کہ آخرت کی سزائیں بھی  
 دنیا کی سزائوں کی طرح ہیں جیسے اللہ کے ہاتھ میں  
 دو خزانے رکھے ہیں، ایک جاکھتا ہے۔ نہیں، خدا کی  
 عدالت میں گناہ کا کوئی بدلہ اور فدیہ قبول نہیں  
 ہو سکتا۔ اگر ایک جھوٹے سے جھوٹے گناہ کے بدلے  
 تم پورا گروہ ارضی موات سے پھر کر دیکھو  
 جب بھی اسکی پاداش سے اپنے کو آپ کو نہیں



کے بعد کفر کی راہ اختیار کی اور پھر اپنے کفر (کے سرکشوں اور شرارتوں) میں بڑھتے ہی گئے، تو ایسے لوگوں کی بڑھتی ہوئی قبول ہوئے والی نہیں (کیونکہ سچی توبہ انہیں نصیب نہیں ہوگی) اور یہ لوگ ہیں جو راہ ~~پر~~ سے بھٹ گئے ہیں!

جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی اور مرتے دم تک کفر پر رنجے رہے، تو (یاد رکھو) کفر اور بد عملی کے بولے

کوئی ماحضہ اور فدیہ کام نہیں دے سکتا) اگر ان میں سے کوئی آدمی پورے طور پر ارضی سونے سے بھر کر دیدے، جب بھی اس کے قدم میں قبول ہوگا (اور بدوشی عمل سے نہیں بچ سکتا) (اور اسے اپنے اعمال پر کاغذ بھگتا بڑھایا) یہی لوگ ہیں کہ آئندہ لیے (بادشاہی عمل میں) عذاب دردناک ہے اور کوئی نہ مٹا جو ~~ہو~~ (اس عذاب سے بچانے میں) انکا مددگار ہو!

(یاد رکھو) تم نیکی کا درجہ کبھی حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم میں یہ بات پیدا نہ ہو جائے کہ

(مال و دولت میں سے) جو کچھ محبوب رکھتے ہو، اسے (راہ حق میں) خرچ کرو اور جو کچھ تم خرچ کرنا چاہتے

بچا سکو گے! ان، توبہ و انابت کی حالت ایک ایسی حالت ہے جو تمام گنہگاروں کو جو کر دیتی ہے۔ بشرطیکہ سچی توبہ ہو! مال و دولت بد عملیوں کے قدم میں مقبول نہیں ہوتی، مال و دولت کا رشک کی راہ میں خرچ کرنا بہت بُری چیز ہے۔ تم نیکی کی راہ میں مال و دولت نہیں ہو سکتے جبکہ دنیوی محبوب چیزیں رشک کی راہ میں خرچ کر دینے کے لیے طیارہ ہو جائو!

کھانے کی تمام چیزیں (جو حلال عام طور پر

کھائی جاتی ہیں) بنی اسرائیل کے لیے بھی حلال تھیں،

(اور لوگ انہیں بے شک تامل کھاتے تھے) ان، وہ چیزیں

جو بنی اسرائیل نے خود اپنے اوپر حرام ٹھہرائی تھیں، نہیں

کھائی جاتی تھیں (مگر انہیں کچھ خدا نے حرام نہیں کر دیا تھا)

تھا۔ اے پیغمبر! اگر اس بار میں یہود تم سے جھگڑ رہے ہیں،

تو تم ان سے) کہدو، اگر تم لوگ اپنے دھوکے سے خیال

میں بیٹھے ہو، تو تورات لاؤ اور اسے کھول کر پڑھو

(اس میں کیا لکھا ہے کہ یہ چیزیں اصلاً حرام ہیں؟)

پھر جو کچھ اس (اعلان) کے بعد بھی (غفلت بنا کر

سے باز نہ آئے) اور اللہ پر جھوٹ بھتان باندھے،

تو (یاد رکھو) ایسے ہی لوگ ہیں جو راہ حق سے

مغترف ہو گئے ہیں!

(اے پیغمبر! ان لوگوں سے) کہو، اللہ نے

میں سے ہر گز ~~بے~~ اگر تمہارے دلوں میں کچھ بھی

سچائی کا پس ہے، تو چاہیے کہ) ابراہیم کے طریقہ کی

پیروی کرو (جبکہ طرف میں دعوت دے رہا تھا)

ہوں، اور) جو ہر طرف سے ہٹ کر صرف اللہ ہی

کا پورنہا ہے، اور یقیناً ابراہیم شرک کرنے والوں

میں سے نہ تھا (اگرچہ اسکی نسل عرب میں مبتلا ہے

شرک ہو گئی)

بلکہ اللہ پورا جو ان کیلئے (خدا پرستی

یہودیوں کے طرف سے دو اعتراض خصوصیت کے ساتھ کیے گئے تھے:

(۱) اگر خدا کا حق قرآن کی دعوت بھی وہی ہے جو

حضرت ابراہیم اور انبیاء بنی اسرائیل کی دعوت تھی، تو

کیوں قرآن نے بھی ان تمام چیزوں کو حرام نہیں کر دیا جو

یہودیوں کے بیان حرام سمجھ جاتی تھیں؟

(۲) اگر قرآن کی راہ حضرت ابراہیم اور انکی

اولاد کی راہ سے مختلف نہیں ہے، تو کیوں بیت المقدس

کی جگہ خانہ کعبہ قبلہ قرار دیا گیا؟ حالانکہ تمام انبیاء

بنی اسرائیل بیت المقدس ہی کو قبلہ تسلیم کرتے رہے تھے؟

بیان ان دونوں باتوں کا جواب دیا گیا ہے۔

پہلے شبہ کے جواب میں کہا گیا کہ تورات نازل ہوئے

سے پہلے کھانے کی تمام اچھی چیزیں بنی اسرائیل کے لیے جائز

تھیں، اور حضرت ابراہیم سے نیچر حضرت موسیٰ تک تمام

انبیاء نے انہیں حلال سمجھا تھا۔ پھر جب تورات نازل

ہوئی، تو بعض چیزوں کا استعمال روک دیا گیا۔ ایسے

نہیں کہ اصلاً حرام تھیں، بلکہ ایسے کہ یہودیوں کی بے گام

طبیعتوں کی اصلاح کے لیے ضروری تھا کہ وہ لوگ جن میں

سختی کی جائے۔ باقرہ ہی وہ چیزیں جن پر نسبت تم

سمجھتے ہو کہ نازل تورات سے پہلے بھی ممنوع تھیں، تو انہیں

اللہ خدا کی شریعت نے ممنوع نہیں ٹھہرایا تھا۔ خود

مومنوں نے دینی طبیعت سے ~~بے~~ کر دیا تھا

خاتمہ تورات کے انشاء اس حقیقت کی شہادت دے رہے ہیں

دوسرے شبہ کے جواب میں کہا گیا کہ خدا کی پہلی عبادت

جو حضرت ابراہیم کے تھے وہ بیت المقدس نہیں بلکہ

خانہ کعبہ ہے۔ پس اس کا قبلہ ہونا پیروان ابراہیم

کے لیے کیوں موجب اعتراض ہو؟



ماجد و مرکز) بنایا گیا ہے وہ یہی (عبادت گاہ) ہے جو مکہ میں ہے۔ برکت والا گھر اور تمام دنیا  
 ان دنوں کے لیے سرشمہ ہدایت ہے اس میں (دین حق کی) روشنی نثار کیا ہے۔ اور انجیل تمام ابراہیم  
 کے لیے ہے ابراہیم کے گھر سے ہو کر عبادت کرنے کی جگہ جو اس وقت سے بیکر آج تک بغیر کسی شک  
 و شبہ کے مشہور و یقین رہی ہے جو کہ اس میں داخل ہونے والے (کے حدود) میں داخل ہوا ہے  
 یہی وہ امن و حفاظت میں آگیا اور یہی ہے۔ اور انجیل یہ بات ہے کہ (جو کوئی اس کے حدود  
 میں داخل ہوا وہ امن و حفاظت میں آگیا اور انجیل یہ کہ) جس نے اس کو اپنے لیے اس گھر کا  
 حج فرض کر دیا ہے اللہ کے طرف سے لوگوں کیلئے یہ بات ضروری ہو گئی کہ اگر اس تک پہنچنے کی  
 استطاعت پائیں تو اس گھر کا حج کریں۔ باہر میں ہم (جو کوئی اس) (حقیقت ہے) انکار کرے  
 (اور اس مقام کی باہر کی فضیلت کا اعتراف نہ کرے) تو یاد رکھو اللہ کی ذات تمام دنیا سے  
 بے نیاز ہے (وہ اپنے کاموں کے لیے کسی کو اور فرد اور قوم کا محتاج نہیں ہے)

(اے پیغمبر! ان سے) کہو۔ اے اہل کتاب! یہ کیا ہے کہ تم (دیدہ و درشت) اللہ کی آیتوں  
 سے انکار کرتے ہو حالانکہ (تم جانتے ہو کہ) تم جو کچھ کہتے ہو اللہ کا شاہد حال ہے؟  
 اے اہل کتاب! یہ کیا ہے کہ جو کوئی اسدیر رمان لانا چاہتا ہے تم اسے اللہ کی راہ  
 سے روکتے ہو اور اسے کج روی میں مبتلا کرنا چاہتے ہو، حالانکہ تم حقیقت حال جاننے والے ہو  
 یہ خبر نہیں ہو؟ یہ حال یاد رکھو اور اللہ کی راہ میں غافل نہیں ہو  
 سے بے خبر نہیں ہو؟ بہر حال یاد رکھو جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے غافل نہیں ہے!

اے سرورانِ دعوتِ ایمانی! اگر تم اہل کتاب میں  
 ایک گروہ کی باتوں پر کاربند ہو گئے تو یاد رکھو جو  
 تمہیں راہِ ایمان سے ٹھاکر رہتے ہیں اس کا یہ ٹھکانا کہ تم  
 جان آگے ہو، وہ تمہیں راہ حق  
 سے بھرا دیگا اور ایمان کے بعد عمر کو فرماں مبتلا ہو جاوے گا  
 اور یہ کہ ہو سکتا ہے کہ تم (اب پیغمبر) کو  
 کی راہ اختیار کرو، جو کہ جگہ تمہارا حال  
 یہ ہے کہ اللہ کی آیتیں تمہیں سنائی جا رہی ہیں اور  
 اسے رسول (تعلیم و رہنمائی کے لیے) تم میں بھیجے گا  
 موجود ہے؟ اور یاد رکھو جس نے جو کوئی بطوطی  
 کے ساتھ اللہ کا ہورے تو بلاشبہ اس پر سیدھی  
 راہ کھل گئی (نہ تو اس کے لیے لغزش کا ڈر ہے نہ  
 گمراہی کا اندیشہ)!

اے سرورانِ دعوتِ ایمانی! اللہ کے درو  
 آپ ڈرنا جو کہ فریقہ فطرت ڈرنا ہے۔ اور  
 دیکھو دنیا سے نہ باؤ مگر اس حالت میں کہ اسلام

اہل کتاب کی عہدوں کے ذکر کے بعد سرورانِ دعوت  
 سے خطاب موعظت اور بعض اصولی مہات  
 کی تلقین:  
 (۱) پیور اور نصاریٰ کی گراموں میں تمہارے  
 لیے دریں عبرت ہے۔ ضروری ہے کہ اچھے اور کچھ اور کچھ  
 سے اپنے دل و دماغ کی حفاظت کرو۔ اگر  
 تم نے اس کی گمراہی نہ خواہو گے کی بروری کی تو نتیجہ  
 یہ نکلا کہ راہِ ہدایت باکر پھر گمراہی میں  
 مبتلا ہو جاوے گا  
 (۲) ایمان کی برکتوں کے حصول کے لیے صرف  
 بی گناہی نہیں ہے کہ ایمان کا اقرار کرو، بلکہ اصلی  
 چیز استقامت ہے!  
 (۳) جاہل کے تفرقہ سے بوجہ بے خبری  
 ایک ہو جاؤ، اور خدا کی راہ میں بطوطی کرو۔  
 تمہیں اللہ کی بے شک و شبہ نعمت ہے کہ تم  
 ایک دوسرے کے دشمن ہو رہے ہو، اس لیے تمہیں دعا  
 کہی دے کہ جو کچھ تمہیں اللہ نے تم پر عطا کیا ہے  
 دیکھو دنیا سے کہ تمہارے بعد پھر توفیق  
 اور اللہ کے بعد پھر ایمان و فیض و نفاذ میں مبتلا ہو جاؤ

پر ثابت قدم ہو!



(۳) جماعت کے تفرقہ سے جو اور ~~جہاں~~  
 خدا کی رسی مضبوط پکڑ لو۔ خدا بہت بڑی نعمت  
 تم پر یہ ہے کہ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو رہے تھے۔  
 اُس نے تمہیں بھائی بھائی بنا دیا۔  
 (۴) تم میں ہمیشہ ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے  
 جو داعی الی الخیر ہو۔ وہ نیکی کا حکم دے، برائی  
 سے روکے، اور قہم قوم کو راہ حق و ہدایت  
 پر قائم رکھے!

(۵) جماعت کے تفرقہ کی طرح دین کا اختلاف  
 بھی سنگ ہے۔ اختلافِ مذہب و مِلّٰت کی بناء پر  
 دنیا ہوتا ہے لیکن ہمیں چاہیے کہ علم و تقویٰ  
 کی روشنی میں ہونے لگے۔ اعلیٰ کتاب کی سب  
 سے بڑی گمراہی یہ تھی کہ دین حق کے علم کے بعد  
 پھر باہمی اختلافات سے ~~جہاں~~ اختلافات  
 پڑ گئے، اور دین الگ الگ ٹوٹ گیا۔ مخالفین  
 ہوئے، نہ ہو کہ تم بھی رسی گمراہی میں پڑ جاؤ  
 اور کتاب اللہ کے حصول کے بعد پھر باہمی اختلافات  
 میں پڑ گئے، اور دین کی وحدت خدائے کر کے الگ  
 الگ ٹوٹ گیا بنالیں۔ یہ نہ ہو کہ تم بھی اسی  
 گمراہی میں مبتلا ہو جاؤ اور ایک دین پر جمع  
 ہو جاؤ۔ الگ الگ فرقہ بندیوں میں بٹ جاؤ!

کا میاں حاصل کرنے والے ہیں!

اور دیکھو! سب مکر اللہ کی رسی  
~~مضبوط~~ مضبوط پکڑ لو اور جدا جدا نہ  
 ہو جاؤ۔ اللہ نے تمہیں جو نعمت عطا فرمائی ہے  
 اُسکی بار سے غافل نہ ہو۔ تمہارا ہم حال تھا کہ  
 آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو رہے تھے، لیکن ایک  
 فضل و کرم سے آپس میں بھائی بھائی بن گئے!  
 تمہارا حال تمہیں تھا کہ آگ سے بھرے ہوئے  
 ایک گڑ بھری ہوئی خندق ہے اور اس کے کنارے  
 کھڑے ہو (ذرا باتوں بھلا اور شعلوں میں  
 جا کر) لیکن اللہ نے تمہیں اس حالت  
 سے نکال دیا (اور زندگی و کامرانی کے میدانوں  
 میں بھیجا دیا) اللہ دین طرے دینی کا فرما سون کی  
 نشانیوں واضح کر دیتا ہے تاکہ تم (منزل مقصود) کی  
 راہ پاؤ!

اور دیکھو! ضروری ہے کہ تم میں ایک  
 جماعت ایسی ہو جو بھلائی کی باتوں کی طرف دعوت  
 دے دے اور دے۔ وہ نیکی کا حکم دے اور برائی سے  
 روکے۔ اور بلاشبہ یہی لوگ ہیں جو

اور دیکھو! اُن لوگوں کی سی چال نہ چلنا جو (خدا ایک ہی دین پر جمع رہنے  
 کا جگہ) الگ الگ ہو گئے، اور باوجودیکہ (کتاب اللہ کی) روشن دلیلین اُن کے سامنے آ چکی  
 تھیں، لیکن پھر بھی باہم گمراہ ہو گئے۔ اختلافات میں پڑ گئے۔ یقیناً کرو یہی لوگ  
 ہیں جنہیں یہ (کا میاں حاصل کرنے والے) عذاب دردناک ہے!

وہ (آنے والا) دن کہ کئے ہی چہرے اُس دن ~~جہاں~~ چک اٹھیں، اور کئے ہی چہرے  
 سیاہ پڑ جائیں گے (یعنی کئے ہی چہرے خوش نصیب ہو گئے جس نے کا میاں حاصل کیا ہوگا، اور کئے ہی  
 بہ نصیب ہو گئے جس نے حسرت و نامرادی کی سیاہ حالی ہوئی) جو جن لوگوں کے چہرے (حسرت  
 و نامرادی سے) سیاہ پڑ جائیں گے، اُن سے اُس دن کہا جائیگا۔ تم نے ایمان کے بعد پھر کفر کیا،  
 اختیار کیا، توجہ الٹا رکھی کہ راہ اختیار کر لی تھی۔ توجہی کچھ تمہاری فکر نہ رہی تھی اب  
 اُن کے پاؤں میں عذاب کا فرہ چکھ لو! اور جن لوگوں کے چہرے (کا میاں حاصل کرنے والوں سے)  
 چمک رہے ہو گئے، سو وہ اللہ کی رحمت کے سارے میں ہو گئے۔ ہمیشہ رحمت الہی میں رہنے والے!  
 (اے سنو!) یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم تمہیں ~~خبر~~ خبریں دیتے ہیں، اور حقیقت سن رہے ہیں،

~~سو دور یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا تمام دنیا کو دیکھ کر اور دنیا تمام دنیا کو دیکھ کر~~  
 دور یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا تمام دنیا پر ظلم کرنا چاہے ~~اور دنیا خدا کو دیکھ کر~~  
~~مکر کرے تو (یعنی یہ بیش آنے والا عذاب و ثواب ظلم ہے جس کا تقہر کھینچا گیا ہے، ظلم نہیں~~  
 ہے بلکہ رحمت و عدالت کا لازمہ نتیجہ ہے۔







لیکن یہ تو وہ کبھی نہیں کرتا کہ جو لوگ بیمار ہو جائیں، ان سے ڈرنے اور نفرت کرنے لگے، یا لوگوں سے کہے کہ درد اور نفرت کرو؟ اتنا ہی نہیں، بلکہ اُس کی توبہ اور شفقت کا مرکز بیمار ~~بیمار~~ ہی کا وجود ہوتا ہے۔ حوائج جتنا زیادہ بیمار ہوگا، اتنا ہی زیادہ اُس کی توبہ اور شفقت حاصل کرے گا۔ سستی ہو جائیگا!

یہ جس طرح جسم کا طبیب بیمار ہونے کی نفرت لیکن بیمار کی شفقت وہ ہمدردی کی تلقین کرتا ہے، ٹھیک لاپی طرح روح و دل کے طبیب بھی گناہوں کی نفرت لیکن گناہگاروں کیلئے سرتا پا رحمت و شفقت کا بیج ہوتے ہیں۔ یقیناً وہ چاہتے ہیں کہ گناہوں سے (جو روح و دل کی بیماریاں ہیں) ~~حیثیت نفرت~~ ہم میں دہشت و نفرت پیدا کر دیں، لیکن گناہوں سے گناہگاروں کو بے ہوش کر دیں، اور یہی وہ نازک مقام ہے جہاں ہمیشہ بیرون مذاہب نے ٹھوکر کھائی ہے۔ مذاہب نے جاکے دیکھا کہ اُنہیں بُرائی سے نفرت کرنا ~~سخت~~ لیکن ~~گناہگاروں~~ سے نفرت کرنے کی حکمت ان ان لوگوں سے نفرت کرنا سیکھ لیا جنہیں وہ اپنے خیال میں بُرائی کا مجرم تصور کرتے ہیں!

حضرت مسیح کی تعلیم سرتا سراسر اسی حقیقت کی دعوت تھی۔ گناہوں سے نفرت کرو مگر ان ان لوگوں سے نفرت نہ کرو جو گناہوں میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اگر ایک دن نیکو گارے تو اگلے معنی یہ ہیں کہ اُسکے روح و دل کی تندرستی باشرہ نے رہی۔ لیکن اگر اُس بدبخت نے اپنی تندرستی ضائع کر دی ہے تو تم اُس سے نفرت کیوں کرو؟ وہ تو تندرستی کھو کر اور زیادہ تمہارے رحم و شفقت کا مستحق ہو گیا ہے۔ تم اپنے بیمار بھائی کی تیمارداری کر دے، یا اسے جلا دے، حوالے کر دو گے؟ ~~بچتے ہوئے~~؟ وہ موقع بیمارِ دردِ جگر کی تفصیل میں نیٹ لوقا تازہ پانے کے







اسرفوا علی انفسکم (۵۷: ۳۹) اُنتم اضللتُم عبادی (۱۸: ۲۵) وقلیل من عبادی الشکور (۱۲: ۳۷)

~~حضرت امام جعفر صادق (علیہ السلام) واجدادہ الصلوٰۃ والسلام نے سورہ زمر کی آیہ رحمت (نعم فی~~

~~یاعبادی الذین) اسرفوا علی انفسکم (الخ) کی تفسیر کرتے ہوئے کیا خوب فرمایا ہے اس کی مثال مکمل ایسی~~

جسے ایک باب ~~میں رحمت~~ <sup>جوش</sup> ~~میں رحمت~~ دینے لگے کو بکارتا ہے تو خصوصیت کے ساتھ

دینے رشتہ پوری پر زور دیتا ہے "اے میرے بیٹے اے میرے فرزند اے" حضرت امام جعفر صادق (علیہ

صلی آتائے واجدادہ الصلوٰۃ والسلام) نے سورہ زمر کی آیہ رحمت کی تفسیر کرتے ہوئے کیا خوب فرمایا

ہے "اگر تم اپنی اولاد کے ساتھ ~~جو کہ تم کو اپنی طرف نسبت دیکر مخاطب کرتے ہیں~~ تو وہ نے خوف و خطر  
سمجھ جائے گا کہ تم انہیں ~~جو کہ تم کو اپنی طرف نسبت دیکر مخاطب کرتے ہیں~~ اگر غصہ نہ ہو تو اس طرح نہ  
ہر طرف دور نے لگے ہیں " ~~یوں کہ اگر تم غصہ نہ ہو تو اس طرح نہ~~  
بکارتا ہے۔

~~تو ان میں خدا کے لکھنے سے زیادہ موقعوں پر میں عبادی ہمارے طرف~~  
~~نسبت دے رہا ہے اور سخت سے سخت گناہگاروں کو بھی یا عبادی کہنا دیتا ہے۔~~  
~~کہا اس بڑھکر بھی کہ ایک رحمت و آمرزش کا کوئی پیام ہو سکتا ہے؟~~  
~~پھر کفر کرنے والے کو رحمت کی جگہ دے کر غصہ کا تصور دینے دل میں لائیں؟~~

صحیح مسلم کہ حدیث صحیح مسلم کی حدیث کا مطلب کہ طرح واضح ہو جاتا ہے جب

۴۹) ہم اس روشنی میں اس کا مدعا لے رہے ہیں :

والدی نفسی بیدہ "لوم تذبوا" لذیذ اللہ  
بکم ولما یقوم کفریذنبون فیستغفرون لہ  
(مسلم بن ابی حریزہ رضی اللہ عنہ)  
اس دلت کی قسم جسے اللہ میں بری جان ہے اگر تم لوگوں سے  
گناہ بائیں سرزد نہ ہو تو خدا تمہیں زمین سے ہٹا دے  
اور تمہارا جگہ ایک دوسری قوم بیدار کرے جس کا شہوہ  
یہ ہو کہ گناہوں میں مبتلا ہوں اور خدا کے آگے طلب مغفرت  
کا سر جھکائیں !

لہ وایضاً عن انس قال قال صلعم "والدی نفسی بیدہ" لوما خطتم قلی تملأ ذلک ما من السماء والارض ثم استغفرتم اللہ  
یفقرکم - والدی نفسی بیدہ "لوما تخطئون" لجاہ اللہ یقوم یخطئون ثم یستغفرون فیغفرکم - اخرجه احمد وابویعلی باسناد  
رجاہ ثقات - وعن ابن عمر مرفوعاً "لوما تذبوا" یخلق اللہ علی ذنوبکم ثم یغفرکم - اخرجه احمد واسرار ورجالہ ثقات  
واخرجه البزار من حدیث ابی سعید نحو حدیث ابی حریزہ فی الصحیح وفی اسنادہ یحیی بن بکر وہ یضعیف۔



فداۓ شہود رحمت کہ در بایں بیار

بغیر خواہی رنزدن مادہ نوش آمار

پس فراغتِ حق سبح (علیہ السلام) کی تعلیم میں اور قرآن کی تعلیم میں اصلاً کوئی اختلاف

نہیں ہے۔ دونوں کا معیارِ احکام ایک ہی ہے۔ فرق صرف (تفصیل) عملِ بیان اور سیرۃِ بیان کا ہے

حق سبح نے صرف اخلاق اور تزکیۂ قلب پر زور دیا، کیونکہ شریعتِ موسیٰ موجود تھی اور وہ

اس کا ایک نقطہ بھی بدنہ نہیں جانتے تھے۔ لیکن قرآن کو اخلاق اور قانون، دونوں کے احکام

بہ یک وقت بیان کرنے آئے، اے قدرتِ حورِ برزخ، سیرۃِ بیان اب اختیار کیا جو مجازات

و مشابہات کی جگہ احکام و قوانین لکھا، صاف صاف حجتاً سیرۃِ بیان تھا۔ اس نے

اس جوہرِ نبی اور سزا دینے کا اعتبار ~~اس تعلیم میں~~ سے بغیر و در زور دیا، اور اسے کئی

و فضیلت کی اصل قرار دیا۔ ~~یہ سیرۃ~~ ساتھ ہی بدلہ لینے اور سزا دینے کا دروازہ بھی کھلا رکھا۔  
کہ ناگزیر حالتوں میں اس کے غیر جارہ نہیں۔ لیکن ثباتِ قطعی اور واضح لفظوں میں بار بار  
~~کیجئے ثباتِ قطعی اور کچھ لفظوں میں بدل دیا کہ اس میں کچھ طرح کی بھی زیادتی نہیں ہے۔~~

~~یہ~~ کہہ دیا کہ بدلہ اور سزا میں کسی طرح کی ناراضی اور زیادتی نہیں ہونی چاہیے۔ یقیناً

دنیا کے تمام نبیوں اور شریعتوں کے احکام کا ماحول یہی ہے تین اصول ہیں:

و جزاء سستہ سستہ تسلّا تمنن فقا واصلاح	اور (دیکھو) برائی کیلئے <del>سزا</del> بدلہ ہے۔ سستہ سستہ دینا ہی
قاجرہ علی راسد زبہ عیب انظارین۔ و لمن	اور آئنا ہی، جیسے کچھ برائی کی گئی ہو۔ لیکن جو
و نہ ضرر بعد ظلم فادسک ما علم من سبیل۔ و لما	جو کوئی جُست اور بگاڑنے کی جگہ سوار ہے تو (یقیناً کرو) اس کا رخصت کا فائدہ ہے، <del>یہ</del>
السبیل علی الذی یظلمون و ان س و یغفون	<del>یہ سبیل</del> سبیل کا ثواب <del>رشد کے طور پر احکام</del> بلا ختم
فی الارض یغفر لکن۔ اولسک کم عذاب اسم و لمن	رشد ان لوگوں کو دوست نہیں رکھتا جو زیادتی کرنے
کبیر و غفر ان ذلک لمن عزم الانور <del>و</del>	وارے ہیں۔ اور جس کسی کا طرزِ عمل اب ہو کہ اس پر ظلم

کوئی الزام نہیں۔ الزام ان لوگوں کیلئے ہے جو ان لوگوں کے خلاف برائی سے روکنا چاہتے ہیں۔



ہوئے ہیں۔ یقیناً ہی لوگ ہیں جو عذاب الیم کے مستحق ہیں۔  
~~لیکن یہ لوگ جو کہ اس میں جو کوئی بدلہ لے لیں~~  
 کی جگہ ~~یہ لوگ~~ برادرشٹ کر جائے اور بخیریت  
 تو یقیناً یہ رُہ ہی دونوں عرصہ کی بات ہے ا

~~حضرت مسیح (علیہ السلام) نے عار و رُکھ ہے کہ میں تورات ملعونہ کرنے نہیں بلکہ اسے~~

~~جورا کرنے آیا ہوں۔ اس پر پورا کرنے کا مطلب کیا تھا؟ یہ تھا کہ قانون کا ہر~~

~~دھار کی گزر رہا تھا لیکن یہ تھا ہر گز نہیں کچھ عود مند نہیں ہو سکتی اور اس کا نام~~

~~کہ گزرا ہو۔ یہودیوں کا باطنی اور ظاہری حالت یہ تھی کہ کوئی خوب یا بریں رہی تھی لیکن~~

~~حرف شریف کے تو نہیں~~

آداب میں یہ غور کرو، اگرچہ ابتدا میں صاف صاف کہہ دیا تھا کہ ”فمن

عفا واصحح فاحرہ علی اللہ“ اور پھر غفور و درگزر رکھیے دینا کہہ دیا کا فرق تھا لیکن آخر میں پھر

دوبارہ اس پر زور دیا ﴿وَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ﴾ ان ذلک لمن عازم الاثوار“ یہ تکرار اور تکرار  
 یہ تکرار اس لیے ہے کہ غفور و درگزر کی رحمت واضح ہو جائے۔ <sup>یعنی یہ حقیقت اچھی طرح آشکارا ہو جائے کہ اگرچہ</sup>  
~~کہ صاف مطلب یہ ہے کہ غفور و درگزر کی رحمت واضح ہو جائے۔ اور غفور و درگزر~~

بدلے اور سزا کا دروازہ کھلا رکھا گیا ہے لیکن یہ حال میں ~~جو پہلی وضاحت کا وہ~~

~~غفور و درگزر کا راہ ہے صلیب صلیب یہ حال میں ترحیم و نصیحت اور کی پہلی وضاحت~~

کی راہ غفور و درگزر ہی کا راہ ہے !

بیت مکن ہے بعض طبعیتس یاں ایک خدشہ محسوس کریں۔ اگر فراموشیت قرآن

کے احکام کے تمام تعلیم کا اصل اصول رحمت ہے تو پھر اس نے اپنے مخالفوں کی نسبت <sup>جائے</sup> ~~بعض~~ <sup>جائے</sup> ~~بعض~~ کیا ہے

زجر و توبیخ کا سخت پیرایہ کیوں اختیار کیا ؟ اس کا <sup>جواب</sup> ~~نقص~~ <sup>نقص</sup> تو اپنے عمل میں آگیا لیکن

شمیل بحث کیے فروغ ہے کہ یاں مختصراً اشارہ کر دیا جائے۔ بلاشبہ قرآن میں ایسے مقامات موجود ہیں



جہاں اس نے خافین کیے شدت و غفلت کا اظہار کیا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کن خافین کیے؟ ان خافین کیے

جسکی خافت محض اختلافِ فکر و اعتقاد کی خافت تھی؟ یا جسکی خافت جو معاندانہ اور جارحانہ نوعیت رکھتی تھی؟

نہیں! یہیں اس کا قطعاً انکار ہے۔ ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ تمام قرآن میں یہی خافت

بھی شدت و غفلت کا ایک لفظ بھی نہیں ملتا جو اس طرح کے خافین کیے استعمال کیا ہو۔ اس نے

جہاں اس نے بھی خافت کے ساتھ خافین کا ذکر کیا ہے، خافین کا ذکر کرتے ہوئے کسی کا اظہار کیا ہے، اس کا

تمام تر تعلق ان خافین سے ہے جسکی خافت محض اختلافِ فکر و اعتقاد کا تھا نہ کہ

خافت نہ تھی بلکہ بغض و عناد اور ظلم و شرارت کی جارحانہ معاندت تھی اور ظاہر ہے کہ اصلاح و تادیب

کی کوئی تعلیم ہی اس صورتِ حال سے گریز نہیں کر سکتی۔ مکمل میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح بھی ایسے مخالفین

کو جانب کے پتو اور ڈالوؤں کا جھکا کر بغیر نہ دیکھے۔ اگر ایسے خافین کے ساتھ بغیر شفقت

صرار لے کر قرآن نے "کفر" کا لفظ انکار کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ انکار دو طرح کا ہوتا ہے۔

انکار بھی اور انکار جارحانہ۔ دوسری قسم کو طغیان نے کفر محمود سے تعبیر کیا ہے۔

(بلاشبہ یہ رحمت کا سلوک ہوگا، مگر ان نیت کیے نہیں ہوگا۔ ظلم و شرارت کیے ہوگا، مگر وہ ملحوظ رکھی جائے) تو (بلاشبہ یہ ظلم و فساد کی رحمت ہوگا، یہ ان نیت کیے رحمت سے نہیں ہوگا بلکہ

ظلم و فساد کی رحمت ہوگا) اور یقیناً (رحمت کا معیار یہ نہیں ہونا چاہیے کہ وہ ظلم و فساد  
ابھی خندہ مخون کے بعد تھیں معلوم ہوتا کہ قرآن نے صفات اسی میں رحمت کے ساتھ یہ بتا دیا ہے  
کی پرورش کرے۔) اگر ہم دیکھیں کہ ایک ظالم کی عوارِ ظلم کی گردن پر ہے تو پھر یہ رحم دل کا

یہ کہ ظلم کے ساتھ نرمی و شفقت کا ترناؤ کرو، یا ظالم کے ساتھ بے عدالتی کو بھی اسکی جگہ دی ہے،

اور سورہ فاتحہ میں ربوبیت اور رحمت کے بعد عدالت بھی صفت جلوہ گر ہوئی ہے۔ یہ اکیلا

ہے کہ وہ رحمت سے عدالت کو الگ کر دیا ہے۔ رحمت کو رحمت نہیں کرتا بلکہ اسے رحمت عین رحمت کا اعتضا قرار دیتا ہے۔

وہ تمام تم ان نیت کے ساتھ رحم و محبت کا ترناؤ کرو کہ اگر ظلم و شرارت کیے تم میں نہیں ہیں۔  
نہیں کرتے



انجیل میں ہم دیکھتے ہیں کہ صفتِ مسح بھی اپنے غلاموں کو سائب کے بجو اور ڈاکوؤں کا مجمع کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

قرآن نے "کفر" کا لفظ انکار کے معنی میں استعمال کیا ہے اور انکار دو طرح کا ہوتا ہے۔  
ایک یہ کہ انکارِ محض ہو، ایک یہ کہ جارحانہ ہو۔

~~انکارِ محض اور انکارِ جارحانہ۔ انکارِ محض سے مقصود یہ ہے کہ ایک شخص تمہاری تعلیم قبول نہیں کرتا۔~~

ایسے کہ اسکی سمجھ میں نہیں آتی یا ایسے کہ اس میں طلبِ حادق نہیں ہے یا ایسے کہ وہ جوارہ وہ

جیل رہے گا اسی پر قانع ہے۔ ~~یہ سب ایسے کہ اپنے کو بہر حال کچھ کوی وجہ ہو، لیکن وہ تم سے~~

تفوق نہیں ہے۔ لیکن ~~یہ سب جارحانہ~~ <sup>انکار</sup> مقصود وہ حالت ہے جو صرف اتنے ہی یرقاعت

نہیں کرتی، بلکہ اس میں تمہارے خلاف ایک طرح کی کد اور ضد پیدا ہو جاتی ہے اور پھر یہ ضد بڑھتے

بڑھتے بغض و عناد اور ظلم و شرارت کی سخت سے سخت صورتیں اختیار کرتی ہے۔ اس طرح کا

مخالف صرف یہ نہیں رہتا کہ تم سے اختلاف رکھتا ہے، بلکہ اس کی اندر مٹا دینے کے لیے بغض و عناد کا ایک

غیر محدود جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ ~~یہ سب~~ <sup>اور زندگی کی</sup> وہ اپنی زندگی کی ساری قوتوں کے ساتھ تمہاری بربادی کے لیے

وہلاکت کے درپے ہو جاتا ہے۔ ~~یہ سب~~ <sup>یہ سب</sup> تم کو کسی ہی اچھی بات کہو، وہ تمہیں جھٹلایا کرتا ہے، تم کو کسی

اچھا سلوک کرو، وہ تمہیں اذیت پہنچاتا ہے۔ تم اگر کہو، "میری ساری دنیا سے پیڑھے" تو وہ کہے

"میری ساری دنیا سے پیڑھے نہیں۔" تم اگر کہو، "میرا دھنڑ سے مٹا دینا چاہیے" تو وہ کہے

~~یہ سب~~ <sup>یہ سب</sup> کہ کڑواہٹ ہی میں دنیا کی سب سے بڑی لذت ہے۔ ~~یہ سب~~ <sup>یہ سب</sup>

کہے، "نہیں، کڑواہٹ ہی میں دنیا کی سب سے بڑی لذت ہے۔" ~~یہ سب~~ <sup>یہ سب</sup> اسکی حالت کو فکری  
ہی حالت ہے جسے قرآن ان کی فکری بصیرت کے غفلت نے بغیر رکھا ہے، اور وہی نوعیت کے غمازین ہیں  
وہ ان کی فکری صلاحیت کے ہیں وہ دنیا کی حالت ہے جس میں یہ غمازین نے

ہیں ~~یہ سب~~ <sup>یہ سب</sup> کہنے کے لیے اس کے تمام زواجر و قوارع ~~یہ سب~~ <sup>یہ سب</sup> ظہور میں آئے ہیں:

لحمِ طلب ~~یہ سب~~ <sup>نفعیہ</sup> با <sup>نفعیہ</sup> ولحمِ رین <sup>نفعیہ</sup> یا <sup>نفعیہ</sup> سبھون <sup>نفعیہ</sup>۔ اُن کے پس دل ہیں، مگر وہ نہیں آگے ہیں



وَلَمْ يَأْذَنْ لَّيَسْعُونَ بِهِ أَوْسُكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ  
 أَفْضَلُ - أَوْسُكَ هُمْ الْخَافِلُونَ ! (١٤٨ : ١٤٩)  
 آکھن ہیں مگر دیکھتے نہیں - آکھن یاں کان ہیں  
 مگر نہتے نہیں - آکھن حالت ایسی ہے  
 جسے چارپائے ہوئے ہیں - نہیں بلکہ چارپایوں  
 سے بھی زیادہ لمبے ہوتے - بلاشبہ یہ لوگ  
 ہیں جو غفلت میں ڈوب گئے ہیں !

مفسرین اسی دوسری حالت کو "کفر جہود" سے تعبیر کرتے ہیں -

دنیا میں جب کبھی سچائی کی کوئی دعوت نکلتی ہے تو کچھ لوگوں نے اسے قبول کر لیا ہے، کچھ  
 نے انکار کر لیا ہے، لیکن کچھ لوگ ایسے ہوئے ہیں جنہوں نے اسے خلاف طغیان و مجرور و ظلم و شرارت کی جہا  
 سندہ کر لیا ہے - قرآن کا جب ظہور ہوا تو اس نے بھی یہ تینوں جماعتیں اپنے سامنے پائیں - اس نے  
 پہلی جماعت کو اپنی آغوش تربیت میں لے لیا، دوسری کو دعوت و تذکر کا مخاطب بنایا، مگر

تیسری کے ظلم و طغیان پر اسے حسبِ حالت و ضرورت زجر و توبیخ کی - اگر ایسے گروہ کیے بھی اس کے

لب و لہم کی سختی "رحمت" کے خلاف ہے تو بلاشبہ اس معنی میں قرآن رحمت کا معروف

نہیں، اور یقیناً اس ترازو سے اس کی رحمت تول <sup>نہیں</sup> جا سکتی - <sup>تم بار بار سن چکے ہو کہ</sup> پورے دین حق کے معنوی قوانین کو

کائناتِ فطرت کے عام قوانین سے الگ <sup>نہیں</sup> قرار دیتا، بلکہ اسی کا ایک گوشہ قرار دیتا

ہے - فطرتِ کائنات کا اپنے فعل و ظہور کے ہر گوشے میں <sup>یہ حال ہے کہ</sup> ~~وہ سرتا سر رحمت ہے~~

کیا حال ہے؟ یہ حال ہے کہ وہ اگرچہ سرتا سر رحمت ہے، لیکن رحمت کی بخشش کے ساتھ عدالت کی خزاؤں <sup>اور نافع و غیر نافع کا امتیاز بھی رکھتی ہے</sup>

لیکن رحمت کے ساتھ عدالت اور بخشش کے ساتھ خزاؤں کا قانون بھی رکھتی ہے - پس قرآن کیا ہے؟

میں فطرت سے زیادہ کچھ نہیں دے سکتا - <sup>تمہاری</sup> مگر جس فرعونہ رحمت سے فطرت کا خزانہ خالی ہے

یقیناً تمہیں میرے آستین و دان میں نہیں مل سکتی !

~~خزانہ رحمت~~ فطرتِ اللہ اتی فطرت اس <sup>اللہ کی فطرت</sup> جس پر اللہ نے ان ن



علیہا 'لا تبدل خلق اللہ' ذالک الدین القیم  
 کو سبایا ہے - اللہ کی بناوٹ میں کبھی تبدیلی  
 نہیں ہو سکتی - یہی (اللہ کی ٹہرائی) فطرت (یعنی)  
 سچا اور ٹھیک ٹھیک دین ہے، لیکن ~~یہ جو~~  
 اکثر ان ن ایسے ہیں جو اس حقیقت سے بے خبر ہیں!

قرآن کے تمام تفاسیر ~~جو اس نے خانیقین کے ساتھ ذکر کی ہیں~~ ہرگز نظر ڈالنا

جائے اور اس سنی کے ساتھ خانیقین کا ذکر ہے ~~اور یہ اصل میں نظر ڈالنا~~ تو بہ یک نظر حقیقت

واضح ہو جائیگی - سورہ انفال کے مقدمہ میں ہم قرآن کے احکام جنگ پر نظر ڈالیں گے - ~~لہذا میں ان~~

تفاسیر پر کھڑے طور اس بحث کے مقدمہ کے ~~یہ ہیں جو نظر ڈالنا چاہئے~~

اور اس سلسلہ میں بحث کے اس سلسلہ پر بھی مرید روشنی پڑ جائیگی -



## (۵) مالک یوم الدین

— x —

ربوبیت اور رحمت کے بعد جس صفت کا ذکر کیا گیا ہے، وہ عدالت ہے، اور اس کی مالک

یوم الدین کی تعبیر اختیار کی گئی ہے۔

”دین“ کے معنی عرب میں بدلہ اور مکافات کے ہیں۔ خورہ اچھائی کا بدلہ ہو

الدین

خورہ برائی کا خ

ستعلم بلی ای دین تداست

ورکی غریم فی التقاضی غریمھا

یہ ”مالک یوم الدین“ کے معنی ہوں، وہ جو خزاؤ سزا کے دن کا مالک حکمران ہے۔ یعنی روز قیامت کا۔

اس سلسلہ میں کئی مانتیں قابل غور ہیں :

اولاً ”قرآن نے نہ صرف اس موقع پر بلکہ <sup>عام طور پر</sup> ~~مختلف مقامات پر~~ خزاؤ سزا کیے ”الدین“

کا لفظ اختیار کیا ہے، اور اسی لیے وہ قیامت کو عموماً یوم الدین کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ یہ تعبیر

ایسے اختیار کی گئی کہ خزاؤ سزا کے بارے میں جو اعتقاد پیدا کرنا چاہتا تھا، اُس نے اسے ہی

تعبیر سے زیادہ موزوں ~~تعبیر~~ اور واقعی تعبیر ~~کے~~ <sup>کے</sup> ہی۔ وہ ~~حال~~ خزاؤ سزا کو اعمال ~~کے~~ <sup>کے</sup>

~~مکافات کے طور پر~~ کا قدرتی نتیجہ اور مکافات قرار دیتا ہے۔

نزول قرآن کے وقت <sup>میں</sup> تمام بیرونی مذاہب کا عالمگیر اعتقاد یہ تھا کہ خزاؤ سزا محض

خدا کی خوشنودی اور اُس کے قہر و غضب کا نتیجہ <sup>ہی</sup> ہے۔ اعلیٰ کے نتائج کو اس میں کوئی دخل نہیں۔

اٹوہیت اور شائستہ کا تشابہ، تمام مذہبی تصورات کی طرح، اس معاملہ میں بھی گمراہی فکر کا موجب ہوا تھا۔

لوگ دیکھتے تھے کہ ~~ایک~~ ایک ملحق انسان یا دشمن ~~کو~~ کبھی خوش ہو کر انعام دیا جائے گا ہے، کبھی گمراہ



سزائیں دینے لگتا ہے، ایسے خیال کرتے تھے کہ خدا کا بھی ایسا حال ہے۔ وہ کبھی ہم سے خوش ہوتا ہے۔ کبھی ہراس غلط و غضب میں آ جاتا ہے۔ طرح طرح کی قربانیوں اور چڑھاؤں کی رسم اس اعتقاد سے پڑی تھی۔ لوگ دیوتاؤں کا خوش غضب ٹھنڈا کرنے کیلئے قربانیاں کرتے، اور انکی نظراتِ انتقام حاصل کرنے کیلئے مذریں چڑھاتے۔

یہودیوں اور عیسائیوں کا عام تصور بلاشبہ دیوبانی تصورات سے ~~بہت~~ بند ہو گیا تھا، لیکن یہاں تک رس کا معاملہ کا تعلق ہے، اس کے تصور نے بھی کوئی وسیع تر قرینہ کی تھی۔ یہودی مت سے دیوتاؤں کے کلمہ خاندانِ اسرائیل کے ایک خدا کو مانتے تھے، لیکن چرانے دیوتاؤں کی طرح یہ خدا بھی شاہی اور مطلق العنانی کا خدا تھا۔ وہ کبھی خوش ہو کر انہیں اپنی جہتی قوم بنالیا۔ کبھی جوشِ انتقام میں آکر برابری و ملائکت کے حوالہ کر دیتا۔ عیسائیوں کا اعتقاد تھا کہ آدم کے گناہ کی وجہ سے اسکی پوری نسل غضوب ہو گئی۔ اور جب تک خدا نے اپنی صفیتِ اہلیت کو بشعِ مسیح قربان نہیں کر دیا، اس کے نکل گناہ اور ~~مضو~~ غضوبیت کا کفارہ نہ ہوگا!

لیکن قرآن نے حزاؤ سزا کا اعتقاد ایک دوسری ہی شکل و نوعیت میں پیش کیا ہے۔ وہ اسے خدا کا کوئی ایسا فعل نہیں قرار دیتا جو کائناتِ خلقت کے عام قوانین و نظام سے الگ ہو، بلکہ اُسی کا ایک ~~لحم~~ قدری گوشہ قرار دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے، کائناتِ ہستی کا عالمِ قانون یہ ہے کہ ہر حالت کا کوئی نہ کوئی اثر رکھتی ہے، اور ہر چیز کا کوئی نہ کوئی خاصہ ہے۔ لیکن نہیں، یہاں کوئی شے اپنا وجود رکھتی ہو اور اثرات و نتائج کے سلسلہ سے باہر ہو۔ یہیں ص طرح خدا نے اجسام و مواد میں خواص و نتائج رکھے ہیں، اُسی طرح اعمال <sup>انہیں</sup> بھی خواص و نتائج ہیں، اور <sup>قدرتی</sup> جس طرح جسم ان کی کے انفعالات ہیں، اُسی طرح روح ان کی کیے بھی قدرتی انفعالات ہیں۔



جسمانی موثرات جسم پر مرتب ہوتے ہیں، معنوی موثرات سے روح متاثر ہوتی ہے۔ ایمان اعمال کے یہی

اللہ قوری خواص و شائع میں جنہیں خزانہ وسرا سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اچھے عمل کا نتیجہ اچھائی ہے اور

92

یہ ثواب ہے۔ برے عمل کا نتیجہ بُرائی ہے اور یہ عذاب ہے۔ ثواب اور عذاب کے ان

اثرات کی نوعیت کیا ہوگی؟ وحی الہی نے ہمارے فہم و استعداد کے مطابق اُس کا نقشہ کھینچا ہے۔

وہ اس نقشہ میں ایک مرقع بہشت کا ہے۔ ایک دوزخ کا۔ بہشت کے ناعلم اُن کیسے ہیں جنکے

اعمال بہشتی ہو گئے۔ دوزخ کے عقوبتیں اُنکے لیے ہیں جنکے اعمال دوزخی ہو گئے۔

~~اصحاب النار و اصحاب الجنة، اصحاب الجنة هم الفائزون! (۵۹: ۲۱)~~

~~وہ نجات پانے والے ہوں گے~~

لا یتوی اصحاب النار و اصحاب الجنة،

ارباب جنت اور ارباب دوزخ کا حکم ایک

ہے (اپنے اعمال و نتائج میں) یکساں ہیں

ہو سکتے۔ کامیاب ان ن وہی ہیں جو

ارباب جنت ہیں!

اصحاب الجنة هم الفائزون! (۵۹: ۲۱)

وہ نجات پانے والے ہوں گے، تم دیکھتے ہو کہ فطرت ہر گوشہ وجود میں اپنا قانونِ مکافات رکھتی ہے۔ مکن نہیں

کہ اس میں تغیر یا تبدل ہو۔ فطرت نے آگ میں یہ خاصہ رکھ دیا ہے کہ جلنے سے وہ بجھ کر نہیں

اب سوزش و پیش فطرت کی وہ مکافات ہو گئی جو ہر اس ان کیسے ہے جو آگ کے شعلوں میں

گم تھ ڈال دیا۔ مکن نہیں کہ تم آگ میں کودو اور اس فعل کے مکافات سے بچ جاؤ۔

پانی کا خاصہ ٹھنڈک اور رطوبت ہے۔ بے ٹھنڈک اور رطوبت وہ مکافات ہے

جو فطرت نے پانی میں درجیت کر دی ہے۔ اب مکن نہیں کہ تم دریا میں اترو،

اور اس مکافات سے بچ جاؤ۔ پھر جو فطرت کائنات میں ہستی کی ہر چیز اور ہر حالت میں مکافات

رکھتی ہے، کیونکر مکن ہے کہ ان کے اعمال کیسے مکافات نہ رکھے؟ یہی مکافات خزانہ وسرا ہے

حکلی وحی الہی خبر دیتی ہے۔



آگ جلاتی ہے، پانی ٹھنڈک پیدا کرتا ہے، سنگھیا کھانے سے موت، دودھ سے طاقت،

اور کونین ~~بنا کر رکھ دیتا ہے~~ سے بخار مرک جاتا ہے۔ جب اشیاء کے ان تمام مکافات پر تمہیں تعجب نہیں ہوتا کیونکہ یہ تمہاری روزانہ زندگی کی یقینیات ہیں، تو پھر تمہیں اعمال کے مکافات پر کیوں تعجب ہوتا ہے؟ افسوس تم پر تم اپنے فیصلوں میں کیسے ناہموار ہو!

تم گیسوں بولتے ہو، اور تمہارے دل میں کبھی یہ خدشہ نہیں گزرتا کہ گیسوں بیدا نہیں ہوتا۔ اگر قوی تم سے کہے، ممکن ہے کہ گیسوں کا ٹکڑا جوار پیدا ہو جائے تو تم اسے باطل سمجھو گے۔ کیوں؟ اس لیے کہ فطرت کے قانونِ مکافات کا یقین تمہاری طبیعت میں ~~موجود~~ راسخ ہو گیا ہے۔ تمہارے دماغ و جان میں یہ نظر نہیں گزر سکتا کہ فطرت گیسوں کیلئے اس کے بدلے میں جوار دیدہ گی۔ اتنا ہی نہیں، بلکہ تم یہ بھی نہیں مان سکتے کہ اچھے قسم کا گیسوں بلکہ بُرے قسم کا گیسوں دیدہ گی۔ تم جانتے ہو کہ کہ وہ بدلے دینے (قطعی اور شد و شبہ سے بالاتر ہے)۔ پھر مثلاً وہ جو فطرت گیسوں کے بدلے گیسوں (جوار) کے بدلے جوار دے رہی ہے، کیونکر ممکن ہے کہ اچھے عمل کے بدلے اچھا ~~پہنچا~~ اور اور بُرے عمل کے بدلے بُرا پہنچے نہ ~~پہنچے~~ رکھتی ہو؟

ام حسب الذین اخرجوا السیات، ان یحکم  
کالذین اسوا وعلوا الصالحات؟ سورہ حیاء  
وہاتھم؟ ساء ما یحکمون! وخلق اللہ سائر  
والارض مائت، ولتبی کل نفس بما کسبت  
وہم لا یظلمون (۲۵: ۲۰)

جو لوگ سرائیاں کرتے ہیں، کیا وہ سمجھتے ہیں کہ انہیں  
ان لوگوں جیسا کر دیئے جو ایمان رکھتے ہیں اور کھنڈ  
اعمال اچھے ہیں؟ دونوں برابر ہو جائیں۔ زندگی  
میں بھی اور موت میں بھی؟ (اگر ان لوگوں کی فہم  
ورائش کا یہی فیصلہ ہے، تو) افسوس انہی فیصلہ بر!  
اور (اب کیونکر ہو سکتا ہے، جبکہ) اللہ نے آسمان  
وزمین بیکار و عث نہیں بنایا، بلکہ حکمت و حکمت  
کے ساتھ بنایا ہے ~~اور~~ اور اس لیے بنا ہوا ہے کہ ہر  
جان کو اس کی کمائی کے مطابق مکافات ملے (اور کوہ  
جہیز ~~میں~~ بغیر بدلے اور نتیجے کے نہ رہے) اور  
ہر مکافات کو (یاد رکھو) یہ مکافات  
محکم عمل کے مطابق ~~ہوگا~~۔ ~~پھر~~ رب نہیں  
یکتا کہ کہہ کر ساتھ کہہ کر دے، بلکہ وہی ~~نہ~~ سو۔



ضابطہ قرآن نے جابجا جزاء سزا کی اس قصہ کی وجہ ہے کہ قرآن نے جزاء سزا کیلئے اللہ  
کا لفظ اختیار کیا ' کیونکہ مکافاتِ عمل کا مفہوم ادا کرنے کیلئے اس سے زیادہ موزوں لفظ ~~نہیں~~ تھا  
اور پھر یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں، رُس نے اچھے بُرے کام کرنے کو جابجا "کب"

کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ ~~مگر اور یہ تعبیر بھی اللہ تعالیٰ کی طرح اس حقیقت کے مطابق ہے کہ قرآن نے~~

"کب" کے ~~معنی~~ عربی میں ٹھٹھ کی دہرائی ہے جو اردو میں کائی کے ~~معنی~~ ہیں۔ یعنی اس کام

جس کے نتیجے سے تم کوئی فائدہ حاصل کرنا چاہو، اگرچہ فائدہ کی جگہ نقصان بھی ہو جائے۔

مطلب یہ ہوا کہ رن ن ~~کب~~ کہیے جزاء اور سزا خود ان ہی کی کائی ہے۔ جیسی

کسی کی کائی ہوگی، ویسی ہی نتیجہ ~~کب~~ پیش آئے گا۔ اگر ایک رن ن نے ~~کب~~ حاصل

~~کب~~ اچھے کام کر کے اچھی کائی کر لی ہے، تو اس کے لیے ~~کب~~ اچھا ہے۔ اگر کسی نے بُرائی کر کے

بُرائی کائی ہے، تو اس کے لیے بُرائی ہے : ۵

کل امریٰ بآکبتِ رہین (۲۱: ۵۲) ہر رن ن رُس نتیجہ کے ساتھ جو اس کی کائی ہے  
موجباتِ بدھا ہوا ہے !

سورہ بقرہ میں ~~کب~~ جزاء سزا کا ~~کب~~ قاعدہ کلیہ بتلادیا :

لھا ما کبت، و علیہا ما الکتبت (۲۸۶: ۲) ہر رن ن کیلئے وہی ہے، جیسی کبھی اُس کی کائی ہوگی۔  
جو کبھی اُسے بانا ہے، وہ بھی اُس کی کائی سے ہے،  
اور جسے اُسے جواب دہ ہونا ہے، وہ بھی اُس کی  
کائی ہی سے ہے۔

اسی طرح قوموں اور جماعتوں کی نسبت بھی ایک ~~کب~~ قاعدہ بتلادیا :

تک امة قد ظلت، یا، ما کبت، و لکم  
ما کبتکم، ولا تسئلون عما کانوا یعملون (۱۳۵: ۲) کاؤ گے۔  
یہ ایک امت تھی جو ظلم کی۔ اُس کے لیے وہ نتیجہ تھا جو  
اُس نے کما یا، اور تمہارے لیے وہ نتیجہ ہے جو تم  
کاؤ گے۔



علاوہ بریں صاف صاف نظروں میں جا بی یہ حقیقت واضح کر رہی کہ آئینِ ربانی اللہ رب العزت علی

کی ترغیب دیتا ہے، بعد عملی ~~کھٹا~~ <sup>طرح سے</sup> درانا ہے، سے روکتا ہے، تو یہ صرف ایسے ہے کہ ان ن

نقصان و ہلاکت ہے اور نجات و سعادت حاصل کرے۔ یہ بات نہیں ہے کہ خدا کا غضب و قہر ہے۔

عذاب دنیا جیسا ہو اور اسی جیسے ہر مہربانی ریاقتوں اور عبادتوں کی ضرورت ہو :

من عمل صالحاً فلنفسه ومن اساء فعليه  
 جس کسی نے نیک کام کیا، تو میرے لیے رحمت ہے اور

جس کے لئے ~~جس کے لئے~~ جو اس کے لئے ہے

وَمَا رُبُّكَ بَظَلَمٌ لِّلْعَبِيدِ (۴۷ : ۴۸)

ایک دور (پارکھو) تمہارا پروردگار اپنے بندوں  
کیسے عالم میں ہے (کہ انہیں اپنے ہر منصب کا نشانہ بنا

ایک مشہور حدیثِ قدسی میں یہ **حقیقت** کہ طرف اشارہ کیا گیا ہے :

یا عبادہ، اورن ادکم و آخرکم وانکم و خلیع کانوا  
اے میرے بندو! اگر صحتِ منافع تم سے وہ سب

پہلے گزر چکے اور وہ بے خوف ہو گیا اور گھر آ گیا اور گھر

انس اور تمام جن اس شخص کی طرف سے پیدا ہوگا

جو ہم میں سے زیادہ متقی ہے، کھو یاد رکھو، اس سے

میرے خداوندی میں کچھ بھی اضافہ نہ ہو سکتا۔ اے

میرے بندو! اگر وہ بے ہوشی کا طعنے لگا رہا ہے

جو پہلے نزل کیا، اور وہ سب جو بعد کو پیدا ہوئے، اور تمام ان

اور تمام جن اس شخص کی طرح بدکار ہو جائے جو ہم میں سے ہے

زیادہ بدکار ہے تو اس پیری خداوندی میں کچھ بھی نقصان

نہ ہوتا۔ اے میرے بندو! اگر وہ جو پہلے زلزلہ اور وہ

سب جو بعد کو پیدا ہوئے، ایک شام پر جمع ہو کر مجمع ہے

سوال کرتے ہیں اور میں ہر ایک کو اسکی منہ مانگی مراد

بخشدن! تو میری رحمت و بخشش کے خزانہ میں اس کے

دیارہ کی ~~جس~~ نہ موت جتنی ~~میں~~

موسیٰ کے ناکے قضا بائی / ~~نیکو عمل~~ جسے اے سیر بندو!

یاد رکھو یہ تمہارے اعمال ہی ہیں جن سے تمہاری زندگی

جنت میں تھا۔ جس میں تھے انصاف اور نگرانی میں

رکھتا ہوں اور میرا بیٹا نے سنا ہے۔ بھروسہ کی بیشی کے تھیں اوس

دیدنیایوں - ~~تھیں~~ جو کون تم میں اچھائی پائے، چاہیے کہ

اللہ کی حمد و ثناء کرے، اور جس کسی کو برائی پیش آئے، تو وہ

کہ خود اپنے چہرہ پر سوا آدھری کو علامت نہ کرے !

یا عبادہ، تون ادکم و آخرکم و انسکم و جنکم کا نوا

علی نقوی قلب رجل واحد منکم، ما زاد من ملک شیا۔ یا

عبارت، چون اوکم و آخرکم و انکم و جنکم کانوا علی الفجر

قلب رجل واحد مسلم، ما نقص ذاك من ملكي شيئا۔

يا عباده لو ان ادلكم وآخركم وانسلم وخنتم تاموا

فی صحید واحد ~~فألونی~~ فأعطیت کل ان من مسئلة

ما نقص ذاك ما عنى الله كما ينقص المحيط إذا دخل

البحر - يا عبادي، انما امرتكم ان تصوموا لي، ثم

اَوْفِيكُمْ رَايَاها، فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَسْمُدْ، وَمَنْ وَجَدَ

يُغْرِزُكَ فَلْيُؤْمِنِ الْإِنْفَ (مسلم عن أبي ذرؓ)



مذہبی  
ہاں یہ خدمت کسی کے دل میں واقع نہ ہو کہ خود قرآن نے بھی توجہ با خدا کی خوشنودی اور نافرمانی

کا ذکر کیا ہے ؟ بلاشبہ کیا ہے ۔ دینا ہی نہیں بلکہ وہ کہتا ہے ان کی نیکی عملی ~~اور~~ کا اعلیٰ درجہ یہی قرار دیتا ہے

ہیچے کہ جو کچھ ~~رے~~ ' عرف اللہ کی خوشنودی ~~کی~~ کیلئے کرے ۔ ~~ہو~~ کوئی قصہ دینے کا نہیں ہے ۔

لیکن ~~خدا~~ خدا کے جس رضا و غضب کا اثبات کرتا ہے ' وہ خراؤ سزاؤ کی علت نہیں ہے بلکہ خراؤ سزا کا

قدرتی نتیجہ ہے ۔ " یعنی وہ یہ نہیں کہتا کہ خراؤ سزا محض خدا کی خوشنودی اور نافرمانی ~~کی~~ کا نتیجہ ہے ۔

ہاں نیکی و بد اعمال کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ وہ کہتا ہے ' خراؤ سزا تمام تر ان کے ~~خدا~~ بد اعمال کا نتیجہ ہے

~~اور~~ خدا نیکی عمل سے خوشنود ہوتا ہے ۔ بد عملی نا پسند کرتا ہے ۔ جو ان کی نیکی عمل کو ~~کرتا~~

خدا کی خوشنودی ~~کی~~ حاصل ہوگی جو بد عمل کو ~~کرتا~~ وہ ملاحظہ ہے کہ یہ تعلیم قدیم اعتقاد سے نہ صرف مختلف ہے

بلکہ یکسر متضاد ہے ۔

پھر حال ' خراؤ سزاؤ کی اس حقیقت کیلئے " الدین " کا لفظ نہایت موزوں لفظ ہے ' اور

اُن تمام گمراہیوں کی راہ سد کر دیتا ہے جو اس بارے میں بھیل ہوئی تھیں ۔ سورہ فاتحہ میں مجرد اس لفظ کے

استعمال نے خراؤ سزاؤ کی اصل حقیقت آشکارا کر دی ۔

ثانیاً ' یہی وجہ ہے کہ مذہب اور قانون کیلئے بھی الدین کا لفظ استعمال کیا گیا ہے ۔ کیونکہ مذہب

کا بنیادی اعتقاد ~~خدا کا~~ <sup>کافات عمل</sup> ~~اعتقاد~~ کا اعتقاد ہے ' اور قانون کی بنیاد ~~تور و تراث~~ <sup>ہی</sup> ہے ۔

سورہ یوسف میں جاں یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت یوسف (علیہ السلام) نے اپنے چھوٹے بھائی کو اپنے پاس

روک لیا تھا ورنہ فرمایا : ما کان لیاخذ اخاه فی دین الملک الا ان یشاء اللہ (۱۱۷ : ۷۶) یاں بادشاہ مصر

کے دین سے مقصود اس کا قانون ہے ۔

ثالثاً ~~یہی وجہ ہے کہ~~ <sup>سورہ فاتحہ میں</sup> ~~مذہب اور~~ ~~قانون~~ ~~کی~~ ~~حقیقت~~ ~~بیان~~ ~~کرتا~~ ~~ہی~~ ۔ لفظ ~~ہر~~ ~~تقصا~~ ~~و~~ ~~اعلام~~ ~~یہ~~ ~~مذہب~~ ~~اور~~ ~~قانون~~



ثالثاً: بیان ربوبیت دور رحمت کے بعد صفات قہر و جلال میں سے کسی صفت کا ذکر نہیں کیا گیا۔

بلکہ مالک یوم الدین کی صفت بیان کی گئی ہے جسے عدالت الہی کا تصور ہمارے ذہن میں پیدا ہوتا ہے

اسے معلوم ہوا کہ قرآن نے خدا کی صفات کا جو تصور قائم کیا ہے، اس میں قہر و غضب کی کوئی

کوی حکم نہیں ہے۔ اللہ عدالت ضرور ہے اور صفاتِ سلیمہ و تقویہ ۴۱۱ قدرتِ مبینہ کی لکھی ہوئی ہیں۔

دراصل اسی کی نظر ہے۔ اگر مالک یوم الدین کی جگہ <sup>بیان</sup> ایسی صفت نمودار ہوتی جو صفات ملکِ قہر کے ساتھ ملے ہوئے ہو تو اس کا نام بھی "مالک" ہی رہتا۔ لیکن یہاں جو صفات بیان کی گئی ہیں، ان سے مراد وہی ہے جس کو ہم نے پہلے "میرزا" کہا تھا۔

یہ دلالت کرتی، تو ظاہر ہے کہ  
حقیقت ~~(ختم ہوئی)~~ اور خدا کا تصور قہر و غضب سے آلودہ ہو گیا۔

واضح نہ ہوتی، اور

طحا فرا کفیت صفات ایسی کے تصور کا یہی تمام ہے جان کر انہی نے ہمیشہ ٹھوکر کھائی ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ فطرت کائنات، ربوبیت و رحمت نے ساتھ، ایسے مجازات بھی رکھتی ہے، اور جس میں ہوش

کھٹن ہے، وہاں نواحدہ دکانیں ~~اگر ایک طرف اس میں پردوش و کھٹن ہے~~ تو دوسری طرف نوازدہ و

نکافات بھی ہے۔ فکر ان کی دیکھیں فیصلہ طلب سوال یہ تھا کہ فطرت کے ۱۱ مجازات اکٹھے قہر و غضب

کا نتیجہ ہے یا عمل و قسط کے؟ اس کو تو یہی فکر عمل و قسط کے حقیقت معلوم نہ کر سکا اور  
 اس نے فطرت اس کا فکر یا عمل و قسط کے حقیقت (معلوم نہ کر سکا) کا ادراک نہ کر سکا اور حجابِ حجاب کو

فہر و غضب پر محمول کر لیا اور یہی ہے جس سے خدا کی صفات میں خوف و دہشت کا تصور پیدا ہوا

حالانکہ اگر وہ فطرتِ عائنائے کو زیادہ قریب بخوردیکھ سکتا تو معلوم کرتا کہ ~~خدا~~ ~~خدا~~ ~~خدا~~

جن نطفہ پر کو قہر و غضب پر محمول کر رہا ہے، وہ قہر و غضب کا نتیجہ نہیں ہیں بلکہ عین تقاضا و رحمت ہیں۔

اگر فطرتِ کائنات میں کائنات کا مواخذہ نہ ہوتا، تو یا تو عینِ تحسین و تکمیل کے تخریب ہوئی

تو میزانِ عدل قائم نہ رہتا اور تمام نظمِ ہستی درہم برہم ہو جاتا۔

رابعاً، جس طرح کا خانہ طاعت اپنے وجود و بقا کیلئے ربوبیت اور رحمت کا محتاج ہے،



اُسی طرح عدالت کا بھی محتاج ہے۔ یہی تین معنوی عنصر ہیں جن سے ~~ہر~~ حقیقت وستی کا قوام ظہور میں آیا ہے۔ ربوبیت پرورش کرتی ہے، رحمتِ افادہ و فیضان کا سرچشمہ ہے، اور عدالت سے بناؤ اور خُلق ~~و~~ ظہور میں آتی ~~ہو~~ اور نقصان و فساد سے محفوظ رہتی ہے۔

تم نے ابھی ربوبیت اور رحمت کے قیامات کا شاہدہ کیا ہے۔ اگر ایک قدم اگے بڑھو، تو تم دیکھو گے کہ تو اسی طرح عدالت کا قیام بھی نمودار ہو جائے گا ~~تم دیکھو گے کہ~~۔ (اس کا رخا نہ ہستی میں بناؤ، سلجھاؤ، خوں اور حال میں سے جو کچھ بھی ~~ہو~~ ہے، وہ اسے سوا کچھ نہیں ہے کہ عدل و توازن کی حقیقت کا ظہور ہے۔ اگر ایک عادل ~~ہستی~~ کا رخا نہ ہو، تو کون نہ تھا کہ رجا۔ تو میر کو تم انکی بے شمار شخوٹوں میں دیکھتے ہو، اور ایسے بے شمار ناموں سے پکار رہے ہو، لیکن اگر ~~اللہ~~ حقیقت کا سراغ لگاؤ، تو دیکھ لو کہ رجا ہی حقیقت بیان صرف ایک ہی ہے، اور وہ عدل و عدالت ہے!

عدل کے معنی ~~یہ ہیں کہ~~ برابر ہونا، کم زیادہ نہ ہونا۔ ~~یہ~~ اسی بے معاملات اور قصایا میں فیصلہ ~~کرتے~~ کو عدالت کہتے ہیں کہ حاکم و فریقوں کی ~~میں~~ باہر زیادتیاں دور کر دیتا ہے۔ ترازو کی تول کو بھی عادلہ کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ دونوں تلوں کا وزن برابر کر دیتا ہے۔ یہی عدالت جب اشیاء میں نمودار ہوتی ہے تو انکی کمیت اور کیفیت میں ~~تساوی~~ ~~بیکار~~ پیدا ~~کر دیتی~~ ہے۔ ~~(اعداد کے تناسب کی عظیم بات نہ حقیقت~~ ~~پر ریاضی اور حساب کے علم حقائق کا دار و مدار ہے، ایک جز کا دوسرے جز سے کمیت~~ ~~و کمیتوں~~ یا کیفیت میں ~~نسب~~ ~~ہونا~~ عدالت ~~ہے~~۔

اب خود کرو، کا رخا نہ ہستی میں ~~تو~~ بناؤ اور خوں ~~یہ~~ کے بقدر بھی نظر رہیں، کس طرح اسی حقیقت ~~یہ~~ سے ظہور میں آئے ہیں؟ وجود کیا ہے؟ حکیم ~~تلا~~ ~~تلا~~ ہے کہ غاصر ~~تلا~~ ~~تلا~~



کی ترکیب کا اعتدال ہے۔ اگر اس اعتدالی حالت میں ذرا بھی تغیر واقع ہوگا وجود کی نمود معدوم ہو جائے گی۔

جسم کیا ہے؟ ~~جزا جسم کا اعتدال کے ساتھ~~ جسم کیا ہے؟ جہاں مواد کی ایک خاص اعتدالی حالت

ہے۔ اگر ایک کوہ ایک جڑ بھی غیر معتدل ہو جائے گا جسم کی حیثیت ترکیبی ~~(مستحضر رہے)~~ ~~بگڑ جائے گی~~ تیز رفتاری

کیا ہے؟ اختلاط کا اعتدال ہے۔ جہاں اس کا قوام بگڑا، صحت میں رنجاف پڑ جائے گا۔

حسن و جمال کیا ہے؟ ~~معتدل اور اختلاط کا تناسب~~ و اعتدال ~~رنگ~~ رنگ کی صورت میں ہے۔

توفیق بصورت رنگ کی ہے۔ نباتات میں ہے توفیق شہا پھول ہے۔ عمارت میں ہے توفیق محل ہے۔

ان نعم کی جلالت کیا ہے؟ سروں کی ترکیب کا تناسب و اعتدال ہے۔ اگر ایک سروں میں بے میل ہوا،

نعم بے کیفیت ہوگی۔ نعم کی کیفیت ~~مختل رہے گی~~ جاتی رہی!

نعم انشیا دو اجسام ہی پر موقوف ہیں۔ کارخانہ ہستی کا تمام نظام ہی عدل و توازن

پر قائم ہے۔ اگر ایک لمحہ کیلئے یہ حقیقت غیر موجود ہو جائے گی تمام نظام عالم درہم برہم ہو جائے گا۔

یہ کیا حرکات ہے کہ نظام شمسی کا ہر کڑہ اپنی اپنی جگہ معلق ہے، اپنے اپنے دائروں میں

حرکت کر رہا ہے، اور یہ کبھی نہیں ہوتا کہ ذرا بھی انحراف و میلان واقع ہو؟

یہی عدالت کا قانون ہے جسے سب کو ایک خاص نظم کے ساتھ جکڑ کر رکھا ہے۔

(تمام کڑے اپنی اپنی کتشیں رکھتے ہیں،

اور ان کے مجموعی جذب و انجذاب کے تعادل میں ہوتے ہیں)

توازن سے ایسی حالت پیدا ہوگئی ہے کہ ہر کڑہ اپنی جگہ قائم و معلق ہے۔ ~~توازن کی قیادت میں ہوتا ہے~~ عدالت

اگر کوئی اس قانونِ عدالت سے باہر ہو جائے، تو سب دوسرے کڑے متاثر ہو جائیں گے۔

اور تمام نظام شمسی متاثر ہو جائے گا۔

اعداد کے تناسب کی عظیم انصاف جس پر ریاضی اور حساب کے تمام قوانین کا دار و مدار ہے کیا ہے؟

یہی عدل و تعادل جتنا کہ قرآن مجید میں ~~جسے جبار اس صفیٰ کی طرف اشارت کیلئے ہے~~ کی حقیقت ہے۔

جس دن یہ حقیقت لوحِ ذہن رنگی پر کھلی گئی تھی، علوم و معارف کے تمام دروازے کھل گئے تھے۔



چنانچہ جب قرآن نے اس حقیقت کی طرف اشارت کیا ہے :

والسواء رفعها ودفع الميزان (اور آسان کو دیکھو جسے اُس نے بلند کر دیا اور

ون لا تطغوا فر الميزان (۶: ۵۵) (اجرامِ سادہ کے قیام کیے قانونِ عدالت کا) فریزان

بنادیا !

یہ "المیزان" کیا ہے؟ یعنی توازن کا قانون ہے جو تمام اجرام

سادہ کو اپنی تعررہ حکم میں تھامے ہوئے ہے اور کبھی ایسا نہیں ہو سکتا کہ اس کے توازن کا پلہ

کسی ایک طرف جھک پڑے۔ اجرامِ سادہ کسی کا یہی وہ غیر متوازن ہے جس کی نسبت سورہ

رعد میں فرمایا :

اللہ الذی رفع السادات بغیر عید (تم پر) بلند کر دیا ہے بغیر کسی ستون کے بلند کر دیا، اور تم (اسکی یہ حکمت) دیکھ رہے ہو !

اور سورہ لقمان میں اسی طرف اشارہ کیا ہے :

خلق السادات بغیر عید ترونها۔ (۹: ۳) اس نے آسمانوں کو (یعنی اجرامِ سادہ کو) پیدا کر دیا، اور تم دیکھ رہے ہو کہ کون کون سی ستون اُنھیں تھامے ہوئے ہیں !

وہ جو عید اور عید کے بغیر ضروری نہیں کہ توازن کی حقیقت سمجھ کر قیامِ یسران سے

ترازو سے بہتر کوئی عام نیم اور واضح تعبیر نہیں ہو سکتی تھی ۔

اسی طرح سورہ آل عمران کی شہور آیت شہادت میں قائماً بالقط (۳: ۱۷) کہراہی

حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے ۔ یعنی کائنات خلقت میں اُن کے تمام کلامِ عدالت کے ساتھ قائم ہیں،

در دس قیام ہستی کیسے ہی قانون ٹہرا دیا ہے ۔

قرآن کہتا ہے، اب عدالت کا یہ قانون کائنات خلقت کے ہر گوشہ میں نافذ ہے، تو کوئی



مکن ہے کہ ان کے افکار و اعمال کیسے بے اثر ہو جائے؟ اس گوشہ میں بھی وہی فکر اور عمل ~~میں~~ مشغول ہوتا ہے جو افراط و تفریط اور ~~میں~~ میل و انحراف کی جگہ فطرت کے عدل و قسط پر مبنی ہوتا ہے۔ اور اسی کو وحی الہی ~~میں~~ اور عمل قول ثابت اور عمل صالح کے نام سے تعبیر کرتی ہے۔ اگر ~~میں~~ تعبیر و جمال کے سیکڑوں ناموں سے تمہیں ~~میں~~ مغالطہ نہیں ~~میں~~ اور یہ <sup>ہو جاتا</sup> (حقیقت یا لیتے ہو کہ ان سب میں اصل حقیقت ایک ہی ہے اور وہ عدالت ہے) تو اس گوشہ میں ایمان و عمل کی اصطلاح ~~میں~~ سے تمہیں کیوں توجش ہو؟ اور کیوں ~~میں~~ بے تماشہ انکار کر رہے بیٹھو؟

افخیر دین اللہ پیغون؟ ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعاً وکرہاً و الیہ یرجعون! (۳: ۷۹)

کی یہ لوگ جانتے ہیں کہ اللہ کا ٹہرایا ہوا دین چھوڑ کر کوئی دوسرا دین عدالت کرے؟ حالانکہ ~~میں~~ جتنی ~~میں~~ اللہ کے قانون کے برابر اور کون سا قانون آسمان اور زمین میں جو ~~میں~~ ہے سب اسی کے حکم کی اطاعت کر رہے ہیں۔ خوشی سے ہو یا ناخوشی سے (مگر سب کیسے چلنا اسی کے ٹہرائے ہوئے قانون پر ہے) اور بالآخر سب اسی کے طرف موٹنے والے ہیں!

یہی وہ ہے کہ قرآن نے بد عملی ~~میں~~ اور برائی کیسے جتنی تعبیرات اختیار کی ہیں، سب ایسی ہیں کہ

اگر ان کے معانی پر غور کیا جائے تو عدل و توازن کی ضد و تضاد ثابت ہو گئی۔ ~~میں~~ گویا قرآن کے نزدیک ~~میں~~ کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ <sup>حقیقت</sup> عدل سے انحراف ہو۔ ~~میں~~ ~~میں~~ ~~میں~~

ظلم، طغیان، اسراف، تبذیر، افاد، اعتدا، عدوان، و غیر ذلک۔

ظلم کے معنی وضع اشئی فی غیر موضعہ ~~میں~~ ہیں۔ یعنی جو بات جس جگہ ہونی چاہیے، اگر

وہاں نہ ہو، بے محل ہو، تو ~~میں~~ لغت میں اس حالت کو ظلم کہتے ہیں۔ اسی لیے قرآن نے شرک

کو ظلم عظیم کہا ہے کیونکہ اس پر زیادہ کوئی بے محل بات نہیں ہو سکتی، اور یہ ظلم ہرے کو کسی

چیز کا اپنی صحیح جگہ میں نہ ہونا ایک ایسی حالت ہے جو حقیقت عدل کے عین شافری ہے۔



طغیان کے معنی یہ ہیں کہ کسی چیز کا اپنی حد سے گزر جانا۔ دریا کا پانی اپنی حد سے بلند ہو جانا ہے

نو کچے ہیں طغی الاماء = ٹھہرے کہ حد سے تجاوز عین عداوت کی ضد ہے۔

اسراف "سرف" سے ہے۔ سرف کے معنی ہیں کہ جو چیز جتنی مقدار میں خرچ کرنا چاہیے،

اس سے زیادہ خرچ کر دی جائے۔

تبذیر کے معنی کسی چیز کو ایسی جگہ خرچ کرنا ہے جہاں خرچ نہیں کرنا چاہیے۔ اسراف

اور تبذیر میں مقدار اور محل کا فرق ہے۔ کھانے میں خرچ کرنا خرچ کا صحیح محل ہے، لیکن اگر

ضرورت سے زیادہ خرچ کیا جائے تو یہ اسراف ہوگا۔ دریا میں روپہ بھٹک دینا روپہ

خرچ کر کے کا صحیح محل نہیں ہے۔ اگر تم روپہ پانی میں بھٹک دو تو یہ تبذیر ہوگا۔ (دونوں صورتیں)

عداوت کے متاخر ہیں۔ کیونکہ حقیقت عدل، مقدار اور محل، دونوں میں تناسب جاتی ہے۔

فاد کے معنی ہیں خروج الشئ عن الاعتدال کے۔ یعنی کسی چیز کا حالت اعتدال

سے باہر ہو جانا۔

اعتداء اور عدوان ایک ہی مادہ سے ہیں، اور دونوں کے معنی حد سے گزر جانا ہے۔



## قرآن اور صفات الہی کا تصور

قرآن نے خدا کی صفات کا جو تصور قائم کیا ہے، سورہ فاتحہ اس کی سب سے پہلی روٹائی ہے۔ ہم اس موقع

پر وہ شبہ دیکھ لے سکتے ہیں جو قرآن نے نوع انسانی کے سامنے پیش کی ہے۔ یہ ربوبیت، رحمت، اور

عدالت <sup>کی شبہ</sup> کا مجموعہ ہے۔ انہی تین صفتوں کے تفکر سے ہم اُس کے تصور الہی کی معرفت حاصل کر سکتے ہیں۔

خدا کا تصور ہمیشہ ان کی روحانی و اخلاقی زندگی کا محور ~~رہا~~ رہا ہے۔ یہ بات کہ

ایک مذہب کا معنوی و نفسیاتی نراج کیا ہے، اور وہ اپنے پیروں کیسے کس طرح کے اثرات رکھتا ہے؟

اس طرف یہ بات دیکھ کر معلوم <sup>کر لی جاسکتی ہے</sup> کہ اُس کے تصور الہی کی نوعیت کیا ہے؟ یہ وہ ہے کہ علم الاجتماع

کے نظریں ~~اجتماع و جمالیات کی ذہنی حالت پر بحث کرتے ہوئے~~ خصوصیت کے ساتھ اس پہلو پر زور دیتے ہیں۔ وہ

کہتے ہیں، کسی حالت کی ذہنی ارتقا و ترقی معلوم کرنے کے لیے سب سے پہلے اس بات کا سراغ لگاؤ کہ اُس نے یہ خدا

کو کس شکل و شباہت میں دیکھا تھا؟ اسی شکل و شباہت میں تمہیں اُس حالت کے ذہن و اخلاق کی صورت

نظر آجائیگی!

جب ہم نوع انسانی کے تصورات الوہیت کا دیکھ مختلف عہدوں میں مطالعہ کرتے ہیں، تو

ہم دیکھتے ہیں کہ ~~اس تصور~~ <sup>اُن کے</sup> تغیرات کی کچھ عجیب رفتار رہی ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے، گویا ان

کے مادی تصورات کی طرح اُس کے خدا پرستانہ تصور ~~میں~~ میں بھی ایک طرح کے تدریجی ارتقاء

~~کا~~ <sup>کا</sup> سلسلہ جاری رہا، اور ~~کچھ~~ <sup>کچھ</sup> بعد دیگرے، اُن کے سامنے اعلیٰ اور پستی سے بلندی کی طرف

تدریجاً اُن کے سامنے اعلیٰ اور پستی سے بلندی کی طرف ترقی ہوتی رہی ہے۔ بلاشبہ یہ شکل ہے کہ

ہم کہ ہم اس سلسلہ کی کئی تبدیلیاں <sup>تھیں</sup> متعین کر سکیں، کیونکہ <sup>ہم</sup> ~~ہم~~ <sup>ہم</sup> ماضی کی طرف ~~توجہ~~ <sup>توجہ</sup>

پر توجہ ہیں، تاریخ کی روشنی دھندلی پڑتی جاتی ہے، اور وحی و نبوت کی زبانیں بھی تفصیلاً



سے خاموش ہیں۔ تاہم اقوام و حضرات کے مختلف عہد ہمارے سامنے ہیں، اور ان سے اس سلسلہ کے مختلف کڑیاں ہم سجائی جاسکتی ہیں۔ اگر یہ تمام کڑیاں تاریخ ترتیب کے ساتھ یکجا کر دی جائیں، تو صاف نظر آجائے گا کہ اس سلسلہ کی سب سے آخری اور اعلیٰ سب سے زیادہ ترقی یافتہ کڑی کڑی دی ہے جو قرآن نے نوع انسانی کے سامنے پیش کی ہے۔

لیکن یاد رہے، بیانِ خدا کے تصور سے تصور اُس کی صفات کا تصور ہے۔ اُس کی ہستی کا اعتقاد نہیں ہے۔ - خدا کی ہستی کا اعتقاد ان کے ذہن کی پیداوار نہ تھا کہ ذہنی تبدیلیوں کے ساتھ وہ جس میں بھی تبدیلی ہوتی رہتی وہ بھی بدلتا رہتا، بلکہ اُس کی فطرت کا جو ایک <sup>و جہاں احساس</sup> ~~خروجی جذبہ~~ تھا۔

<sup>و جہاں احساس</sup> ~~خروجی جذبہ~~ میں نہ تو ذہن و فکر کے موثرات مداخلت کر سکتے ہیں، نہ <sup>باہر کے</sup> ~~خارج~~ کے اثرات یہ ان میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔ -

لیکن ان کی عقل ذات مجرد کے تصور سے عاجز ہے۔ وہ جب کسی چیز کا تصور کرنا چاہتی ہے تو گو تصور ذات کا کرنا چاہے لیکن تصور میں کسی کی صفات و لوازم ہی آتے ہیں۔ ~~ان کی صفات~~ <sup>ان کی اور صفات</sup> ہی کے جمع و تفریق سے وہ ہر چیز کی صورت آرائی کرتی اور اس کا تصور آراستہ ~~کرتی ہے۔~~ <sup>کرتی ہے۔</sup> پس جب فطرت کے اندرونی جذبہ نے ایک بالاتر ہستی کے اعتراف کا

دولہ پیدا کیا تو ذہن نے جائے اُس کا تصور آراستہ کر لیا، لیکن جب تصور کیا تو یہ  
 اور صفات میں بھی اپنی صفات کا جُڑاؤ ذہن  
 اُسکی ذات کا تصور نہ تھا۔ اُسکی صفات کا تصور تھا۔ جُڑاؤ ذہن نے ہوتا ہے

تخیل کر سکا تھا ۔ - پس سے خدا پرستی کے فطری جذبہ میں کفر اٹھنے کی ذہنی و فکری مداخلت شروع ہو گئی ۔ -

بہر حال میں یہ جو کچھ میں تصور کر سکتی ہوں، اس کا دائرہ وہ حوسات کے دائرہ میں



~~محدود ہے۔ اس کا ہر قدم نہیں بڑھا سکتی ہے۔~~

عقل انسانی کا ادراک محسوسات کے دائرہ میں محدود ہے۔ اس لیے اس کا ~~تکملہ~~ تصور

آن دیکھی اور غور محسوس

اس دائرہ سے ماہر قدم نہیں نکال سکتا۔ وہ جب کسی چیز کا تصور کرے گی تو ناگزیر ہے کہ ~~اللہ~~ تصور میں

وہی بظہر صفات آئیں جنہیں وہ دیکھتی ہے اور سستی ہے، جیسا کہ ~~خود~~ حواس کے ساتھ ذوق

والس کی دسترس سے باہر نہیں ہیں۔ ~~وہ اگر کسی آن دیکھی چیز کا تصور کرے تو اس کے ذہن و فکر کی جہتیں~~

بھی رہائی ہے۔ یہ ایک دفعہ ظہور میں نہیں آئی ہے، بلکہ ایک طویل عرصہ کے نشو و ارتقا کا

نتیجہ ہے۔ ابتدا میں اس کا ذہن عہد طفولیت میں تھا۔ اس لیے اس کے تصورات بھی اسی نوعیت کے

ہوتے تھے۔ پھر جون جون ٹیپوں کی ترقی و تزکیہ کے ساتھ ساتھ تصورات میں بھی ~~تکملہ~~ تکملہ

آئی اس میں اور اس کے ماحول میں ترقی ہوئی گئی، اس کا ذہن بھی ترقی کرتا گیا اور ذہن کی

تکملگی اور پختگی آتی گئی۔

ترقی و تزکیہ کے ساتھ اس کے تصورات میں بھی ~~تکملہ~~ اور پختگی آئی گئی۔

اس صورت حال کا مدبر قدرتی نتیجہ یہ تھا کہ انسانی ذہن نے خود ہمیشہ خدا کی

دستی <sup>بنائی</sup> ویسی ہی صورت ~~آرا~~ <sup>بنائی</sup> جیسی صورت ~~دستی~~ خود کی ~~تکملہ~~ <sup>خود اس نے اور اس کے ماحول نے پیدا کر لی تھی۔</sup>

ماحول کی استعداد پیدا کر سکتی تھی۔ پھر جون جون اس کا معیار فکر بدلتا گیا، وہ اپنے معبود

کی شکل و ثبابت بھی بدلتا گیا۔ اس لیے آئینہ فکر میں ایک صورت نظر آتی تھی۔ وہ سمجھتا

تھا، یہ اُس کے معبود کی صورت ہے۔ حالانکہ یہ وہ اُس کے معبود کی صورت نہ تھی، خود

تھا۔ اسی کے ذہن و صفات کا عکس تھا!

فکر انسانی کا بے پایاں رومانہ ہے، جو ~~اللہ~~ <sup>جو</sup> اس راہ میں پیش آئی!

حرم جویان درے را می پرستند  
مقیماں دفرے را می پرستند!  
برآنگن پرده تا معلوم گردد  
کہ یاران دیگرے را می پرستند!



بہر حال ان کے تمام تصورات کی طرح صفاتِ الہی کا تصور بھی اس کی ذہنی و معنوی ترقی کے نتیجے

ساتھ ترقی کرنا ہے - انبیاء و کرام (علیہم السلام) کی دعوت کی ایک بنیادی اصل یہ رہی ہے کہ

انہوں نے ہمیشہ خدا پرستی کی تعلیم ویسے پر شکل و اسلوب میں دی، جیسی شکل و اسلوب کے فہم و تحمل

کے استعداد خالصین میں پیدا ہو گئی تھی ۔ وہ جمیع انسانی کے معلم و مربی تھے ۔ معلم کا فرض

ہے کہ معلمین میں جس درجہ کی استعداد پائی جائے، اسی درجہ کا **ایچ ای** بنوئے۔ یہی انبیاء و کرام

’میں بھی وقتاً فوقتاً خدا کی صفات کہے جو پیرائے تعلیم احسار کی ‘ وہ اس سلم ارتقاء سے بچ رہا تھا۔

بارہ تھا۔ بلکہ  
اسی کی مختلف ریاں ہیں۔ یہاں لکھا کرتا ہے۔

اگر وہ تمام شعور آتے تو  
اس سلسلہ ارتقاء کی ~~جس~~ تمام کڑیوں پر ہم نظر ڈالتے ہیں اور ان کے فکری عناصر کی تحلیل

رکتے ہیں، تو یہیں معلوم ہوتا ہے کہ میں اگر اس شخص کے بارے میں غور کرتا ہوں تو وہ عین فی الواقع جاسکتی ہیں، لیکن

۱۷۶ ارتقائی نقطے ہمیشہ تین ہی رہے ہیں اور انہی سے اس سلسلہ کی ہدایت و نہایت معلوم کی جاسکتی ہے :

(۱) تجسس سے تنزیہ کی طرف -

(۲) مشترک و اشتراک ہے توحید کی طرف

(۳) صفاتِ 'قہر' و 'جلال' سے صفاتِ 'رحمت' و 'جمال' کی طرف ۔

یعنی تجسم اور صفات قہر یہ اس کا اندازِ درجہ ہے اور تنزہ اور صفات رحمت و ہال

ۛ اَصْفِ اَعْلٰی و کمال درجہ - جو تصور جس پر قدرتِ شدائی اور کم ترقی یافتہ ہے، اُسنا ہی

تجسم اور صفاتِ قہریہ کا عنصر اس میں زیادہ ہے۔ جو تصورِ حقہد زیادہ تر قریب ہے

اُنٹا ہی زیادہ عزیز اور صفاتِ رحمت و جمال سے مضاف ہوگا۔

ان کا تصور **تجسم** اور صفاتِ قہریہ و جلیبہ **رُخس** سے کیوں شروع ہوا؟ اسکی علت

~~بکمل واضح ہے - جب کہ ایک خالق اُسی میں ایک بلا ترستی کے تصور پیش کیا گیا ہے~~

۱۰۔ تجسم سے مقصود یہ ہے کہ خدا کی نسبت اس تصور قائم کرنا کہ وہ مخلوقات کی طرح جسم و صورت رکھتا ہے یا مخلوقات  
اس کی صفاتوں کی طرح اس کی بھی اسکی صفات بھی دیتی ہیں جیسی مخلوقات کی ہیں۔ نیز یہ کہ اس تصور یہ ہے کہ ان تمام



جوش میں آیا تو قدری طور پر خوراک صفات کا وہی نقشہ اس کے ذہن نے یہاں خطا طور پر دیکھا

جس میں ٹھوکر کر کے تھا۔ فطرت کا ثبات کے احوال میں بناؤ اور بگاڑ دونوں ہیں اور کچھ بناؤ

لگائی خوب وصال بچھاڑ بگاڑ کے ثواب میں پوشیدہ ہے واضح ہے۔ فطرت کا ثبات میں بنائو

تعمیر کا حال ہے تخریب کا حال کے ثواب میں پوشیدہ ہے۔ حسن و انانی فطرت کی طغیانی

تعمیر کا حسن نہ دیکھ سکی۔ گلا تخریب کے ہونا کیوں سے سہم گئی۔ (۱۰۶) تعمیر کا حسن و جمال دیکھنے کیلئے

عقل کے دور رس گاہ مطلوب تھی اور وہ بھی گاہ سے نہیں آئی تھی۔ اس کی آنکھوں نے

سید نہیں کی تھی۔

دنیا میں ہر چیز کے طرح ہر فعل کی نوعیت بھی ایسا مزاج رکھتی ہے۔ اگر غور کرو تو یہی

مسلم ہو جائیگا۔ بناؤ ایک ایسی حالت ہے جکا مزاج سرتا سر مکون اور خاموشی ہے۔  
اور ایک ایسی حالت ہے کہ اس  
مکین بگاڑ کا مزاج سرتا سر شورش اور ہونا کی ہے۔ بناؤ، ریجاب ہے، نظم ہے، جمع و ترتیب ہے

بگاڑ، سلب ہے، برہمی ہے، تفرقہ و اختلال ہے۔ جمع و نظم کی حالت ہی مکون کی حالت ہوتی

ہے اور تفرقہ و برہمی کی حالت ہی شورش و انفجار کی حالت ہے۔ دیوار جب بھتی ہے

تو ٹھیں کوئی شورش محسوس نہیں ہوتا، لیکن جب گرتی ہے تو دھماکا ہوتا ہے، ہیٹار کی چٹیل

میں ہمیشہ بقیہ دور شور و نہایت رہتی ہیں لیکن محسوس کی تعمیر محسوس اور تم بے اختیار چونک اٹھے ہو

دنیا کا ہر چیز ہمیشہ بقیہ اور بڑھتی رہتی ہے لیکن محسوس نہیں ہوتا۔ لیکن جب آتش فشاں

بلاؤ کی جوتی ٹھٹھتی ہے تو دور دور رفت زمین کی جواہر ابل جاتی ہیں۔ اس صورت حال کا قدرتی

نتیجہ یہ ہے کہ بیوزی طبیعت بھی (تخریبی) احوال سے فوراً متاثر ہوتی ہے کیونکہ ان کی

کی نمود میں شورش اور ہونا کی ہے، لیکن (تعمیر) احوال سے متاثر ہونے میں (تعمیر) (دیر گاتی ہے)



اور انکا مزاج ثورن کی جگہ لھو

کیونکہ ان کا جن و جمال ~~اور حسیہ~~ یکا یک مشاہدہ میں نہیں آ جاتا اور انکی مزاجی حالت

خاموشی اور سکون ہے۔ یہ کیا بات ہے کہ بچوں کو تم دیکھتے ہو، دن کے (پہلے) ہون یا حیوان کے

~~اور ڈرتے زیادہ ہیں اور انس و آہستہ دیر میں بگڑتے ہیں، یہ حقیقت ہے۔ خوف و وحشت~~

~~کا اثر وہ ان پر فوری اثر ہے جس سے ان کا جسم ہلکا ہوتا ہے اور ان کی باتیں بگڑ جاتی ہیں~~

جن کی وجہ سے ان کے بچے ہون یا حیوان کے ~~اور~~ ڈرتے زیادہ ہیں اور انس دیر میں

بگڑتے ہیں۔ پہلا اثر جو وہ قبول کر لیتا، خوف کا ہوتا ہے۔ انس و محبت کا نہ ہوگا۔

اسی بنا پر عقل و انسانی ہے جب اپنے بعد طفولیت میں آنکھیں کھولیں، تو فطرت کی بات

کے سب سے پہلے دہشت سے عا ناثر ہوگی، کیونکہ زیادہ نمایاں اور پر شور ہے

انکے اور ریاضات و غیرہ حقیقت کا ناثر ہونا میں آتا ہے۔ دیر ~~اور~~ کیونکہ ان

میں ثورن دور بگڑا نہ تھا۔ بادلوں کی گرجے، بجلی کی کڑک، آتش فشاں بیڑوں

کا انفجار، زمین کا زلزلہ، آسمان کی شراب بار، دریا کا سیلاب، سمندر کا تلاطم،

دن تمام سب سے پہلے اس کے لیے رعب اور ہتکتی ہے، اور اسی عیب کے اندر وہ

ایک عصب ناگ ~~اور~~ خدا کی ڈراؤنی صورت دیکھنے لگتا تھا۔ اسے بجلی کی

کڑک میں کوئی حس محسوس نہیں ہوتا تھا۔ وہ بادلوں کی گرجے میں کوئی

شان محبوبیت نہیں پاتا تھا۔ وہ آتش فشاں بیڑوں کی گد بارش

سے پیار نہیں کر لیتا تھا، اور اس کے عقل ~~اور~~ ابھی خدا کے رشتی ماموں سے آشنا

ہوئی تھی!

خود اسکی ابتدائی حیثیت کی نوعیت بھی ایسی ہی تھی کہ انس و محبت کی جگہ خوف و وحشت











نوسی، بیوری، اور سبھی -

ہندوستانی تصویروں میں بتیلے اونیشتدوں کا فلسفہ ایسی نمایاں ہوتا ہے - اونیشتدوں کے

مطلب کی نوعیت کے بارے میں ~~شکاروں اور~~ زمانہ حال کے شارحوں اور تھادون کی رائیں متفق نہیں

ہیں۔ تاہم ایک بات بالکل واضح ہے - یعنی اونیشتد مسئلہ وحدۃ الوجود کا بتیلے قدیم سرشیم میں اور

گیتا کا زمانہ تصنیف کچھ ہی کیوں ہو لیکن وہ بھی اونیشتد ہی کی بازگشت ہے - سلم وحدۃ الوجود

نوعیت کچھ عجیب طرح کی واقعہ ہوتی ہے - ~~اگر کچھ عجیب نوعیت ہے~~ - ایک طرف وہ ہر وجود

کو خدا قرار دیتا ہے کیونکہ وجود حقیقی کے علاوہ اور کوئی وجود موجود نہیں - دوسری طرف خدا کی

کوئی محدود اور تقید تخیل میں قائم نہیں کرتا - بہر حال جو کچھ بھی ہو، یہ تصور بھی ایسی نوعیت میں اس درجہ

فلسفیانہ قسم کا تھا کہ کسی عہد ~~ہند~~ اور ملک میں بھی عامۃً اس کا عقیدہ نہ بن سکا - خود ہندوستان

سے زیادہ نہیں سمجھی گئی رہی -

میں ہی اس حثیت ~~اللہ~~ فلسفۃ الاهییات کے ایک مذہب (اسکول) ~~آج کل کے~~ اور خود -

~~نہیں تھا اور حال کا نہیں ہے~~ ~~یہ بھی اونیشتد کے علم طوری پر ہی سمجھا گیا کہ عوام کی فطرت و فطرح~~

~~ہندو اونیشتدوں کے ماننے والوں نے تسلیم کر لیا کہ عوام کے ذہن میں تسکین و امن ہے -~~

بہترین تفسیر خواہ صورت حال کی گئی ہے کہ یہ ہے کہ عوام کے اصنام پرستی قرار دی گئی اور خواص کے لیے وحدۃ الوجود کا عقیدہ تھا -

اونیشتدون کے بعد بدھ مذہب کی تعلیم نمایاں ہوتی ہے اور ظہور قرآن کے وقت

ہندوستان کا عام مذہب یہی تھا - بدھ مذہب کے بھی مختلف تفسیریں کی گئی ہیں - مشرقین

کا ایک گروہ اسے اونیشتدون کی تعلیم ہی کی ایک عملی شکل قرار دیتا ہے اور گیتا ہے "نروان" میں جذب و انفعال

کا عقیدہ پوشیدہ ہے - یعنی بس سرشیم الوہیت سے ہستی ان کی شکل ہے، پھر اسی میں وصل ہوتا ہے جانا نروان ہے

~~ہندو اونیشتدون کے متعلق ہمارے صفحہ معلومات میں~~ ~~تمام تر~~ مشرقین

یورپ کی تحقیقات سے ~~ماخوذ ہیں~~ - مشرق کے راسے میں اونیشتد روحانیت سے خالی ہیں، لیکن بال ڈیولوشن

میگس ملر اور ٹائٹ آئیں روحانیت کا سرشیم قرار دیتے ہیں - مشہور جرمن حکیم شوپن ہارٹورس درجہ

مشرق ہوا کہ اس کا یہ جملہ ~~مشہور ہو گیا ہے~~ "اونیشتد زندگی بھر مری تشفی کرنے رہے" اور دم آخر بھی مجھے

اسی سے تشفی ملیگی!



یہیں دو گروہ ہیں انکار کرتا ہے۔ اس گروہ کی رائے میں بدھ مذہب خدا کی ہستی کا کوئی تصور ہی نہیں

رکھتا۔ یہ دنیا کا تپا مذہب ہے جسے فلسفیانہ <sup>(عقائد)</sup> تصور کو مذہب <sup>کا جامہ پہنا دیا۔</sup> ~~کہا کرتے ہیں۔~~ <sup>ہیں نہ تو</sup>

~~دکھتی ہے کہ استفادہ ہے نہ کسی طرح کی مذہبی عبادت ہے نہ مذہبی رسوم و رواج۔ یہ صرف پیرا کرتی ہے~~

مادہ <sup>ازلی</sup> ~~پتھر~~ کا ذکر کرتا ہے جسے طبیعت در نفس حرکت میں لگتی ہیں۔ <sup>میں</sup> "مزدیوان" سے مقصود یہ ہے

کہ ہستی کی رانیت فنا ہو جائے اور <sup>زندگی</sup> ~~موت~~ عذاب سے چھٹکارا مل جائے۔ ہم جب ان تصرفات

کا مطالعہ کرتے ہیں جو براہ راست گوتم بدھ کی طرف منسوب ہیں، تو ہمیں دوسری تفسیر زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔

جہاں تک فطرت کائنات کی صفات کا تعلق ہے، گوتم بدھ کائنات میں درود و اذیت

کا <sup>دنیا میں</sup> ~~نظم و انتظام~~ درود و اذیت کے سوا اور کچھ نہیں <sup>دیکھتا۔</sup> ~~دیکھتا۔~~ زندگی اس کے نزدیک سرتا سر عذاب ہے۔

وہ کہتا ہے <sup>زندگی کا</sup> بڑی اذیتیں چار ہیں: پیدائش، بڑھاپا، بیماری، موت اور نجات کی راہ

پہلے ایشیاٹک مارگ ہے۔ پھر آٹھ راہوں کا سفر۔ ان آٹھ عملوں سے مقصود علم صحیح <sup>میں</sup> ~~میں~~ کرنا

رحم و شفقت اور فریادی کا حصول اختیار کرنا ہوا تو ہوس کا خاتمہ ہے اور <sup>آزادی</sup> ~~آزادی~~

اور رانیت <sup>فنا کر دینا</sup> ~~فنا کر دینا~~ ہے۔

گوتم بدھ مذہب جو مذہب ~~بدھ~~ عمل نقطہ خیالی سے بدھ مذہب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے

جزاؤں سزا کی جگہ <sup>انہماک</sup> ~~سزا~~ سرتا سر <sup>انہماک</sup> ~~سزا~~ پر زور دیا۔ "کسی جاندار کو دکھ نہ پہنچاؤ"

اس کی کھڑی بنیادی تعلیم ہے۔

موسیٰ تصور کی بنیاد ثنویت پر ہے۔ پھر <sup>خیر و شر</sup> ~~خیر و شر~~ دو الگ الگ قوتیں تسلیم

کی ہیں۔

لے ڈیوڈز آرل بدھ ازم



کھانسی کی لگی ہیں۔ یزدان نور اور خیر کا خدا ہے۔ اہرمین تاریکی و بدی کا۔ عبادت کی بنیاد  
 آتش پرستی اور آفتاب پرستی پر رکھی گئی کہ روشنی یزدانی صفت کی بت ٹری نظر ہے۔ کہا جاتا  
 ہے کہ ایران نے خیر و شر کی وجہ کشمکش کی گئی یوں لکھائی کہ اروہیت کی قوت و متقابل  
 خداؤں میں تقسیم کر دی۔

یہودیوں کا تصور تجسم اور تنرہ کے بین بین تھا، اور صفات الہی میں غالب عنصر  
 قہر و غضب کا تھا۔ خدا کا گاہ گاہ متکفل ہو کر نمودار ہونا، خطا طبات الالہیہ کا سترتا سر  
 انسانی صفات و خدایات پر مبنی ہونا، قہر و انتقام سے بھرپور ہونا، اور عموماً ~~مستوجب~~ <sup>مستوجب</sup>  
 و تشیل ~~کے~~ <sup>کے</sup> ~~درجہ~~ <sup>درجہ</sup> ~~کا~~ <sup>کا</sup> ~~پہرہ~~ <sup>پہرہ</sup> ~~کی~~ <sup>کی</sup> ~~تشیل~~ <sup>تشیل</sup> ~~کی~~ <sup>کی</sup> ~~شدت~~ <sup>شدت</sup>، اور درجے ~~کا~~ <sup>کا</sup> ~~تشیل~~ <sup>تشیل</sup>  
 (پہرہ کی کثرت) تورات کے صفات کا عام تصور ہے۔

مسیحی تصور رحم و محبت کا پیام تھا، اور خدا کیلئے باپ کی محبت و شفقت  
 کا تصور پیدا کرنا چاہتا تھا۔ تجسم و تنرہ کے کاٹ سے اسے کوئی قدم آگے نہیں بڑھایا۔  
 گویا اسکی سطح <sup>میں تک رہی</sup> جہاں تک تورات کا تصور نہ بچا تھا۔ لیکن حضرت مسیح  
 کے بعد جب مسیحی عقائد اور احصائیاں پرستی کے تخلیقات سے استخراج ہوئے تو اتانیم ثلاثہ، کفارہ  
 اور مریم پرستی کے عقائد پیدا ہو گئے۔ حضرت نزل قرآن کے وقت یہ حثیت مجموعہ مسیحی  
 تصور رحم و محبت کے ساتھ کفارہ، تجسم، اور مریم پرستی کا مخلوط تصور تھا۔

اس وقت دنیا کے عام مذہبی تصورات یہی تھے لیکن ہیں ایک اور تصور بھی  
 پیش نظر رکھ لیا جائے جو اگرچہ کوئی فعلی طور پر نہیں رکھتا تھا لیکن اسکی نوعیت کا بہت  
 یونانی علم و حکمت کے اوراق پارینہ میں مدفون تھا لیکن یزدان قرآن کی علمی جستجو کی بدولت، بہت جلد



مضمون ظہور دنیا کے سامنے آنے والا تھا۔ ہمارا اشارہ فلاسفہ یونانی کے یہی تصور الہی کی طرف تھا۔

علوم زمانہ

ان تصورات کے علاوہ ایک تصور فلاسفہ یونان کا ہے جو اگرچہ کچھ وقت کوئی طور

کے تصورات کے ذریعہ طرح ~~تصورات~~ قوموں کا تصور نہ ہو سکا تاہم اسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ تقریباً پانچ سو

~~سال پہلے~~ سو برس قبل از مسیح یونان میں توحید و تشریع کا اعتقاد نشوونما پانے لگا تھا۔ جبکہ

اس کی بجائے بت پرستی سے تعلیم شخصیت، تقراط <sup>کی حکمت</sup> کے علوم میں نمایاں ہوئے۔ تقراط کے تصور الہی میں ہم

دیکھتے ہیں کہ توحید کے ساتھ صفات ردیہ و جسمیہ سے تشریع کی بھی جھلک تقراط کے تصور الہی کی بولی

شعبہ ہیں افلاطون کی جمہوریت تقراط کے تصور الہی کا جب ہم سمجھ کر لے سکیں تو ہمیں افلاطون

کی شہرہ آفاق کتاب جمہوریت میں جب ذیل کالم ملتا ہے :

دو اڈمنسٹریٹرز نے سوال کیا کہ شہر کو <sup>۱</sup> الوبیت کا ذکر کرتے ہوئے کیا پیرایہ بیان

اختیار کرنا چاہیے ؟

تقراط : ہر حال میں خدا کا ایسی توصیف کرنی چاہیے جیسی کہ وہ <sup>۲</sup> اپنی ذات میں ہے۔

خواہ قصی شہر ہو، خواہ غنائی۔ علاوہ بریں اس میں کوئی <sup>۳</sup> شے نہیں کہ خدا کی ذات صالح ہے پس

ضروری ہے کہ اسکی صفاتوں میں بھی صالح اور حق ہو صفات بھی صالح و حق پر مبنی ہوں۔

لہ افلاطون کی جمہوریت کالم کے پیرایہ میں ہے۔ کالم یوں شروع ہوتا ہے کہ ایک عید کے موقع پر تقراط

اور گلوکن، سیوالس کے مکان میں جمع ہوئے۔ سیوالس کا لڑکا پولی مارکس <sup>۴</sup> اڈمنسٹریٹرز اور سیراس

بھی موجود تھے۔ اثنائے گفتگو میں یہ سوال پیدا ہوا کہ عدالت کی حقیقت کیا ہے ؟ اس پر پولی مارکس

اور بعض حاضرین نے عدالت کے بعد دیگرے عدالت کی تعریف بیان کی لیکن تقراط اس میں رد کرنا شروع

کئے۔ <sup>۵</sup> حکومت و قیادت میں کوئی نوعیت کی تفریق نہیں ہونی چاہیے اور اس میں کوئی امتیاز نہیں ہونا چاہیے۔

اشخاص کالم میں گلوکن اور اڈمنسٹریٹرز افلاطون کے بھائی ہیں۔ گلوکن کا ذکر خود افلاطون نے اپنے

بھائی تالاس میں کیا ہے۔

افلاطون کی جمہوریت سے تشریح و تفسیر کے بعد ہمیں یہ یاد رکھنی چاہیے کہ تقراط کے تصور الہی میں



اڈمنٹس : یہ درست ہے ۔

سقراط : اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جو وجود صالح ہوگا، اُس سے کوئی بات مفید صادر نہیں ہو سکتی،

اور جو ہستی غیر مفید ہوگا وہ کبھی شر کی علت نہ بنے۔ صانع نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح یہ بات بھی ظاہر ہے کہ

جو ~~ہو~~ ذات صالح ہوگی ضروری ہے کہ نافع بھی ہو۔ پس معلوم ہوا کہ خدا <sup>صرف</sup> ~~ال~~ ضرر کی علت ہے نہ ~~بھ~~ نفع۔

شر کی علت نہیں ہو سکتا۔

اڈمنٹس : درست ہے ۔

سقراط : اور ~~یہ~~ میں سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ خدا <sup>حوادث افعال</sup> تمام ~~چیزوں~~ کی علت ہے ہونا ممکن نہیں۔

حالا کہ عام طور پر مشہور ہے، بلکہ وہ انسانی حالات کے سبب ہی ~~ہو~~ نپڑے حصہ کی علت ہے۔ کیونکہ

ہم دیکھتے ہیں کہ ~~کچھ~~ ہمارے برائیاں ~~کچھ~~ عداوتوں سے کہیں زیادہ ہیں ~~کا~~ اور برائیوں کی علت خدا کی صالح

ہستی و نافع ہستی نہیں ہو سکتی ~~پس چاہیے کہ~~ <sup>پس چاہیے کہ</sup> صرف اچھائی پر کو اس کی طرف نسبت دیں اور برائی

کی علت کسی دوسری جگہ ڈھونڈیں ۔

اڈمنٹس : میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ اس کا کل واضح ہے ۔

سقراط : تو اب ضروری ہوا کہ ہم شعراء کے ایسے خیالات سے متفق نہ ہوں <sup>جیسے خیالات ہومر کے جہیل</sup> ~~جہاں کہہ سکتے ہیں~~

<sup>دو مشتری</sup> ~~بعض~~ کے ڈیوٹیوں میں دو پیالے رکھے ہیں ۔ ایک خیر کا ہے، ایک شر کا ہے اور وہی ان کی ~~ج~~ <sup>III</sup>

۱۔ مشتری (Jupiter) یونان کے اصنام عقائد میں رب الارباب یعنی سب سے بڑا دیوتا تھا ۔  
ہومر نے الیڈ میں دیوتاؤں کی جو مجلس آراستہ کی ہے ~~اسکی ریاست~~ <sup>اس</sup> میں تحت نشین ہستی مشتری ہی  
کے ہے ۔ اُس کی بیوی Junon ہوا کی مثلہ اور ازدواج کی دیہی تھی ۔ اپالون Apollo روشنی  
کا دیوتا تھا ۔ ایتھنیا منروا Minerve حکمت کی دیہی تھی ۔ مریخ Mars جنگ کا دیوتا تھا ۔ زعرہ  
Venus حسن و غرام کی دیہی تھی ۔ ہیڈس Hades تاریکی اور موت کا دیوتا تھا اور  
جہنم کا پاسبان یقین کیا جاتا تھا ۔ عطارد یا ہرمیس Hermes کی نسبت خیال کیا جاتا تھا کہ وہ دیوتاؤں  
کا پیغامبر ہے ۔



~~کسی انسان کے حصے میں دونوں پیالوں کا علاحدہ گھونٹ آتا ہے~~  
~~پھر وہ گھونٹ اور برائی کا شراب ہے~~ (مستند بھی یہاں غریبہ طور پر لیا ہے، اس کا

~~رب الارباب کا دروازہ ہے۔) (مستند بھی یہاں غریبہ طور پر لیا ہے، اس کا~~

ہوتا ہے، جسے حصے میں پیالہ شراب کے گھونٹ (اے) کے لیے فقاوت و تفریق ہے۔  
پھلائی اور برائی کا شراب ہے۔ جس انسان کے حصے میں پیالہ شراب آگئی، اُس کے لیے تمام تر

شرع۔ جسے سے میں شراب کا گھونٹ آگیا، اُس کے لیے تمام تر شرع۔ اور پھر جس کسی کو دونوں

پیالوں کا علاحدہ گھونٹ مل گیا، اُس کے حصے میں اچھائی بھی آگئی، اچھے برائی بھی آگئی، لے

پھر آگے چل کر تشریح کا ہے، تبسم کی طرف اشارہ کیا ہے، اور اس انکار کیا ہے کہ "خدا ایک یا زکر

مستند شرط: اگر خود کہیں کہ اور خود یہی کہ طرے کبھی ایک جہیں میں نمودار ہوتا ہے، کبھی دوسرے

جہیں میں، لے  
حکماء یونان کے تصور الٰہی کی یہ سب بہتر شبہ ہے جو افلاطون کے قلم سے نکلے ہے۔ یہ اہم خدا کے  
تخل سے انکار کرتی ہے، اور  
(بھی ایک)  
کہ آدھوں سے ایک ہے۔ صفات کے وہیہ سے مندرجہ ~~تخل~~ <sup>تخل</sup> پیش کرتی ہے، لیکن شر

صفات الٰہی کے لیے کہ بہ حقیقت مجموعہ صفات <sup>حسنہ</sup> کا کوئی ارتفع و اعلیٰ تصور نہیں رکھتی، اور خیر و شر کے بھی  
اسے تصور یا عقائد یا نظریات <sup>نہیں</sup> ~~ہیں~~ کہ حوادثِ عالم اور افعالِ انسانی  
سب کے لیے عاجز ہے۔ (مستند بھی یہاں غریبہ طور پر لیا ہے، اس کا غائب حصہ خدا کے

لے یہ اشعار الہیہ کے ہیں۔ سلیمان بتائی نے اپنے عظیم النظم ترجمہ عربی میں ان ~~اشعار~~ کا ترجمہ سب ذیل کیا ہے:

یہیں مجھے باؤنا و الخیب  
خالد زبایا کل سر و نصیب

یہیں خلووی بنی الخلد  
ذی یخر و ذی لشر الھوان

فبا عتاب زفس قار و زان  
فیما کل قسمۃ الانسان

فالذی منھا فیرکاً انا لا  
زفس یلقی خیراً و یلقی وبالاً

والذی لا ینال الا من الشر  
قتنا بہ الخطوب انتیا با

بطواہ یطوی البلاد کلہا  
تا کھا فی عرض الفلاۃ ذلیلا

من بنی الخلد والوری فخذولا  
(ایادہ - نشید ۲۴ - صفحہ ۱۱۳۱)

ان اشعار میں "زفس" چھپڑ سے مقصود مشتری (جو پٹیڑ) ہے

لے وہ ایک ترجمہ ٹیلر - باب دوم



دائرہ تصرف سے باہر ہے کیونکہ دنیا میں غلبہ شر کو ہے۔ نہ کہ خیر کو، اور خدا کو شر کا صانع نہیں ہونا چاہیے!

بہر حال چھٹی صدی مسیحی میں دنیا کی خدا پرستانہ زندگی کے تصورات اس حد تک نیچے تھے کہ قرآن

کا نزول ہوا۔

~~دیکھیں قرآن نے خدا کا جو تصور قائم کیا، وہ تصور الہی کے تمام عناصر میں ان تصورات سے ایک~~

~~ایک اور بلند تر حکم رکھتا ہے~~

اب غور کرو کہ قرآن کے تصور الہی کا کیا حال ہے؟ قرآن کے تصور کا جب ہم مطالعہ کرتے

ہیں تو یہ جب ہم ان تمام تصورات کے مطالعہ کے بعد قرآن کے تصور پر نظر ڈالتے ہیں تو

ہوش کر کے حاف نظر آ جاتا ہے کہ تصور الہی کے تمام عناصر میں اسکی جگہ سب سے الگ اور سب سے بلند

و

اس سلسلہ میں سب سے ذیل امور قابل غور ہیں:

اولاً، تشریف و تزیین کے لحاظ سے قرآن کا تصور تزیین کی ایسی تکمیل ہے جسکی کوئی نمود اس وقت دنیا میں

موجود نہیں تھی۔ قرآن سے پہلے تزیین کا طریقہ تشریف جو اس علم میں آتا ہے، اسکا تصور

یہ تھا کہ صور و اجسام کی پریشانی یہ ہے کہ صور و اجسام کی پریشانی کی جگہ جس کا اہم ذہن ان کی متحمل ہو سکا

یہ تھا کہ (صور و اجسام کی پریشانی کی جگہ ایک ان دیکھے خدا کی پریشانی کی جائے، لیکن جہان تک

صفات الہی کا تعلق ہے ان کی اوصاف و جذبات کے تشبیہ کی بنا پر اور جسم و حیثیت کے تشبیہ

سے کوئی تصور بھی خالی نہ تھا۔ یہودی تصور جسکا اصنام پرستی کی کوئی شکل بھر جائز نہیں رکھتی، اس طرح

کے تشبیہ و تمثیل سے دیکھا جکر آئورہ ہے۔ خدا کا حضرت یعقوب سے کشتی طرانا (مصر سے حرم)

کے وقت بدل اور آگ کا ستون بکر رھما کی کرنا، کوہ طور پر شعلوں کے رندر نمودار ہونا، حضرت

موسیٰ کا خدا کو سمجھے دیکھنا، خدا کا ایک کام جوش غضب میں آکر کھانے پر بیٹھا اور پھر بچھٹانا،

حضرت ابراہیم کا خدا کو عمر کے بنو طون میں دیکھا،



ہی اسرائیل کو اپنی چستی بوی بنالیا اور پھر اس کی بد چلی پر ماتم کرنا، ہیکل کی تباہی پر اس کا نوحہ کرنا کی  
 رستریوں میں درد کا اٹھنا اور کلبی میں سوراخ پڑ جانا، تورات کا عام اسلوب بیان ہے۔

اصل یہ ہے کہ قرآن سے پہلے بھی کفران کی اس درجہ منہاجت تھام بلند نہیں ہوا تھا کہ  
 تمثیل کا پردہ اٹھا کر خدا کا صفات الہی کا جلوہ دکھ سکے۔ <sup>پیشا</sup> ~~ایسے ہر تصور کی~~  
 بنیاد تمام تر تمثیل و تشبیہ ہی پر رکھی گئی۔ <sup>رکھنی پڑی</sup> ~~تمثیل و تشبیہ میں بھی ان کے دلی دور خیر کی~~  
~~ہاں جھٹک جاتا ہو۔~~ <sup>ایک طرف</sup> مثلاً تورات میں ہم دیکھتے ہیں کہ ازبور کے ترانوں اور ~~حزقیل~~ اشعیا  
 میں خدا کیے شکتہ صفات کا تخیل موجود ہے، لیکن ~~اس کا ساتھ ہی یہ بھی حقیقت بھی~~  
~~ہے کہ ان میں ہر صفاتی کلمہ خدا کا کوئی خاص طبع و مزاج نہیں ہے جس میں سرتا سر ان کی اوصاف~~  
 و جذبات کا تخیل و تشبیہ ~~ہو۔~~ <sup>ہو نہ ہو۔</sup> حضرت مسیح نے جب ~~جائے کہ~~ ~~جائے کہ~~  
 رحمت الہی کی حقیقت کا تصور ~~میں پیدا کر دیا~~ <sup>ایک</sup> تو وہ بھی مجبور ہوئے کہ خدا کے لیے  
 باپ کا کلمہ تشبیہ سے کام لیں۔ ~~پھر تشبیہ سے ظاہر پرستوں نے ٹھوکر کھائی~~  
 اور رنجیت مسیح کا عقیدہ پیدا کر لیا۔

لیکن ان تمام تصورات کے بعد جب ہم قرآن کی طرف رخ کرتے ہیں تو اب معلوم ہوتا ہے، لکھو یا  
~~خود تصور کی کہ~~ <sup>ایک</sup> ~~ایک نئی فکر دنیا~~ <sup>ایک نئی فکر دنیا</sup> ~~ہوئی ہے~~ <sup>ہوئی ہے</sup> ~~اور ان کے جلووں طرف پیدا ہوئی ہے~~ <sup>اور ان کے جلووں طرف پیدا ہوئی ہے</sup>  
 یہ ایک دفعہ اٹھ جائے، ان کی اوصاف و جذبات کی شکتہ ~~ہوئی ہے~~ <sup>ہوئی ہے</sup> ~~مفقور ہو جاتی ہے~~ <sup>مفقور ہو جاتی ہے</sup>  
 ہر گوشہ میں مجاز کی جگہ حقیقت کا جلوہ نمایاں ہو جاتا ہے، اور ~~تجسم~~ <sup>تجسم</sup> ~~کا شکتہ~~ <sup>کا شکتہ</sup> ~~بھی~~ <sup>بھی</sup> ~~نہیں~~ <sup>نہیں</sup> ~~رہتا~~ <sup>رہتا</sup>  
~~ہو کر دکھائی دیتا ہے~~ <sup>ہو کر دکھائی دیتا ہے</sup> ~~اس مرتبہ کمال تک پہنچ جاتی ہے کہ:~~

لیس کثلہ شی (۹: ۴۲) اس کے مثل کوئی شے نہیں۔ کسی چیز بھی تم  
 اسے ضمیمہ مشابہ نہیں ٹھہرا سکتے۔



ہفت دن کی ٹکا میں اسے نہیں پا سکتیں؟ لیکن  
~~وہ تھا کہ وہ ٹکا میں وہ دن کی ٹکا وہ دن کی ٹکا~~  
 ٹکا ہوں کو دیکھ رہے ہیں !

اللہ کی ذات یگانہ ہے، وہ بے نیاز ہے اسے کسی  
کی احتیاج نہیں ~~بہت سی کتابیں ہیں~~ - نہ تو اس  
کوئی پیدا ہوا، نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ  
کوئی ہستی اس کے درجہ اور برابری کے ہے۔

ولم يولد، ولم يكن له كفواً احد

یہ وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں قرآن کا اسلوب بیان اس تمثیلی اسلوب سے بالکل مختلف ہے جو قرآن

درجہ اول (میں پایا جاتا ہے) - وہ ہر موقع پر تمثیل و مجاز کی جگہ حقیقت کا تصور پیدا کرنا چاہتا ہے اور

تشبیہ کی جگہ تفسیر کے اعتقاد پر زور دیتا ہے۔ - وہ نہ تو خدا کی ہستی کو مادہ کی طرح (موجودہ اشغال) اجاب و

کے اصل قرار دیتا ہے، نہ تو رات کے طرح ~~بہت~~ شور کے تشبیہ اختیار کرتا ہے، ~~بہتر~~ منجمل کے طرح

باب کا کہ قسم ہے ثبوت پیدا کرنا ہے، بلکہ مراد ہے براہ راست خالق اور مالک کا تصور پیدا کرنا۔ ایک کل نقشہ لکھنے دیتا ہے۔

کرتا ہے اور پھر اس کی ربوبیت و رحمت اور کمال صفات کا علم و حسنہ کامیابی سے پہنچتا ہے۔ یہ گویا

اس تعلیم کا اعلیٰ ترین سبق تھا۔ بچے دوروں میں جو تکلیفیں کھینچتے تھے ان کی ذہنی استعداد پر طرح طرح سے

نوع انسانی اس درجہ شائستہ نہیں ہو سکتی کہ

کے ترسہ نمشوں کے (ضعف کا تصور) پیدا کر کے لایا گیا ہے۔

بھئی تھا۔ لیکن جب تسلیم ہوئی اسے درجہ کمال تک پہنچ گئی، تو تمغیوں کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

حضور کو راہ ضروری ہوگی کہ حقیقت اب حقیقت ہے راہ راست اپنا خلوہ دلاؤ !

تورات اور قرآن کے جو مقامات مشترک ہیں، دقتِ نظر کے ساتھ ان کا مطالعہ کرو۔ تورات

میں جان کہیں خدا کی برہ راست نمود کا ذکر کیا گیا ہے 'قرآن و عہد ن خدا کی تخلی کا ذکر کرتا ہے ۔

خودت میں جان یہ پاو گے کہ خدا تشکل ہو کر اُترا قرآن و حکم کیا اس موقع کی یوں بغیر کرنا کہ



متکلم ہو کر

خدا کا فرشتہ نمودار ہوا۔ بطور مثال کے صرف ایک (تمام) ہر نظر ڈال لی جائے۔ جو تورات میں ہے۔

وہ خداوند نے کہا، 'اے موسیٰ دیکھ' یہ حکم میرے پاس ہے، 'تو اس چٹان پر کھڑا رہ' اور  
یوں ہوگا کہ جب میرے جلال کا گزر ہوگا تو میں تجھے اُس چٹان کی ڈراریں رکھوں گا اور جب تک نہ گزر لوں گا،  
تجھے اپنی پتیلی سے ڈھایا رہوگا۔ پھر اب ہوگا کہ میں اپنی پتیلی اٹھا لوں گا اور تو میرا سچا دیکھ  
لگا، لیکن تو میرا چہرہ نہیں دیکھ سکتا' (خروج ۳۳: ۲۰)

وہ تب خداوند بدلی کے ستون میں ہو کر اُترا اور خیمہ کے دروازہ پر کھڑا رہا۔

..... اُس نے کہا کہ میرا بندہ موسیٰ اپنے خداوند کی شبیہ دیکھ گیا' (نسی ۱۲: ۵)

اسی معاملہ کے توراتی نسخوں میں بھی ہے:

قال رث آرنی انظر ایک - قال بن  
ترنی، وکن انظر لی الجبل (۱: ۱۳۹)  
موسیٰ نے کہا، 'اے پروردگار! مجھے اپنا جلوہ دکھا تاکہ  
میں تیری طرف نگاہ کر سکوں۔' فرمایا نہیں،  
تو کبھی مجھے نہیں (دیکھ سکتا) لیکن 'ن'  
اس پہاڑ کی طرف دیکھ۔

البتہ یاد رہے کہ تنزیہ اور تعطیل میں فرق ہے۔ تنزیہ سے مقصود یہ ہے کہ جہاں تک

عقل بشری کی پہنچ ہے، صفاتِ الہی کو مخلوقات کی ثابت و حدود سے پاک اور بلند رکھا جائے

تعطیل کے معنی یہ ہیں کہ خدا کے تصور کو ذہن انسانی سے بالکل توجہ سے تصور رکھنے کا ہر قسم

کا تصور سے منزه قرار دیتے تنزیہ کو اس حد تک پہنچا دیا جائے کہ تنزیہ کے منہج و نفی کو اس حد تک

پہنچا دیا جائے کہ فکر انسانی کے تصور کیلئے کوئی بات باقی نہ رہے۔ قرآن کا تصور تنزیہ کی تکمیل

ہے۔ لہذا تعطیل کی ابتدا نہیں ہے۔

اگر خدا کے تصور کے لیے صفات و اعمال کی کوئی ایسی صورت مقرر نہ رہے جسا فکر انسانی



تمہاری نگاہ سے بچا ہی نہیں سکتی؛ لہذا یاد رکھو کہ الہامی (۶: ۱۰۳) پس منہ ہرچہ کہ اسکا زندہ ہونا



ہوتے زبور ہونے کی طرح نہیں ہو سکتا۔ اس کی ربوبیت ہماری ربوبیت کی سی نہیں ہو سکتی۔ اس کا جاننا  
 سننا وہ نہیں ہو سکتا جب ہمارا جاننا دیکھنا اور سننا ہے۔  
 دیکھنے اور سننے کی وہ حقیقت نہیں ہو سکتی جو ہمارے جاننے اور دیکھنے سننے کا ہے۔ اس کی قدرت و کثرت کا کچھ  
 کچھ ہم نے آزمائشوں کے تحت اور کمر اور کبریائی و جلال کا عرش انھیں وہ طلب نہیں کر سکتا جو  
 وہ ان رفاط سے ہمارے ذہن میں متکمل ہو جاتا ہے۔

اسلام فرقوں میں سے جسم اور باطنیہ نے جو صفات کی نفی کی تھی، تو وہ اسی غلطی کے

مرتکب ہوئے۔ کہ تنزیہ اور تعطیل میں فرق نہ کر سکیں۔

ثانیاً "تنزیہ" کے طرز صفات رحمت و جمال کے لحاظ سے بھی قرآن کے تصور پر نظر ڈالا

جائے تو اس کی شان تکمیل نمایاں ہے۔ نزول قرآن کے وقت یہودی تصور میں قہر و سلب کا عنصر

غائب ہی تھا، جو سی تصور نے ایسا نور و خلعت کی دوسا دیا نہ تو تین الگ الگ بنائی تھیں، یہی

تصور کا مایہ خیر رحم و محبت تھا۔ تصور نے جو رحم و محبت پر زور دیا تھا لیکن جزا و سزا  
 اور حقیقت ستور ہو گئی تھی۔ اسی طرح یہودہ مذہب (یہاں تک کہ یہاں تک کہ یہودہ بھی صرف  
 نے بھی صرف رحم و محبت پر زور دیا۔)

رحم و محبت پر زور دینا ہے۔ عداوت ہر اس کی نظر نہیں پڑی۔ گویا محبت و جمال کے تصور

کے لحاظ سے یہ جہاں تک رحمت و جمال کا تعلق ہے، یا تو قہر و سلب کا عنصر غائب تھا یا

ساوی تھا یا پھر رحمت و محبت آئی تھی تو اس طرح آئی تھی کہ عداوت کیلئے کوئی جگہ باقی نہیں

رہی تھی۔

اس سلسلہ صفات میں محدثین و سلفہ کا متکلف سے اختلاف بھی دراصل اسی اصل پر مبنی تھا۔ یہ بات  
 نہ تھی کہ وہ تجسم کی طرف مائل تھے جبکہ دیکھتے معصب مخالفوں نے شور مچا۔ تاخرین میں شیخ الاسلام  
 ابن تیمیہ نے اس سلسلہ پر اپنی رفیع نظر کے ساتھ بحث کی ہے۔ دیکھنا شاگرد امام ابن قیم کی  
 اجتماع بیوش اسلام بھی اسی موضوع پر ہے اور اس باب میں کفایت کرتی ہے ۱۲



یہی قرآن نے ایک طرف تو رحمت و جمال کا ایسا کامل تصور پیدا کر دیا کہ قہر و غضب کیلئے کوئی جگہ

ہی نہ رہی، دوسری طرف <sup>حراؤ و سزا</sup> ~~عقوبت~~ کا سرشتہ بھی نہ تھا، یہی دیا، کیونکہ حراؤ و سزا کا اعتقاد

قہر و غضب کی بنا پر نہیں بلکہ عدالت کی بنا پر قائم کر دیا۔ چنانچہ صفاتِ الہی کے باب میں ارکاء

اعلان یہ ہے :

قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن  
ایا ما تدعوا قلہ اللہ ساد الحق نے ا  
وے پھر ان سے کہو: تم خدا کو اللہ کے نام سے پکارو  
یا رحمان کبکراؤ، جس صفت سے بھی پکارو  
اس کی ساری صفیں ~~وہ~~ حراؤ و سزا  
کے صفیں ہیں !

(۱۱۰ : ۱۷)

یعنی وہ خدا کی تمام صفوں کو "اسما حسنہ" قرار دیتا ہے۔ اس کے معنی ہوا کہ خدا کی کوئی صفت

نہیں جو ~~مکمل حسن~~ <sup>و خوبی</sup> کی صفت نہ ہو۔ یہ صفیں کیا ہیں ؟ قرآن نے پوری وسعت کے

انہیں جا بجا بیان کی ہے۔ ~~ان میں کوئی نہایت بڑی تو تھائی تو صفوں کے حدود پیدا ہو گئے۔~~

ان میں ایسی صفیں بھی ہیں جو ~~قہر و غضب جلال~~ کی صفیں ہیں لیکن حراؤ و سزا، قہار، لیکن قرآن  
کہتا ہے "وہ بھی" اسما حسنہ ہیں۔ کیونکہ ان میں عدالتِ الہی کا کھور ہے اور عدالت حسن

ہے۔ خوشخواری و خوفناکی نہیں ہے۔ چنانچہ سورہ حشر میں صفاتِ رحمت و جمال کے ساتھ قہر جلال

کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور پھر تھلا ان سے کو اسما حسنہ قرار دیا ہے :

ہو اللہ الذی لا الہ الا هو الملک القدوس السلام  
المومن المہین الغفر الجبار المتکبر سبحان اللہ  
عما یشرکون - ہو اللہ الخالق الباری المصور  
وہ اللہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ  
الملک ہے۔ اللہ دوس ہے۔ السلام ہے۔ المؤمن  
ہے۔ المہین ہے۔ الغفر ہے۔ الجبار ہے۔  
المتکبر ہے۔ اور اس کی نسبت اس نے چھ  
باب ہے جو لوگوں نے بنا رکھے ہیں۔  
اس کی عبودیت میں بنا رکھے ہیں۔  
وہ اللہ وہ الخالق ہے۔ الباری ہے۔



ہم اللہ ساء الحسے ، یسبح لم ما فرسا دات

المصور ہے ۔ اس کے یہ کلم حسن و خوبی کے

صفتیں ہیں ۔ آسمانوں میں آسمان لوز میں

میں جنسی مخلوقات ہیں ، سب اس کی مائی اور

غفلت کی شہادت رہی ہیں ، اور بد شہیہ

جو کلمہ کو کلمہ و توانائی کے ساتھ ملے

و کلمہ کلمہ و کلمہ کلمہ کے ساتھ ہر کلمہ

میں چھاپا ہے ۔ یہ وہ حکمت کے ساتھ کلمہ و

توانائی بھی رکھتے والے !

دما فرارض ، وہو الغریز الکلم (۵۹: سور)

اعراف

اسی طرح سورہ حرفات میں ہے :

وسید الاساء الحسے ، فادعوه بیا و ذروا

اور اللہ کے یہ حسن و خوبی کی صفتیں ہیں ، کو

چاہیے کہ ان صفتوں سے اسے پکارو ۔ اور

حسن گوئی کا شیوہ یہ ہے کہ اسکی صفتوں

میں کچھ اندیشیاں کرتے ہیں ، سو انہیں

انکے حال پر جھوٹا دو ۔ انکے لیے انکی کچھ

بہندشیوں کے ساتھ ہیں ۔

الذین یلکدون فراسائہ (۱۷۹: ۷)

۱۱۶ اس آیت میں "اکاد فراساء" سے مقصود کیا ہے ؟ "اکاد" کلمہ سے ہے ۔ "کد"

کے معنی میلان عن الوسط کے ہیں ۔ یعنی درمیان سے کسی ایک طرف کو مٹا ہوا ہونا ۔ اسی لیے قرآن

جس میں نعلی کلمہ ایک طرف کو مٹا ہوا ہوئی ہے ، اسے کلمہ کہتے ہیں ۔ جب یہ نعلی ان کی افعال

کیسے بولا جاتا ہے ، تو اس کے لیے راہ حق سے ہٹ جانے کے ہوتے ہیں ۔ یہ کلمہ وسط حق ہے اور جو اس

مخرف ہو ، باطل ہے ۔ الحمد فلان ۔ رائ مال عن الحق ۔ یہ بیان اکاد فراساء کا مطلب یہ ہوا

خدا کی صفات کے بارے میں بورہ حق ہے ، اس کے کلمے ایک طرف سے ہوتے ہیں اور دوسری طرف

کرتا اس سے مخرف ہو جاتا ہے ۔ امام رابع اصغاری نے اس کے تشریح حسب ذیل نعتوں میں کی ہے "ان یوصف

باللہ صفت بہ ، او ان یتاؤل اوصاف علی ما لایلتق بہ" (نوربات : ۶۶۷) یعنی خدا کیسے کوئی نہ

وصف قرار دینا جو اسکا وصف نہیں ہونا چاہیے ، یا اسکی صفتوں کا اس کا طلب نہ کرنا  
جو اسکی شان کے لائق نہیں ۔



خاتمہ اسی لیے سورہ فاتحہ میں حرف تین صفحتیں ہیں نمایاں ہوئیں: رحمت اور رحمت

رحمت اور عدالت - ~~اور اس کے واسطے ہو گیا کہ قرآن کا تصور الہی سرتا سر رحمت و جمال کا تصور ہے۔~~  
~~قرآن نے جس قدر صفات رکھا وہ جمال کی جانب کی ہیں، نہ کسی طرف کی طرف رہا۔~~  
~~تیسرا اور غیب کی کسی صفت کو بیان نہ دی گئی۔ کوئی قرآن کا تصور الہی سرتا سر رحمت~~  
~~اور رحمت ہے وہ سب رحمت اور رحمت میں نہیں آتیں اور رحمت سب و جمال~~  
~~و جمال کا تصور ہے۔~~  
~~مثلاً یوم الدین یعنی عدالت میں آگئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کا تصور الہی~~  
~~کی صفات میں ہے۔~~  
~~مثلاً عدالت اور عزت اور سزا کے ماحول نہیں۔~~  
سرتا سر رحمت و جمال کا تصور ہے۔ تیسرا خوفناکی کی اس میں کہ کوئی گئی گئی نہیں! ثانیاً جہاں تک توحید و اشراق کا تعلق ہے قرآن کا تصور ہے اس درجہ کامل

اور بے لچک ہے کہ اس کوئی نظر جمیلے تصورات میں نہیں مل سکتی۔ اسلام کے فلسفے کے

مقدمہ حیوں کو بھی اس خصوصیت کا اعتراف کرنا پڑا۔

توحید کا اعتقاد حقائق الہی کے کث ہرہ کا قدرتی نتیجہ ہے۔ جب ہم کائنات

اور اس کے تمام قوانین الہی پر غور کرتے ہیں تو صاف نظر آ جاتا ہے کہ ہر شے میں اشاعت کی گئی

وحدت برسم ہوئی ہے اور اس کے ہر گوشہ کی ایک بیت اور ہم آہنگی کی ایک عالم صفت

کے تقاضے کے شہادت دے رہی ہے کہ ایک ہی علم صفت کا تھانی کا نتیجہ ہے۔

یہ اگر ضرور ہے کہ اس کا رخائے صفت کیے کوئی صانع ہو تو ~~وہ~~ یہ ضرور

ہے کہ اُسکی الہی ایک سے زیادہ نہ ہو۔ ممکن ہے قرآن کے اس استدلال کو برکات ثانیہ

سے تعبیر کیا ہے اس کا منشاء بھی یہی ہے۔

اگر خدا الہی ذات میں یکانہ ہے تو ~~وہ~~ <sup>ضروری ہے</sup> کہ وہ اپنی صفات میں بھی <sup>یکانہ</sup>

یکونہ اسکی یکانیت کی غلط فہم نہیں آتی اگر کوئی دوسری الہی اس صفات میں <sup>یکانہ</sup>

قرآن سے پہلے توحید کا <sup>یکانہ</sup> پہلو پر نو تمام <sup>یکانہ</sup> مذہب نے زور دیا تھا لیکن <sup>یکانہ</sup>

نمایاں نہیں آتا تھا۔ <sup>یکانہ</sup> پہلو یہ ہے کہ خدا ایک ہے <sup>یکانہ</sup> یہ ہے کہ <sup>یکانہ</sup>



سر  
شک  
نہ ہو

اسکی طرح کوہ نہیں ۔ اور جب اس کی طرح کوئی نہیں تو ضروری ہے کہ جو صنعتیں اس کے لیے ضروری تھیں ان میں سے کوئی دو اس کی  
 جو ضروری ہے کہ جو صنعتیں اس کے لیے لازم کر لی گئی ہیں ان میں سے کوئی دو اس کی شریک نہ کی جائے۔

اس درجہ بلند نہیں ہوئی تھی کہ توحید فی الصفات کی نزاکتوں کی شمول ہو سکتی۔ اس لیے مذاہب نے تمام تر زور توحید فی الذات پر دیا۔ اور دوسری توحید فی الصفات سے تعمک لگائی ہے۔ حیران ہے پہلے نظرانہ کی استعداد

برایا کہ جو حیدر اصفیات اپنی ابتدائی اور بدہ حالت میں چھوڑ دی گئی۔

خاتم مذاہب فصل القرآن میں مسجل عقیدہ توحید اعظم موجود ہے

کسی نہ کسی صورت میں شخصیت پرستی، غفلت پرستی، اور اضماع پرستی

نور اہوئی ری دور رہنا یانِ خدا ہے اسکا دروازہ بند نہ کر کے ۔ ہندوستان میں توغابا اول

دن اسے یہ بات تسلیم کر لی گئی تھی کہ عوام کی تشفی کیلئے دیوتاؤں اور ان کی عظمتوں کی پرستاری

• ناگزیر ہے اور ایسے توحید کا مقام صرف خواص کیسے مخصوص ہوا جا سکتا ہے۔ - فلسفہ یونان کا حال

تعباً (اس بات سے ہے خبر نہ تھی کہ کوہ ایلمپس کے دیوتاؤں کی کوئی اصلیت نہیں) تاہم سوارا

کے علاوہ کسی نے بھی اس ضرورت محسوس نہیں کی کہ عوام کے اعتقاد و عقائد میں خلل انداز ہو۔

اگر دیوتاؤں کی پریش کا نظہ ہم قائم نہ رکھ تو عوام کی نوعی زندگی برباد ہو جائے۔

۸  
~~مضرب~~ ہوجا دریم بریم ہوجا بیگی - خفا غورس کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ جب مرنے والا مشہور ہو گیا

حاجی قاعده سوخت معلوم کی تو اس کے شرانے میں اللہ سو محرم دن کی قربانی کی

۱۔ اے آدمی! اگر تیرے پاس کوئی چیز ہے جو تیرے لئے نفع دے، تو اسے اپنے دوست کے لئے بھی دے دے۔  
 ۲۔ اے آدمی! اگر تیرے پاس کوئی چیز ہے جو تیرے لئے نفع دے، تو اسے اپنے دوست کے لئے بھی دے دے۔  
 ۳۔ اے آدمی! اگر تیرے پاس کوئی چیز ہے جو تیرے لئے نفع دے، تو اسے اپنے دوست کے لئے بھی دے دے۔  
 ۴۔ اے آدمی! اگر تیرے پاس کوئی چیز ہے جو تیرے لئے نفع دے، تو اسے اپنے دوست کے لئے بھی دے دے۔  
 ۵۔ اے آدمی! اگر تیرے پاس کوئی چیز ہے جو تیرے لئے نفع دے، تو اسے اپنے دوست کے لئے بھی دے دے۔

~~مادر کا سر نہ تعلیم ہے اور وہ تمہارے پاس موجود ہے۔ لیکن اس وقت جب کہ تم اس کو~~

~~له آرد و در این~~



اس بارے میں بک زیادہ نازک معاملہ معلوم و رعنا کی شخصیت کا تھا - یہ وہ ہے کہ کوئی تعلیم

ورفعت حاصل نہیں کر سکتی، اگر جب تک تعلیم کی شخصیت میں بھی عظمت کی شان پیدا نہ ہو جائے - لیکن شخصیت کی

عظمت کے حدود کیا ہیں؟ سین آؤر سب قدموں نے ٹھوکر کھائی - وہ اسکی ٹھٹھ حد بند کی نہ کر سکے -

نتیجہ یہ نکلا کہ کبھی شخصیت کو خدا کا اوتار بنا دیا، کبھی ابن اللہ سمجھ لیا، کبھی شریک و وسیع ٹھہرا دیا،

اور اگر یہ نہیں کیا تو کم از کم عظمت کی عظمتیں اس میں اسکی تعظیم میں بندگی و نیاز کی شان پیدا کر دی۔

یہودیوں نے اپنے ابتدائی عہد کی گرامیوں کے بعد کبھی اب نہیں کیا کہ بتور کے بت تراش کر انکی پوجا کر لیں۔

لیکن اس بات سے وہ بھی نہ بچ سکے کہ اپنے بنیوں کی قبروں پر مکمل تعمیر کر کے انہیں عبادت گاہوں کی

شان و تقدس دیدیے تھے - گوتم بدھ کی نسبت معلوم ہے کہ اسکی تعلیم میں اصنام پرستی کے کوئی حکم

نہ تھی - اسکی آخری وصیت جو ہم تک پہنچی ہے یہ ہے "اب نہ کرنا کہ میری نعش کی راکھ کی پوجا شروع

کرو - اگر تم نے اب کیا تو یقین کرو، نجات کی راہ تم پر بند ہو جائیگی" لہٰذا لیکن اس وصیت پر عمل

پایا گیا وہ دنیا کے سامنے ہے - نہ حرف بودھ کی خاک اور یادگاروں پر بعد تعمیر کیے گئے بلکہ

غیب کی رشاہت کا دریہ ہی یہ سمجھا گیا کہ اسے (مجموعوں سے زمین کا کوئی گوشہ خالی نہ رہے) مجسموں سے زمین کا کوئی گوشہ خالی نہ رہے

یہ واقعہ ہے کہ دنیا کی تاریخ میں کسی یہ واقعہ ہے کہ دنیا میں کسی

موجود مجسمے بنا کر زمین کے مجسموں کی شایہ دنیا میں / مجبور کے آتے محسوس نہیں بنا

تجدید مجسمے جسے گوتم بودھ کے بنائے گئے ہیں - حد ہو گئی کہ فارسی زبان میں بودھ (بت)

کا لفظ ہی صنم کے معنوں میں بولا جانے لگا - اسی طرح ہیں معلوم ہے کہ مسیحیت کی حقیقی

تعلیم سرتا سر توحید کی تعلیم تھی، لیکن ابھی اسکی ظہور پر یورپ میں بھی نہیں گزرے تھے کہ مسیحیت

انوحیت مسیح کا عقیدہ نشو و نما پا چکا تھا - بعد حضرت عیسیٰ کے مجسموں سے سچی عبادت گاہیں

بنائی گئیں، اسی طرح کے بعد سچی عبادت گاہیں حضرت مسیح اور عیسیٰ کے مجسموں سے نمودار ہو گئیں

لیکن قرآن نے توحید و انصاف کا آپ کا مل نقشہ کھینچ دیا کہ اس طرح کی لغزشوں

کا کچھ تمام دروازے بند ہو گئے - اس نے حرف توحید پر زور نہیں دیا، بلکہ ہر شرک

کی بھی ممانعت کر دی، اور یہی اس باب میں اسکی خصوصیت ہے -

لہٰذا آری بودھ انہم -



وہ کہتا ہے، ہر طرح کی عبادت اور نیاز صرف خدا ہی کیلئے ہے۔ کی جاسکتی ہے کہ مشق صرف

خدا کی ہستی ذات ہے۔ اگر تم نے عابدانہ عجز و نیاز کے ساتھ کسی دوسری ہستی کے سامنے سر جھکایا، تو

توحید الہی کا اعتقاد باقر نہ رہے۔ وہ کہتا ہے، اسکا یہ کسی کی ذات ہے، جو ان نعم کی پکار سنتی

اور اسکی دعائیں قبول کرتی ہے۔ اگر تم نے اپنی دعاؤں اور طلبگاروں میں کسی دوسری ہستی کو بھی

شریک کر لیا، تو گویا تم نے اسے <sup>خدا کی</sup> اخدائی میں شریک کر لیا۔ وہ کہتا ہے، دعا ~~صرف خدا کی~~ طلب

استعانت، رکوع و سجود، عجز و نیاز، اعتماد و توکل اور اس طرح کے تمام عبادت گزارانہ

اور نیاز مندانہ اعمال صرف خدا ہی کیلئے مخصوص ہیں۔ وہ اعمال ہیں جو خدا اور اس کے بندوں کے

کا باہمی رشتہ قائم کرتے ہیں۔ اگر ان اعمال میں تم کسی دوسری ہستی کو بھی شریک کر لیا، تو

خدا کے رشتہ معبودیت کی یکاگی باقر نہ رہی۔ اسی طرح وہ عبادت، عظیموں، کربانیوں، کارناموں،

اور بے نیازوں کا خواستہ خدا کی ہستی کا تصور پیدا کرتا ہے۔ وہ صرف خدا ہی کیلئے مخصوص ہونا چاہیے۔ <sup>نہ ہمارے اندر</sup> ~~خدا کے مخصوص صفات میں سے~~

~~ہر چیز کی~~ اگر تم نے وہ خواستہ کسی دوسری ہستی کیلئے کر لیا، تو <sup>بھی سب کر لیا</sup> تم نے اسے خدا کا

بند بنے شریک ٹھہرا لیا اور توحید میں ~~خرق~~ نہ رہی۔ کا اعتقاد درہم برہم ہو گیا!

|| یہ وہ ہے کہ سورہ فاتحہ میں ایاک نعبد و ایاک نستعین <sup>کی تلقین کی گئی</sup> اور ~~درود میں~~ اس میں اہل

تو عبادت کے ساتھ استعانت کا بھی ذکر کیا گیا۔ ~~یہ کہ یہ دونوں توحید کے ایک ہی نکتہ پر ہیں۔~~

~~دونوں نکتوں سے ایک ہی روحانی استعانت کا باب کی طلبگاری کا فرق توحید نہیں سمجھتے تو سب~~

بہر دونوں جگہ مفعول کو مقدم کیا جو بعید اختصا ص ہے۔ یعنی ”صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف

مجھی سے مدد طلب کرتے ہیں۔“ ہم یہاں قرآن کی آیات کا نقل کرنا اسے علاوہ تمام قرآن میں اس

گزشت کے ساتھ ~~حقیقت~~ توحید و استعانت اور رد اشراک پر زور دینا ہے کہ کثیدہ



کوی سورت ملک کوی صغی اسے خالی ہو گیا -

سب زیادہ اہم مسئلہ تمام نبوت کی وحدت کا تھا۔ - یعنی معلم کی شخصیت کو اسکی اصلی

جگہ میں محدود کر دینا ~~اور جس میں قرآن نے جس حد تک وصال کے ساتھ تاکہ شخصیت پرستی کا~~

میشہ کیسے سدباب ہو جائے۔ اس بارے میں قرآن نے اصاف اور قطعی نقطوں میں اجسہ صراط و تائید کا

یہ سچیت اور زندگی

پیغمبر اسلام کی بشریت کا اعلان کیا ہے یہ سچا زور دیا ہے، محتاج بیان نہیں - ہم بیان صرف ایک جو قرار دیا ہے وہ تم نبی کو معلوم ہے :

بات کی طرف توجہ دلائیں گے - اسلام نے اپنی تعلیم کا بنیاد کلمہ پر رکھا ہے : اشہدان لا الہ

ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس مقام پر فرمایا ہے: "وہ لوگ جو اللہ کے رسول کے ساتھ تھے، ان کے لئے اللہ نے جہنم کی آگ سے ایک دروازہ کھولا ہے، جس سے وہ اپنے گناہوں کو نکل سکیں گے۔" (تفسیر القرآن، ج ۱، ص ۱۰۰)

اللہ! شہیدان محمد و عبدہ و رسول - پیغمبر "میں اقرار کرتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں" اور میں اقرار کرتا

کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے بندے اور اسے راسل ہیں۔ " ~~یہ اس میں صلاح اس اقرار میں جس طرح خدا~~  
 اقرار کرتا ہے۔

کے توحید کا اعتراف کیا ہے ۔ - حقیقت اسی طرح میں نے بھی تو اس کو کیا ہے کہ میں نے اس کا

خدا کے بندگی اور اربابیت کا بھی اعتراف ~~کھینچ~~ ہے - غور کرنا چاہیے کہ آپ کسوں

کیا یہ ؟ صرف دیکھو کہ پیغمبر اسلام کی (عجبت) اور رات کا (عقباد) اسلام کی رصل و پاس بن جائے

اور اسکا کوئی موقعہ ناگزیر نہ رہے کہ ہمیں ہمدردی و رفاقت کے درجہ میں اس کی جگہ بخشد۔

مبدی کی جگہ عبوریت کا اور رسالت کی جگہ اوتار کا تحمل پیدا ہو۔ - غلط ہے کہ اس زمانہ کو نقص دائرہ اسلام میں داخل کر کے جو کہ جب تک کہ وہ خدا کی توحید کی طرح

کوی شخص دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ وہ خدا کی توفیق سے  
اس معاملہ کا تحفظ کیا گیا جائے گا ؟

اس معاملہ کا تحفظ کیا کیا جائے گا؟  
 (خجک) کا اقرار کیا جائے گا۔ سغرا معلم کی بندگی کا بھی اقرار نہ کرے!

یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے بعد مسلمانوں

میں اچھوتہ سب سے اخلافاٹ پیدا ہو لیکن انکی شریعت کی ~~حیثیت~~ کے بارے میں کبھی نہ

سوال پیدائش ہوا - اُنکی وفات کے بعد رکھی اُنکی وفات پر چند گفتے جو نہیں کر کے

نه حضرت ابو بکرؓ بر سر منبر اعلان کرد ~~که ایاب طغیان مسلک یحییٰ محمد خان محمد آبادی~~ <sup>اردیابکان</sup> ~~و من گمان کنم یحییٰ~~



ظنہ رسد حی لا موت (جاری)

من کان سکم بعد محمد فان محمدا

قد مات ومن کان سکم بعد

فان رسد حی لا موت! (جاری)

جو کوئی نہیں سمجھتا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پریش کرنا تھا

سو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ محمد نے وفات

پائی۔ ~~مگر وہ نہیں سمجھتا~~ کہ میں سے جو کوئی رسد

کی پریش کرتا تھا تو اسے معلوم ہونا

چاہیے کہ رسد کی ذرت ہمیشہ زندہ ہے۔ کہ

اسکے لیے ~~کوئی~~ موت نہیں ہے۔

رابعاً قرآن سے پہلے علوم و فنون کی طرح مذہبی عقائد میں بھی خاص و عام کا امتیاز ملحوظ

رکھا جاتا تھا اور خیال کیا جاتا تھا کہ خدا کا ایک تصور ~~توحید~~ حقیقی ہے اور خواص کے لیے ہے۔ ایک

تصور عملی ہے اور عوام کے لیے ہے۔ خانجہ ہندوستان میں خدا شناسی کے تین درجے قرار دیے گئے تھے:

عوام کے لیے دیوتاؤں کی پرستش۔ خواص کے لیے براہ راست خدائی پرستش۔ اخص الخواص کے لیے وحدۃ الوجود

کا شہدہ۔ ~~اسی طرح فلاسفہ یونان کا خیال تھا کہ وہ خیال کرتے تھے کہ~~ ایک غیر مرئی اور غیر مجسم خدا کا تصور

صرف اہل علم و حکمت ہی رکھتے ہیں۔ عوام کے لیے اسی میں اس ہے کہ دیوتاؤں کی پرستش ہے

میں شغول رہیں۔

لیکن قرآن نے حقیقت و عمل کا خاص و عام کا نوے امتیاز باقرب رکھا۔

~~یہی علم ہی ہے امتیازت رسی وقت تک ظاہر رکھتے تھے جب تک کہ ان کی فطرت غایب نہ ہو~~

~~وہ علم حقیقت میں کامل نہیں۔ لیکن جب تک کہ ان کا رتبہ بکمال نہ ہو~~ خدا پرستی کی ایک ہی راہ

دیکھیں اور بکریے صفاٹ رہی کا ایک ہی تصور پیش کیا۔ وہ کلام و عرفاء کے لیکر

جہاں و عوام تک، بکریے حقیقت کا ایک ہر جلوہ دکھاتا ہے، اور رب پر اعتقاد رکھنے

کا ایک دروازہ کھولتا ہے۔ اس کا تصور جس طرح ایک حکیم و عارف کے لیے سرمایہ فکر ہے، اسی طرح

ایک ~~بے~~ اور دہقان کے لیے سرمایہ تکیں!



خاصاً قرآن نے تصورِ الہی کی بنیاد پر اس طرح سے نوعِ انسانی کے عالمِ وجدانی اور حسی

بر رکھی ہے۔ - یہ نہیں کیا ہے کہ اسے 'ظہر و فکر' کا دشمن کا ایک رب تعالیٰ بنا دیا ہو جو جسے کسی خاص گروہ

اور • طبقہ ہر کا زمین ~~ہر~~ حل کر دے۔  
- زن کا بائگرو جذبی احساس کی ہے؟ یہ ہے کہ کائنات  
ضروری ہے کہ ایک صانع ہستی وجود ہو۔  
ہستی خود بخود پیدا ہوئی • - پیدا کی گئی ہے۔ اور اس لیے ~~ایک صانع ہستی ضرور~~

ہیں قرآن رس! یہ ہیں جو کلمہ مُلّا ہے، • حرفِ رِنا ہی ہے - وہ نہ تو توحید و جبر

کا ذکر کرتا ہے نہ توحید شہور کا۔ اے وہ صرف ایک خالق ہی ہے ~~میں نے اس کا نام لیا ہے~~  
 کا ذکر کرتا ہے ~~جس کی خاطر دعا دیتا ہے~~ جو خوب و کمال کا تمام صفوں سے متصف اور ناقص  
 تمام باتوں سے منزہ ہے اور اس کے بارہ حُزبان پر توں بوجھ نہیں ڈرتا !

ساداً قرآن نے صفاتِ الہی کی تصویر جس جامعیت و تکمیل کے ساتھ کھینچی ہے، صفاتِ تصورِ الہی  
صفاتِ الہی کے بارے میں قرآن کے قرآن سے پہلے صفاتِ الہی کے چند تصورات تو جوہر تھے، اُن میں کوئی  
تصور بھی آپ نظر نہیں آتا جو شانِ تکمیل رکھتا ہو۔

۱۔ توحید وجودی ہے تصور وحدۃ الوجود کا عقیدہ ہے۔ یہ خدا کی ہستی کے سوا کوئی ہستی وجود نہیں رکھتی۔  
~~۲۔ یہ ایک وجود ہے جس کی کثرت کا یہ عقیدہ ہے وجود شخص کے سوا جو کچھ ہے تعینات کا فریب ہے؟~~  
 وجود ایک ہی ہے۔ باقر جو کچھ ہے تعینات کا فریب ہے !

توحید شہوری یہ ہے کہ موجودات خلقت کو بہ حقیقت موجودات کا تسلیم کرنے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ جو  
جس وجود الہی کے طور پر ہے اس میں نہیں دیکھا جاتا ہے، تو اہل ہستی ایک عالم ناپید ہوا ہے۔ اس لیے نہیں  
کہ وہ غیر موجود ہیں۔ کلمہ اس لیے کہ سورج نے کل آیا اور اس کی سطح پر تہل میں تارے  
ناپید ہو گئے !

فَلَا اسْتَبَانَ الصَّيْحُ اِدْرَجَ ضَوْؤُهُ  
بَاخْطَارِهِ اضْوَاءُ نُورِ الْكَوَاكِبِ !



ساداً جس ترتیب کے ساتھ سورہ فائقہ میں یہ تینوں صفتیں بیان کی گئی ہیں، دراصل فکر

کے طلب و معرفت کی قدرتی منزلیں ہیں، اور اگر طور کیا جائے تو اسی ترتیب سے پیش آئی ہیں۔

ربوبیت کا ذکر کیا گیا، یونکہ کائنات ہستی میں سب زیادہ ظاہر نمود اسی صفت کی ہے اور ہر وجود کو زیادہ

~~یہ صفت~~ اس کی احتیاج ہے۔ - ربوبیت کے بعد رحمت کا ذکر کیا گیا، یونکہ اسکی

صفت ~~یہ صفت~~ بمقابلہ ربوبیت کے معلوم و تفکر کی محتاج ہے اور ربوبیت کے ثبوتات یہ جب

نظر آگئے ٹھہرتی ہیں اور رحمت کا حلوہ نمودار ہوتا ہے۔ رحمت کے بعد ~~مالک یوم الدین~~

~~یہ صفت~~ کا ذکر کیا گیا۔ یعنی ~~عدالت کی صفت~~ بیان کی گئی، یونکہ یہ اس

سفر کی آخری منزل ہے۔ - ~~ربوبیت~~ رحمت کے ثبوتات سے پہلے جب نظر آگئے ٹھہرتی ہیں

تو معلوم ہوتا ہے کہ ~~عدالت کی صفت~~ عدالت کی بھی نمود ہر حکم موجود ہے اور

ایسے موجود ہے کہ ربوبیت اور رحمت کا تقاضا یہی ہے۔



( ) اهدنا الصراط المستقیم

۔ رخصائی کرنے، ۔

ہدایت کے معنی راہ دکھانے، راہ پر گامزن کرنے کے ہیں۔

ہدایت

اجالہ اس کا ذکر اور گزشتہ بیان میں جاتے ہیں 'ہدایت' کے مختلف مراتب قائم ہیں۔  
نظرِ دالین حجتاً قرآن حکیم نے ذکر کیا ہے، اور جن میں سے ایک خاص مرتبہ وحی و نبوت کی ہدایت ہے۔

تم اپنی پڑھائی ہو کہ خدا کی ربوبیت نے سطحِ مخلوقات کو اپنے مناسب حال و قسم  
دے دی ہے، اسی طرح انہی ہدایت کا طریقہ بیان بھی کر دیا ہے۔ فطرت کی ہدایت ہے

جو ہر وجود کو اپنی زندگی و معیشت کی راہ پر گامزن اور ضروریاتِ زندگی کے حصول کی جستجو

رہنا ہوتی ہے۔ اگرچہ فطرت کی یہ (جستجو) موجود نہ ہو تو ممکن نہ تھا کہ کوئی مخلوق بھی

زندگی و بقا کا سامان بہم نہیائے۔ چنانچہ قرآن نے جا کا اس حقیقت پر توجہ دلائی ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ ہر وجود کی زندگی و معیشت کے لئے درجہ تکمیل تک پہنچنے کے مختلف مراتب ہیں، اور ان میں آخری

مرتبہ 'ہدایت' کا مرتبہ ہے۔ سورہ اعلیٰ میں بالترتیب چار مرتبوں کا ذکر کیا گیا ہے :

الذی خلق، فسوی، والذی قدر، وہ پروردگار حق، آبدار، پھر درایت کو کیا،  
پھر ہر وجود کیلئے ایک اندازہ ٹھہرا دیا، پھر اس پر  
راہ (عمل) کھول دی !  
(۲: ۸۷)

یعنی مخلوق وجود کے چار مرتبے ہوئے : 'خلق'، 'توسیع'، 'تقدیر'، 'ہدایت'۔

'خلق' کے معنی پیدا کرنے کے ہیں۔ یہ بات کہ کائناتِ خلق خدا کے وجود

کا مواد عدم سے وجود میں آگیا، 'خلق' ہے۔

'توسیع' کے معنی یہ ہیں کہ ایک چیز کو جس طرح ہونا چاہیے، کھینچ کھینچ کر اس طرح

درست اور آراستہ کر دیا۔

'تقدیر' کے معنی اندازہ ٹھہرانے کے ہیں، اور اس کے شرعی اور گزشتہ







رہنمائی کے لئے ~~جو~~ جو بھی مان کی جگہ سے نہ بنے (اور اس پر جو شہادتیں) اور اپنی غذا حاصل کر لے۔

دعوتوں کی ہدایت کے بعد حواریں کی ہدایت کا مرتبہ ہے، اور وہ اس بلند مرتبہ پہنچنے والے ہیں۔

سنے، کھنے، پھولے اور سوکھنے کی قوتیں بخشی ہے اور انہی کے ذریعہ ہم ~~انسانی~~ <sup>انسانی</sup> اور ~~انسانی~~ <sup>انسانی</sup> کے درمیان

علم و ادراک پیدا ہوتا ہے۔ ہم خارج کا علم و ادراک حاصل کرتے ہیں۔

نظرِ ہدایتِ فطرت کے یہ دونوں مرتبے ان نادر حیوان کا ~~موجود~~ <sup>سب</sup> ~~پیدا~~ <sup>ہوتے</sup> ہیں، لیکن جہاں

انسانی مصلحت ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ ~~کچھ چیزیں~~ <sup>ہدایت</sup> ~~مسیر~~ <sup>(جس میں)</sup> ~~موجود ہے~~ <sup>عقل</sup> اور وہ

۷۔ کی ہدایت - حضرت کا یہی ہدایت ہے جس نے ان کے لئے غرر و ترقیات

(کھود کو گول دیا ہے) اور اپنے مکان پر رضی اللہ عنہ زیادہ تر فریقہ مخلوق کی خبیث اصل رکھے۔

و جہاں کہ ہدایت اُس میں سعی و طلب کا دھولم پیدا کرتی ہے ، حورس اسکی یہ معلومات

دھرم ہیمنی ہے میں اور عقل ~~کے~~ <sup>کے</sup> ~~تائید~~ <sup>تائید</sup> و احکام مرتب کرتی ہے۔ حیوانات کو اس احکام سے

کی ضرورت نہ تھی، اپنے اسکا قدم و بدن اور حواس سے آگے نہیں بڑھا۔ لیکن زن میں تنہوں  
مرتبہ جمع ہو گئے۔

۱۲۱ جوہر عقل کی ح ؟ ● دراصل اسی موت و جہنم و عورک کی سبب ہے کہ ایک مرتد

حالت ہے جسے ~~فرد~~ حیوانیات میں وجہ ان اور اس کی روشنی پیدا کر رہی ہے۔  
~~حالت ہے جو تمام حیوانیات میں محسوس کرتی ہیں۔ جس طرح ان کا جسم، اب ہم ارضی کی سطح (اعلیٰ)~~

بجائے کرے ہے اس طرح اس کی معنوی قوت بھی خود ماحول پر ہی مبنی ہے۔

روح حیوانی کا وہ جوہر ادراک جو نباتات میں مخفی اور حیوانات کے وجہاں و شرف و غرض

موجودہ زمانہ میں (درجہ کمال تک پہنچ گیا) اور عقل جو عقل کے نام سے پکارا گیا ہے۔

ہدایت سے مقصود یہ ہے کہ روح و ہر اس کی زندگی و معیشت کی راہ کھول دے۔

اور اس کے تشریح بھی ربوبیت کے معنی میں راہ پر ہے۔

مثلاً مخلوقات میں ایک خاص قسم پرندہ ہے۔ یہ بات کہ اس کا مادہ خلقت طور

میں آگیا، تخلیق ہے۔ یہ بات کہ اس کے ہرے و باطنی قوی اس طرح بنا دیے گئے

کہ ٹھیک ٹھیک طعام و اعتدال کی حالت میں رہے، تسویہ ہے۔ یہ بات کہ اس کے

ہرے و باطنی قوی کے مطابق کچھ ایسا ہے کہ اندر رہے پھر دیکھا جائے۔ ~~حال میں~~

وہ باہر نہیں نکلتے، تقدیر ہے۔ مثلاً وہ ہوا میں اڑتا ہے۔ جھلیوں کی طرح

پانی میں سیر کرتا ہے۔ یہ بات کہ اندر و باطن و قوی کی دوسری پیدا ہوئی جو

اس میں رہا رہتا رہتا کہ کچھ باتیں لکھتے ہیں کہ اس کی حالت میں رہتا ہے۔

تو یہ ہے 'ہدایت' ہے۔

~~تاریخ ہدایت~~ قرآن میں 'حزلی' = = = بن طریح

اس کا جائزہ دیا گیا اور

اس نے ہر وجود کو اس کے قوی و باطنی قوی

کا سبب حال اندازہ پھر دیا کہ اس میں کچھ باتیں

ربنا اللہ! عظمیٰ علیٰ شئ مطلق ثم عظمیٰ  
(۵۲: ۲۰)

قرآن حضرت ابراہیم علیہ السلام : اور اس کی قوم کا جو تھکا۔

ابراہیم اے عیضہ کا رسول رہے ہوئے ہیں :

و از قال لہ ابراہیم لا یموت و قومہ انہی براہ

ما تعبدون الا الذی فطرنا فانہ سیجذبن

(سورہ ۲۵ : ۱۵)

اور جب ابراہیم

(دو ٹکڑوں میں)

براہیم

براہیم اور قوم

بچے قوی

(زاد رکھو) تم جن

بچے قوی ہو کام نہیں

بچے قوی

بچے قوی

بچے قوی

بھرا م دیکھتے ہیں کہ ہدایتِ فطرت کے ان تینوں مرتبوں میں سے ہر مرتبہ اپنے قوت و عمل کا ایک خاص اثر

رکھتا ہے۔ - اُس سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ - اور اگر اُس مرتبہ سے ایک دوسرا بلند تر مرتبہ موجود نہ ہوتا تو پہلے

موجود تر مرتبہ اس حد تک پہنچ سکتی جس حد تک ہمارے معنوی <sup>قوتیں</sup> ~~قوتیں~~ اس حد تک ترقی نہ کر سکتیں، جس حد تک

انہیں ~~فطرت نے~~ فطرت کی رعنائی سے ~~ترقی کر رہی ہیں~~۔ - وجدان کی ہدایت • ہم میں طلب و سنج کا جوش

موجود پیدا کرتی ہے اور مطلوباتِ زندگی کی راہ پر لگاتی ہے، لیکن ہمارے وجود سے باہر جو کچھ موجود ہے،

اُس کا ادراک حاصل نہیں کر سکتی۔ - یہ ~~موجود~~ <sup>کام</sup> مرتبہ حواس کی ہدایت کا ہے۔ - آئٹھ دیکھتی ہے، سنان

سناتا ہے۔ - زبان دیکھتی ہے۔ - کتھ چھوٹا ہے۔ - ناک سونگھتا ہے۔ - اور اس طرح ہم اپنے وجود سے باہر  
کے تمام محسوس اشیاء کا <sup>ادراک</sup> ~~ادراک~~ حاصل کر لیتے ہیں۔ -

لیکن حواس کی ہدایت بھی ~~محدود~~ <sup>محدود</sup> ایک خاص حد تک <sup>کام</sup> ~~کام~~ دے سکتی ہے۔ - اُس سے آگے <sup>نہیں</sup>

بڑھ سکتی۔ - آٹھ دیکھتی ہے مگر صرف اسی حالت میں جبکہ دیکھنے کی تمام شرطیں موجود ہوں۔ - اگر کوئی

ایک شرط بھی نہ پائی جائے۔ - مثلاً روشنی نہ ہو، یا فاصلہ زیادہ ہو، تو ہمیں ہم آٹھ رکھنا پڑے

ہم آٹھ رکھنا پڑے۔ - لیکن ایک موجود چیز کو <sup>براہِ راست</sup> ~~دیکھ~~ دیکھ سکتے۔ - علاوہ بریں حواس کی ہدایت صرف

اتنا ہی کر سکتی ہے کہ اشیاء کا احساس پیدا کر دے۔ - لیکن مجرد احساس ~~ہم~~ <sup>ہم</sup> کا نہیں ہے۔ -

ہیں استنباط و استنتاج کی ضرورت ہے، احکام کی ضرورت ہے، کلیات کی ضرورت ہے۔ - اور کام

در عقل ~~حکم عقل~~ عقل کی ہدایت <sup>محدود</sup> ~~محدود~~ وہ اُن تمام <sup>مدرکات</sup> ~~مدرکات~~ کو جو حواس کے ذریعہ حاصل ہوتی ہیں، ترتیب

دیتی ہے، اور ~~انہ~~ <sup>انہ</sup> احکام و کلیات کا استنباط کرتی ہے۔ -

علاوہ بریں جس طرح وجدان کی تکمیل کیلئے حواس و اشعار کی ضرورت تھی، اُسی طرح حواس

کی تصحیح و تکرار کیلئے عقل کی ضرورت تھی۔ - حواس کا ذریعہ ادراک نہ صرف محدود ہی ہے، بلکہ



ب اوقات غلطی و گمراہی سے بھی محفوظ نہیں ہوں۔ ہم دور سے ایک چیز دیکھتے ہیں اور محسوس کرتے ہیں کہ وہ  
 ایک سیاہ نقطہ ہے۔ زیادہ حجم نہیں رکھتی، حالانکہ وہ ایک عظیم اثر ن گنبد ہوتا ہے۔ ہم ہماری حالت  
 میں شہد جیسی میٹھی چیز دیکھتے ہیں، لیکن ہمارا حاسہ ذوق ~~یہ~~ یقین دلاتا ہے کہ ~~یہ~~ مزہ کڑوا ہے۔

تالاب میں  
 ہم ایک لکڑی کا عکس ~~دیکھتے ہیں~~ دیکھتے ہیں۔ لکڑی مستقیم ہوتی ہے لیکن عکس میں طرہی دکھائی  
 دیتی ہے۔ بار بار اب ہوتا ہے کہ کسی عارضہ کی وجہ سے ~~یہ~~ کان بجھ گئے ہیں اور ~~یہ~~ <sup>ایسی صدائیں</sup>

سنائی دیتی ہیں۔ ~~یہ صدائیں حسی ہیں~~ <sup>بجھ گئے</sup> جتنا خارج میں کوئی وجود نہیں۔ اگر رتبہ حواس سے بھی ایک بلند تر  
 رتبہ ہدایت وجود نہ ہوتا، تو ~~یہ~~ <sup>مکن نہ تھا</sup> ہم حواس کی ان دراندازیوں میں ہم حقیقت کا سراغ ~~نہ~~ <sup>پا سکتے</sup>۔

لیکن ان تمام حالتوں میں عقل کی ہدایت نمودار ہوتی ہے۔ ~~یہ~~ <sup>بعد</sup> وہ حواس کی دراندازیوں

~~اور گمراہیوں~~ میں ہمارے رہنمائی کرتی ہے۔ وہ ہمیں بتلاتی ہے کہ سورج ایک عظیم اثر ن کرتا ہے۔

اگرچہ ہماری آنکھیں آپ ایک سنہری تھالی سے زیادہ محسوس نہیں کرتی۔ وہ ہمیں بتلاتی ہے کہ شہد کا مزہ  
 ہر حال میں پیٹھا ہے، اور اگر ہم کڑوا محسوس ہوا ہے، تو یہ ایسے ہے کہ ہمارے منہ کا مزہ بگڑ گیا ہے۔ وہ اس طبع

وہ ہمیں بتلاتی ہے کہ جس وقت بعض اوقات خشکی بڑھ جائے سے کان بجھ گئے ہیں، اور اس حالت میں جو صدائیں

سنائی دیتی ہیں، وہ خارج کی صدائیں نہیں ہوتیں، بلکہ خود ہمارے گرد مانے ~~یہ~~ <sup>جس</sup> کی گونج ہوتی ہے۔

لیکن جس طرح وجدان کے بعد حواس کی ہدایت نمودار ہوئی، کیونکہ وجدان

ہدایتِ فطرت کا چوتھا مرتبہ

کی ہدایت ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی تھی اور حواس کے بعد

عقل کی ہدایت نمودار ہوئی، کیونکہ حواس کی ہدایت بھی ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی تھی، کیونکہ

اسی طرح ہم محسوس کرتے ہیں کہ عقل کی ہدایت کے بعد بھی ~~یہ~~ <sup>ہدایت کا کوئی مزید مرتبہ ہونا چاہیے</sup> کیونکہ



عقل کی ہدایت بھی ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی اور اس کے دائرہ عمل کے بعد بھی ایک دائرہ باقی رہتا ہے۔

عقل کا رفرائی جیسی کچھ اور جنسی کچھ ہے۔ حیوانات کے دائرہ میں محدود ہے۔ نیچے وہ صرف اسی حد تک

کام دے سکتی ہے جس حد تک ہمارے حواس خمسہ معلومات سمجھنے پانے رہتے ہیں۔ لیکن حیوانات کے لئے

آگے کیا ہے؟ اس پر دے کے سمجھیں کہ ~~(جن جن پر حواس خمسہ سمجھنے پانے کے لئے ہیں)~~ <sup>جن جن سے آگے ہمارے چشم حواس نہیں بڑھ سکتی؟</sup> یہ ان پر عقل

بالکل درماندہ ڈھکائی ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہمارے ~~(ان پر عقل کی روشنی نہیں دے سکتی!)~~ <sup>ہیں کوئی روشنی نہیں دے سکتی!</sup> ~~ان پر عقل کی روشنی نہیں دے سکتی!~~

علاوہ برائی جان تک انسان کی عقل زندگی کا عقلی ہے عقل کی ہدایت نہ تو ہر حال <sup>ہر حال میں</sup> میں کافی ہے اور نہ اوتار۔ نفسِ رانی طرح طرح کی خواہشوں اور جذبات سے کچھ دس طرح سے ~~متاثر~~

متاثر و متاثر ہوا ہے کہ جب کبھی عقل اور جذبات میں کشمکش ~~(جو ہوتی ہے)~~ <sup>ہو جاتی ہے</sup> تو اکثر

حالتوں میں وضعی جذبات <sup>یہ کہیں</sup> ~~پیدا ہوتے ہیں~~ ہوتے ہیں۔ ~~بعض اوقات~~ <sup>بعض اوقات</sup> ~~بعض اوقات~~ <sup>بعض اوقات</sup>

ہیں یقین دلاتی ہے کہ فلاں فعل ~~بہتر~~ <sup>بہتر</sup> ضرور درست ہے لیکن جذبات ہیں ترغیب دیتے ہیں اور

اس کے ارتکاب سے روکنے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ ~~(اس کے ارتکاب سے روکنے آگے نہیں بڑھ سکتے۔)~~ <sup>اس کے ارتکاب سے روکنے آگے نہیں بڑھ سکتے۔</sup>

~~(اس کے ارتکاب سے روکنے آگے نہیں بڑھ سکتے۔)~~ <sup>اس کے ارتکاب سے روکنے آگے نہیں بڑھ سکتے۔</sup>

~~یہ چیزیں کہیں نہ ڈالیں~~ کی طرف توجہ نہ بڑھائیں!

اجھا اگر خدا کی روبرو یہ ضروری تھا کہ وہ ~~(جن جن پر عقل کی ہدایت)~~ <sup>وہ جن کے ساتھ حواس بھی دے</sup> ~~وہ جن کے ساتھ حواس بھی دے~~

ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی اور اگر ضروری تھا کہ حواس کے ساتھ عقل بھی دے، ~~(جو عقل کی ہدایت)~~ <sup>جو عقل کی ہدایت</sup>

حواس کی ہدایت بھی ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی، تو یہ ضروری نہ تھا کہ عقل ~~وہ جن کے ساتھ حواس بھی دے~~ <sup>وہ جن کے ساتھ حواس بھی دے</sup>

کے ساتھ کچھ اور بھی دے، کیونکہ عقل کی ہدایت بھی ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی اور

اعمال کی درستگی و انضباط کیلئے کافی نہیں؟



قرآن کہتا ہے کہ ضروری تھا اور اسی لیے اللہ کی ربوبیت نے ان کیلئے ایک چوتھے مرتبہ ہدایت

کا بھی سامان کر دیا۔ یہی مرتبہ ہدایت ہے جسے وہ وحی و نبوت کی ہدایت سے تعبیر کرتا ہے۔

خانیہ ہم دیکھتے ہیں اس نے جا بجا ان مراتب ہدایت کا ذکر کیا ہے اور انہیں ربوبیت الہی کی سب سے

بڑی بخش و رحمت قرار دیتا ہے :

وَمَا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَشَاحِنَ مُسْلَمٍ  
فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا - وَمَا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ  
إِلاَّ نَارًا وَآمَّا كُفُورًا (۲: ۷۶)  
ہم نے ان کو طے جلتے نطفہ سے پیدا کیا جسے (ایک کے بعد) مختلف حالتوں میں بٹھتے ہیں، پھر اسے رہنما دیا کہ وہ سننے والا اور دیکھنے والا مخلوق ہو گیا۔ ہم نے اس پر راہ عمل کھول دی۔ مگر اب یہ اس کا کام ہے کہ یا تو شکر کرنے والا ہو، یا ناشکر۔ (یعنی یا تو خدا کی راہوں کو سمجھ کر توفیق کھیل کھیل کام میں لائے اور فلاح و سعادت کی راہ اختیار کرے، یا اُڑنے کا کام نہ لے اور گمراہ ہو جائے)

وَمَا جَعَلْنَاهُ عَيْنِينَ وَنَا وَثِقَتَيْنِ  
وَهَدَيْنَاهُ الْغُورِينَ ؟ (۶: ۹۰)  
کیا ہم نے اسے دو آنکھیں نہیں دیں ایک چھوڑ دو دو آنکھیں نہیں دیں (یعنی وہ دیکھتا ہے) اور زبان اور ہونٹ نہیں دیں (جی) جو گویائی کا ذریعہ ہیں ؟

وَجَعَلْنَا لَكُمْ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ  
عَلَّامُ الْغُورِينَ (۸۰: ۱۶)  
اور اللہ نے ہمارے لیے سننے اور دیکھنے کے حورس اور دل اور ہونٹیں کیلئے دل (یعنی عقل دی) تاکہ تم شکر گزار ہو جاؤ (یعنی خدا کی راہوں کو سمجھ کر توفیق کھیل کھیل کام میں لادو)

ان آیات اور انہی ہم معنی آیات میں حورس و ثاقب اور عقل و فکر کی ہدایت کی طرف

اشارت کی گئی ہے۔ لیکن وہ تمام مقامات جہاں ان کی روحانی سعادت و شقاوت کا ذکر

کیا گیا ہے، وحی و نبوت کی ہدایت سے متعلق ہیں۔ مثلاً :

حورس یا در ہے کہ عرب میں قلب اور فؤاد کے معنی نفس اس عضو ہی کے ہیں جسے اردو میں دل کہتے ہیں۔ بلکہ اسکا اطلاق عقل و فکر پر بھی ہوتا ہے۔ قرآن میں جہاں کہیں سمع و بصر و غیر کے ساتھ قلب اور فؤاد کہا گیا ہے اس سے مقصود عقل و فکر کا جوہر ہے۔ جو عقل ہے ۱۳



اَنْ عَلَيْنَا لَهْدًى وَاَنْ لَنَا لَلْاَحْرَه وَالْاَدْوٰى

(۹۲: ۱۱۱)

وَاَمَّا تَمُوذُ فَنَعِدُّوْهُ اِيْمًا فَاسْتَجِبْ اِلَىٰ

الْهَدٰى (۱۶: ۴۱)

وَالَّذِيْنَ جَاءَ بِدَاخِلِنَا لِنُخْرِجَهُ

سَلْبًا وَاَنْ رَسَدَ لِمَنْ كُنْزِيْنَ (۶۹: ۲۹)

بلاشبہ یہ ہمارا کام ہے کہ ہم رخصتی کریں، اور یقیناً

آخرت اور دنیا دونوں ہمارے ہی لیے ہیں (یعنی نہیں  
جو سیدہ عرہ جیٹکا کے لیے دونوں حکم نامہ کا بیانیہ ہے  
اور جو منصرف ہوگا اس کے لیے دونوں حکم نامہ مراد ہے)

اور باقری قوم تھوڑے تو اسے بھی ہم نے راہ (حق)  
دکھلا دی تھی لیکن اس نے اندھے پن کا شیوہ پسند کیا،  
اور ہدایت کی راہ نہ چلی۔

اور جن لوگوں نے ہمارا راہ میں سہی و جانفشانی کی  
تو ضروری ہے کہ ہم ان پر اپنی راہیں کھول دیں، اور یہ  
بلاشبہ اللہ ان لوگوں کا مقرر اور مددگار ہے جو سبیل حق میں!

چنانچہ اس سلسلہ میں وہ اللہ کی ایک خاص ہدایت کا ذکر کرتا ہے، اور اسے

”الْهَدٰى“ کے نام سے پکارتا رہا ہے۔ یعنی الف لام تعریف کے ساتھ:

”الْهَدٰى“

قُلْ اِنْ هَدٰى الرَّسَدُ هُوَ الْهَدٰى وَاَرٰى

لِسُلْمٍ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ (۷۰: ۶)

وَلَنْ تَرْضٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا

النَّصَارٰى قَتْلٰى تَتَّبِعُ مَلْعُوْمًا قُلْ اِنْ هَدٰى الرَّسَدُ

هُوَ الْهَدٰى (۲: ۱۱۱)

(اے پیغمبر!) کہو، یقیناً ہدایت اللہ کی ہدایت

ہی ”الْهَدٰى“ ہے۔ (یعنی ہدایت ان کی ہدایت

کی اصل راہ ہے) کیلئے حقیقی ہدایت (اور ہم سب کو

یہ (اسی بات کا) حکم دیا گیا ہے کہ تمام کائنات

خلقت کے پروردگار کے آگے سیر عودیت چھکادیں!

(سودہ تم سے خوش ہوئے وہ اپنے نہیں جانتے کہ

اور (یاد رکھو) اللہ کے دربار میں تم سے کچھ خوشی

نہیں ہو سکتی جب تک تم یہودیوں کی ملت کی پیروی نہ کرو

تم سے خوش ہونے والے ہیں اور یہی حال نصاریٰ کا ہے۔

(اے پیغمبر!) ان سے کہو، ”الْهَدٰى“ (یعنی

حقیقی ہدایت) اللہ تو وہی ہے جو اللہ کی ہدایت

کے لئے ہے (پس تمہاری مذہبی گروہ بندیوں کی یہی ملتوں

کی ہیں کیونکہ پیروی کرنا ہوں یہی راہ تمہاری حیرانہ

ملتوں کی راہ نہیں ہے۔ اللہ کی ہدایت کی راہ ہے)

اور یہ لوگ (یعنی یہودیوں کی) آپس میں ایک دوسرے

سے کہتے ہیں، اے ہم غریب آدمی کے ہوا اور کسی آدمی کو

کو (سبیل پر) گم نہ مانو۔ (اے پیغمبر!) ان سے کہو کہ ”الْهَدٰى“

(یعنی ہدایت کی حقیقی راہ) تو اللہ کی ہدایت ہے، (یعنی

تمہارے بنائے ہوئے اللہ کے پیغمبر کے پیغمبر کے پیغمبر کے

پیغمبروں پروردگار اللہ کے گروہ بندیوں کی راہ

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ اَلْمَنَ تَتَّبِعُ دِيْنًا قُلْ اِنْ

الْهَدٰى هَدٰى الرَّسَدُ (۳۰: ۶۶)



(اور وہ تمام نوع انسانی کیلئے ہے۔ صرف یہودیوں ہی کیلئے نہیں ہے کہہ دیجئے کہ اس کو انسانی نوع کے لئے ہے)

یہ ”الہدٰی“ یعنی ہدایت کی قطعی راہ، کوئی راہ ہے؟ قرآن کہتا ہے، ”خدا کی راہ“ جس کی راہ ہدایت

جو اس وقت سے دنیا میں موجود ہے جو اول دن سے دنیا میں موجود ہے، جس وقت سے تو یہ دن نہ کو ہدایت و حق کی ضرورت ہوئی ہے اور بلا تفریق و امتیاز

تمام نوع انسانی کیلئے ہے۔ وہ کہتا ہے، جس طرح خدا نے وجدان، حواس، اور عقل کی ہدایت میں نہ تو نسل و قوم کا

اختیار رکھا ہے، نہ زمان و مکان کا، اسی طرح ~~خدا~~ ہدایت و حق میں ہر طرح کے تفرقہ و امتیاز سے پاک ہے

یعنی وہ سب کیلئے ہے، اور سب کو دی گئی ہے۔ اور اس ایک <sup>ہدایت</sup> ~~مذہب~~ کے سوا اور جنسی <sup>ہدایتیں</sup> ~~ہیں~~ ہیں ان نوع <sup>اختیار کے لئے</sup> ~~کی~~ <sup>سب</sup> ~~ہیں~~۔  
(جسے ان کی بناوٹ کی ماہی ہیں۔ خدا کی ٹہرائی ہوئی راہ، صرف یہ ایک راہ ہے۔)

اسی ہے وہ ہدایت کی ان تمام صورتوں سے قطع نظر رکھتا ہے جو اس اصل سے منحرف ہوا۔ طرح طرح کی مذہبی  
گروہ بندیوں اور <sup>مختلف</sup> ~~تفرقہ~~ ٹولیوں میں <sup>بٹ گئی</sup> ~~مختلف~~ ہیں، اور سادہ و نباتات کی <sup>عالمگیر حقیقت</sup> ~~مختلف~~ خاص خاص گروہوں اور مخلوق کی میراث  
کی بنائی گئی ہے۔ وہ کہتا ہے، ان کی بناوٹ کی یہ <sup>انگ انگ</sup> ~~مختلف~~ راہیں، ہدایت کی راہ نہیں ہیں۔ ہدایت کی راہ  
تو وہی <sup>راہ</sup> ~~ایک~~ عالمگیر ہدایت ہے۔ اسی عالمگیر ہدایت <sup>وحی</sup> ~~کی~~ کو وہ ”الدین“ کے نام سے پکارتا ہے۔ یعنی  
نوع انسانی کیلئے حقیقی دین۔ اور اسی کا نام اسکر زبان میں ”الاسلام“ ہے۔

وحیت دین کی اصل غلطی اور قرآن  
یہ اصل غلطی قرآن کی دعوت کی بے پہلو بنیاد ہے۔ وہ جو کچھ بھی  
بتلانا اور کھلانا چاہتا ہے، تمام اس اصل پر مبنی ہے۔ اگر اس اصل سے قطع نظر کر لی جائے تو اس کا تمام کارخانہ دعوت  
درہم برہم ہو جائیگا۔ لیکن تاریخ عالم کے عجائب تصرفات میں سے یہ واقعہ بھی سمجھنا چاہیے کہ جس درجہ قرآن نے اس  
اصل پر زور دیا تھا، اتنا ہی زیادہ دنیا کی نگاہوں نے اس کے اعراض کیا۔ اور جس درجہ اس نے  
قرآن کی کھلی باتیں اور جہد زیادہ اس نے یہ بات واضح کرنے چاہی کہ کہا جاسکتا ہے، آج قرآن کی کوئی بات  
میں <sup>اس درجہ</sup> ~~کوئی~~ دنیا کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہے، جہد کی یہ اصل غلطی ہے۔ اگر آپ شخص ہر طرح کے خارجی اثرات سے  
خالی اندیشہ ہو کر قرآن کا مطالعہ کرے، اور <sup>اس کی صفحہات میں جا بجا</sup> ~~اس~~ اصل غلطی کے قطعی اور واضح اعذات پڑھے،

(تعمید شدہ ہے)



جب ذیل

اس باب میں قرآن نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے :

وہ کہتا ہے 'ابتداء میں جب ان کی جمیعت کا یہ حال تھا کہ لوگ اپنی قدرتیں رنگ بکرتے تھے۔ ان میں تو کسی طرح کے اختلاف تھا نہ کسی طرح کی مخالفت۔ سب کی زندگی ایک ہی طرح کی تھی۔ کوئی اختلاف نہ تھا۔ سب ایک ہی طرح کی زندگی بسر کرتے تھے۔ ایک ہی طرح کا طریقہ پر عمل کرتے اور

اور اپنی قدرتیں <sup>سادگی</sup> پر قائم تھے۔ پھر یہ ہوا کہ نسل ان کی کثرت اور ضروریاتِ معیشت کی وسعت سے

طرح طرح کے اختلافات پیدا ہو گئے اور اختلافات نے تفرقہ و انقطاع اور ظلم و فساد کی صورت اختیار کر لی۔ ہر گروہ دوسرے گروہ سے نفرت کرنے لگا اور <sup>زبردستی</sup> زبردستی کے حقوق یا مال <sup>ہونے لگے۔</sup> کرنے لگا۔

جب یہ صورت <sup>دوڑا ہوئی</sup> دوڑا ہو صورت حال <sup>دوڑا ہوئی</sup> دوڑا ہو گئی تو ضروری ہوا کہ نوع ان کی ہدایت کیلئے وحی الہی کی روشنی نمودار ہو۔ چنانچہ یہ روشنی نمودار ہوئی اور خدا کے رسولوں کی دعوت و تبلیغ کا مسلم <sup>ظہور</sup> ظہور ہوا۔

وہ خود انسانی کے تمام <sup>ہو گیا</sup> صفات پر غلبہ ہو گیا۔ تمام مادیوں کی تعلیم یہ تھی کہ ہو گیا۔ وہ ان تمام دشمنوں کو

جیسے ذریعہ ہدایت <sup>اس</sup> کا مسلم قائم ہوا 'رسول' کے نام سے جبر کر رہا ہے۔ کیونکہ وہ خدای سبحان کی

کا پیغام پہنچانے والے تھے اور 'رسول' کے معنی پیغام پہنچانے والے کے ہیں :

وما کان الناس الا امة واحدة 'فاختلفوا' اور ابتداء میں تمام انسان (لوگ) ایک گروہ میں مشرق

دولہ کلمہ سبقت من رب 'لفقی شیخ فیما فیم' <sup>مشرق</sup> مشرق نہ تھے (پھر پھریں ہوا کہ آپس میں بحث و

وہ باہر اختلاف پیدا ہو گیا اور اگر اس بارے میں تمھارے پروردگار نے پہلے سے ایک فیصلہ نہ کر دیا ہوتا تو جن ملتوں

میں <sup>پسوں</sup> پسوں اختلاف کو رہا ہے (یعنی یہ کہ ان نون میں اختلاف ہوا) اور مختلف راہیں لوگ اختیار کر گئے (تو جن

باتوں میں لوگ اختلاف کرتے ہیں وہ سب انکا (پیش دنیا میں) فیصلہ کر دیا جاتا

تھا ہم نے ان کو ایک ہی نون کی ایک ہی قوم بنا دیا۔

(یہ وہی ہے جو اختلاف پیدا ہوا اور ایک ایک ہو گیا) پس اللہ نے ان کو جو خوشی دے وہ ان کی ہی ہے۔

یہ ہدایت کسی خاص ملک و قوم یا عہد کیلئے مخصوص تھی۔ بلاخرقی نام نوع ان کی ہی تھی۔ چنانچہ

ہر زمانہ میں رکنا طور ہوا۔ وہ کہتا ہے 'دیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جہاں نسل ان کی کوئی قبا نہ ہو اور خدا کا کوئی رسول پیدا نہ ہوا ہو۔'



کان ولسی اتمہ واحده فبعت رسلہ النین

مبشرین و منذرین و اہل معمل اللہ ب

بانی یسکم بنی ان س فیما اختلفوا فیہ

(۲۰۹: ۲)

ان دن میں اختلاف پیدا ہوا اور ایک دوسرے کے مخالف ہو گئے (یس رسلہ نے) ایک بعد دیگرے (بنیوں کو جعوٹ کیا - وہ (سب عملی کے نتائج کی) بشارت دیتے - (سب عملی کے نتائج سے) ڈرانے - پیرائے ساتھ اللہ ب (پیسے و جی اہی سے لکھی جانے والی تعلیم) نازل کی - تاکہ جن باتوں میں لوگ اختلاف کرنے لگے تھے ان میں فیصلہ کر دینے والی ہو (اور تمام قوموں کو وہ ہدایت پر جمع کر دے)

یہ ہدایت کسی خاص ملک و قوم یا عہد کیلئے مخصوص نہ تھی - بلکہ تمام نوع ان کی کیلئے تھی -

خاتمہ ہر زمانے اور ہر ملک میں 'یک ن طور پر' اسکا ظہور ہوا - 'قرآن کتبہا ہے' دنیا کا کوئی گوشہ

نہیں ہے جہاں نسل ان کی آباد ہوئی ہو' اور خدا کا کوئی رسول جعوٹ نہ ہوا ہو:

وان من اتمہ الا خلا فیہا نذیر (۲۵: ۳۵) اور کوئی ~~نہ~~ قوم دنیا کی ایسی نہیں ہے جس میں (سب عملیوں کے نتائج سے) ڈرانے والا (خدا کا کوئی رسول) نہ گزرا ہو -

انما انت منذر وکل قوم د (۱۳: ۹) (۱۷: ۱۰) (۱۸: ۱۰) (۱۹: ۱۰) (۲۰: ۱۰) (۲۱: ۱۰) (۲۲: ۱۰) (۲۳: ۱۰) (۲۴: ۱۰) (۲۵: ۱۰) (۲۶: ۱۰) (۲۷: ۱۰) (۲۸: ۱۰) (۲۹: ۱۰) (۳۰: ۱۰) (۳۱: ۱۰) (۳۲: ۱۰) (۳۳: ۱۰) (۳۴: ۱۰) (۳۵: ۱۰) (۳۶: ۱۰) (۳۷: ۱۰) (۳۸: ۱۰) (۳۹: ۱۰) (۴۰: ۱۰) (۴۱: ۱۰) (۴۲: ۱۰) (۴۳: ۱۰) (۴۴: ۱۰) (۴۵: ۱۰) (۴۶: ۱۰) (۴۷: ۱۰) (۴۸: ۱۰) (۴۹: ۱۰) (۵۰: ۱۰) (۵۱: ۱۰) (۵۲: ۱۰) (۵۳: ۱۰) (۵۴: ۱۰) (۵۵: ۱۰) (۵۶: ۱۰) (۵۷: ۱۰) (۵۸: ۱۰) (۵۹: ۱۰) (۶۰: ۱۰) (۶۱: ۱۰) (۶۲: ۱۰) (۶۳: ۱۰) (۶۴: ۱۰) (۶۵: ۱۰) (۶۶: ۱۰) (۶۷: ۱۰) (۶۸: ۱۰) (۶۹: ۱۰) (۷۰: ۱۰) (۷۱: ۱۰) (۷۲: ۱۰) (۷۳: ۱۰) (۷۴: ۱۰) (۷۵: ۱۰) (۷۶: ۱۰) (۷۷: ۱۰) (۷۸: ۱۰) (۷۹: ۱۰) (۸۰: ۱۰) (۸۱: ۱۰) (۸۲: ۱۰) (۸۳: ۱۰) (۸۴: ۱۰) (۸۵: ۱۰) (۸۶: ۱۰) (۸۷: ۱۰) (۸۸: ۱۰) (۸۹: ۱۰) (۹۰: ۱۰) (۹۱: ۱۰) (۹۲: ۱۰) (۹۳: ۱۰) (۹۴: ۱۰) (۹۵: ۱۰) (۹۶: ۱۰) (۹۷: ۱۰) (۹۸: ۱۰) (۹۹: ۱۰) (۱۰۰: ۱۰)

وکل اتمہ رسول 'فادا جا و رسولہم' قضی (۱۷: ۱۰) (۱۸: ۱۰) (۱۹: ۱۰) (۲۰: ۱۰) (۲۱: ۱۰) (۲۲: ۱۰) (۲۳: ۱۰) (۲۴: ۱۰) (۲۵: ۱۰) (۲۶: ۱۰) (۲۷: ۱۰) (۲۸: ۱۰) (۲۹: ۱۰) (۳۰: ۱۰) (۳۱: ۱۰) (۳۲: ۱۰) (۳۳: ۱۰) (۳۴: ۱۰) (۳۵: ۱۰) (۳۶: ۱۰) (۳۷: ۱۰) (۳۸: ۱۰) (۳۹: ۱۰) (۴۰: ۱۰) (۴۱: ۱۰) (۴۲: ۱۰) (۴۳: ۱۰) (۴۴: ۱۰) (۴۵: ۱۰) (۴۶: ۱۰) (۴۷: ۱۰) (۴۸: ۱۰) (۴۹: ۱۰) (۵۰: ۱۰) (۵۱: ۱۰) (۵۲: ۱۰) (۵۳: ۱۰) (۵۴: ۱۰) (۵۵: ۱۰) (۵۶: ۱۰) (۵۷: ۱۰) (۵۸: ۱۰) (۵۹: ۱۰) (۶۰: ۱۰) (۶۱: ۱۰) (۶۲: ۱۰) (۶۳: ۱۰) (۶۴: ۱۰) (۶۵: ۱۰) (۶۶: ۱۰) (۶۷: ۱۰) (۶۸: ۱۰) (۶۹: ۱۰) (۷۰: ۱۰) (۷۱: ۱۰) (۷۲: ۱۰) (۷۳: ۱۰) (۷۴: ۱۰) (۷۵: ۱۰) (۷۶: ۱۰) (۷۷: ۱۰) (۷۸: ۱۰) (۷۹: ۱۰) (۸۰: ۱۰) (۸۱: ۱۰) (۸۲: ۱۰) (۸۳: ۱۰) (۸۴: ۱۰) (۸۵: ۱۰) (۸۶: ۱۰) (۸۷: ۱۰) (۸۸: ۱۰) (۸۹: ۱۰) (۹۰: ۱۰) (۹۱: ۱۰) (۹۲: ۱۰) (۹۳: ۱۰) (۹۴: ۱۰) (۹۵: ۱۰) (۹۶: ۱۰) (۹۷: ۱۰) (۹۸: ۱۰) (۹۹: ۱۰) (۱۰۰: ۱۰)

وہ کہتے ہیں 'نسل ان کی' ابتدائی عہدوں میں کتنے ہی پہلے پیغمبر ہیں جو ایک بعد دیگرے گزرے

جعوٹ ہو' اور قوموں کو پیغام حق پہنچایا:

نہ تباہ کی (بشارت دینے اور (بدشگلی کے نتائج سے)

دورانے - مزاحمت مائے کتاب (یعنی حکم الہی کی ب)

ما اراہ انما من مانوں میں توں اختلاف کرنے کے لئے تو ان میں

~~یہ چیزیں ہیں جو ان کے لئے ہیں اور یہ چیزیں جو ان کے لئے ہیں~~

وہ ایسا علم ہے جو ان کے لئے ہے اور ان کے لئے ہے

یہ حدیث ہے جس میں اس علم کا ذکر ہے کہ یہ علم عام نوع ان کی لئے ہے

قرن

اور ہر ملک

بنا ہے ہر زمانے میں اور یہ علم ہے جو ان کے لئے ہے

یہ باتوں کو سمجھنا ہے کہ یہ علم ان کے لئے ہے اور ان کے لئے ہے

یہ چیزیں ہیں جو ان کے لئے ہیں اور یہ چیزیں جو ان کے لئے ہیں

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرْسِلَ الرِّسَالَاتِ بِلَا تَحْسِبِهَا (سورہ: ۵) اور کہتے ہی نبی ہیں جو ان کے پیلوں میں (یعنی انسانی عہد کی قوموں میں) بھوٹ کیے !

وہ کہتے ہیں ' یہ بات ~~بے~~ عدل رہی کے خلاف ہے کہ ایک گروہ دینے اعمال بد کیے جو اب ہم ٹہرا رہے

حالانکہ اسکی ہدایت کیے کوئی ~~بے~~ رسول نہ بھیجا گیا ہو نہ

وَمَا كُنْ مَعَذِبِينَ قَوْمٍ نَبُوءَاتِ رُسُلِهِمْ (۱۷: ۱۷)

موجود ہم کبھی کسی قوم کو عذاب دینے والے نہیں ~~ہو سکتے~~ اور (ہمارا قانون یہ ہے کہ) جب تک ہم پیغمبر بھوٹ کر کے وہ ہدایت ~~کے~~ کو ~~نہ~~ دیکھا ~~نہ~~ دینے، روقت تک (یاد دہش عمل میں) عذاب دینے والے نہیں !

اور (یاد رکھو) تمہارے پروردگار کا قانون یہ ہے کہ وہ کبھی ان کی بستیوں کو (یاد دہش عمل میں) عذاب نہیں کرتا جب تک کہ ان میں ایک پیغمبر بھوٹ نہ کر دے اور وہ خدا کی آیتیں نہیں پڑھ کر سنا نہ کر سکا اور ~~کچھ~~ دے اور ~~کچھ~~ ہم ہمارے حکام کا روئے ~~کچھ~~ ان کی آیتیں ہم کبھی بستیوں کو عذاب کرنے والے نہیں، مگر صرف اسی حالت میں کہ ~~کچھ~~ با شندوں نے ظلم کا شہوہ اختیار کر لیا ہو (یعنی ہمارے قوانین کی رو سے صرف وہی آبادی ہلاک ہوتی ہے جو ظلم و فساد میں غرق ہوتی ہے اور ہدایت الہی سے انکار کرتی ہے)

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُهَا

کن مھلکی القریٰ، الا واهلھا ظالمون

(۵۹: ۲۸)

خدا کے ان رسولوں اور ~~کچھ~~ دین الہی کے داعیوں میں سے بعض کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے

بعض کا ذکر نہیں کیا گیا :

اور (اے پیغمبر) اہم نے تم سے پہلے کہتے ہی پیغمبر بھوٹ کیے ~~کچھ~~ ان میں سے کچھ ایسے ہیں جنکے حالات ~~کچھ~~ تمہارے سامنے بیان کیے ہیں ~~کچھ~~ ان میں سے کچھ ایسے ہیں جنکے حالات ~~کچھ~~ نہیں بیان کیے گئے ~~کچھ~~ قرآن میں انکا ذکر نہیں کیا گیا

وَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ

تَقْصُصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ

(۷۸: ۲۰)

قوم نوح اور ~~کچھ~~ عاد و ثمود کے بعد کئی قومیں گزر چکی ہیں ~~کچھ~~ ان میں سے کچھ ایسے ہیں جنکے حالات ~~کچھ~~ قرآن میں انکا ذکر نہیں کیا گیا



جناب عالیٰ کی طرف سے حال ہی میں (کو موصول ہے) :

اَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبُوءُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمَ نُوحٍ

وعاد وتمود والذين من بعدهم لا يعلم

والله اعلم  
بما تنتمون اليه

ابیدہم فرادواہم (۱۵۷ : ۹)

ہم پہلے جو توہین دنیا میں گزر چکے ہیں کیا ہم تک انکی خبر نہیں سنی؟  
 قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، اور جو توہین انکے بعد پہنچے ہوں  
 جیسا کہ جلی لکھتا ہے تعداد انہوں کو معلوم ہے۔ ان  
 میں سے انکے پیغمبر سیاحی کی روشنیوں کے ساتھ بعوث ہوئے مگر  
 انہوں نے انکے توہین انہوں نے انکی تعلیم نہ کی انکار کر دیا۔  
 انہوں نے جہل و سرکشی سے انکی تعلیم انہیں پر ٹوٹا دی اور  
 کان دھونے سے انکار کر دیا !

فطرتِ الہی کی راہ کا نشانہ یہی ہے کہ ہر گوشہ میں ایک ہے۔ وہ نہ تو ایک ہے زیادہ ہو سکتی ہے۔

۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱  
 ۴۷۲  
 ۴۷۳  
 ۴۷۴  
 ۴۷۵  
 ۴۷۶  
 ۴۷۷  
 ۴۷۸  
 ۴۷۹  
 ۴۸۰  
 ۴۸۱  
 ۴۸۲  
 ۴

[illegible]

۱۔ زندگی بسر کرنا اور اپنے حقوق کا ساتھ دینا۔  
۲۔ خیر و برکت کا حصول اور اپنے فرائض کو پورا کرنا۔  
۳۔ اپنے حقوق کا تحفظ اور اپنے فرائض کو پورا کرنا۔  
۴۔ اپنے حقوق کا تحفظ اور اپنے فرائض کو پورا کرنا۔

جو کچھ بھی دین کے نام سے کر جاتا ہے دین حقیقی کے عظیم نہیں ہے :

وَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ  
وَارْجِعُوا إِلَيْهِ غُوت (۱۶ : ۳۸)

اور بلاشبہ ہم ہر دنیا کی ہر قوم میں ایک پیغمبر بھیج دیا  
(جسکی تعلیم یہ تھی) کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے  
(یعنی سرکش اور شریر قوتوں کے اغوا سے) بچتے رہو۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رِسُولٍ إِلَّا نُوحِيْهِ إِلَيْكَ فَكَذَّبْتَهُمْ فَسَاءَ مَا يَحْكُمُونَ (۱۶: ۳۸) (یعنی سرکش اور سربرخیزوں کے احوال)۔ چہرے (۱۶: ۳۸)

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رِسُولٍ إِلَّا نُوحِيْهِ إِلَيْكَ فَكَذَّبْتَهُمْ فَسَاءَ مَا يَحْكُمُونَ (۱۶: ۳۸) اور (۱۶: ۳۸) ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول دنیا میں نہیں بھیجا مگر اس وحی کے ساتھ کہ میرے سوا کسی کو عبادت کرو۔



بانی مذہب بھی

وہ کہتا ہے ' دنیا میں کوئی ~~چیز~~ ایسا نہیں ہوا ہے جس کا ایک ہی دین ~~ہو~~ پر اٹھ رہے اور

تفرقہ و اختلاف سے بچنے کی تعلیم نہ دی ہو۔ بس کی صوابی بھی کو تعلیم ہی تھی کہ خدا کا دین بچ رہے ہو

ان نون کو جمع کرنے کیلئے ہے۔ الگ الگ کرنے کیلئے نہیں ہے۔ پس ایک ~~یہ~~ پروردگار رک بندگی و بندگی

~~ہو چکا ہے کہ جسے ایک <sup>عالم</sup> پروردگار رک بندگی و نیاز میں بس~~ ~~تقدیم ہو جائے~~ اور تفرقہ و مخالفت

کی جگہ محبت و یک جہتی ~~و محبت کے ایک جہتی~~ ~~کے~~ ~~راہ اختیار کرنا~~

یاسیہ ~~الرحمن الرحیم~~ ~~و اعلموا ان لا اله الا الله~~ ~~اور (ہم نے تم پر جو تعلیم کا علم دیا تھا وہ یہی تھا کہ)~~ ~~اور (دیکھو تم یہ تمہاری امت ' فریقیت~~

ایک ہی امت ہے ' اور میں تم بس کا پروردگار ہوں ' پس (میرے) عبودیت و نیاز کی راہ میں تم بس ایک ہو جاؤ ' اور (نا فرمانی سے بچو !

فالتقون فمقطوعا ~~اور ہم شیعوں کو~~

کل حزب بما لہم فرعون ! (سورہ: ۵۴)

وہ کہتا ہے ' خدا نے تمہیں ایک ہی جامہ ان میں دیا تھا ' لیکن تم نے طرح طرح کے بھیس اور نام

اختیار کر لیے ' اور ~~ہم~~ ان نیت کی وحدت سینکڑوں ٹکڑوں میں بکھوئی ہے۔ تمہاری نہیں بسبت سے لگتی ہیں

انہو تم نسل کے نام پر ایک دوسرے سے الگ ہو گئے ہو۔ تمہارے وطن ~~ایک ملک بن گئے~~ <sup>ہست</sup> ہیں ' ~~انہو~~ اختلاف وطن کے

نام پر ایک دوسرے سے لڑ رہے ہو۔ تمہاری قومیں بے شمار ~~ہیں~~ <sup>ہیں</sup> ' ~~انہو~~ ہر قوم دوسری قوم سے نفرت کرتی ہے۔

دست و گربان ~~ہو رہی ہے~~۔ تمہارے رنگ یکساں نہیں ~~ہیں~~ <sup>اور یہ بھی ناہی</sup> ~~ہیں~~ نفرت و عناد کا ایک ٹکڑا

ذریعہ بن گیا ہے۔ تمہاری بولیاں مختلف ~~ہیں~~ <sup>ہیں</sup> ~~ہیں~~ <sup>اور یہ بھی</sup> ایک دوسرے سے جدا رہنے کی محبت بن گئی ہے۔

پھر آئے علاوہ ~~انہو~~ <sup>ایک</sup> ایر و فیر ' نوکر و آقا ' وضع و شریف ' ضعیف و فقی ' ~~اور ان کے~~ <sup>بے شمار</sup> اختلافات ~~ہیں~~

درجہ اور ~~کلاس~~ بس کا مشاوری ہے کہ ایک دوسرے سے جدا ہو جاؤ اور ایک دوسرے سے نفرت کرتے رہو۔

~~انہو~~ <sup>انہو</sup> ایک دوسرے سے نفرت کرتے رہنا سکھاتے ہیں۔ یہی حالت ہے اسی حالت میں

بتلاؤ وہ رشتہ کون ~~ہو چکا ہے~~ <sup>رشتہ ہے</sup> ' تمہارے یہ کون رشتہ باقی رہ گیا ہے جو وہ اتنے اختلافات رکھنے پر بھی ~~ان~~ <sup>ان</sup> نون کو ایک دوسرے سے

اور ان نیت کا بھڑا ہوا گھوڑا پھر زسر نو آباد ہو جائے ؟ وہ کہتا ہے ' صرف ایک ہی رشتہ باقی رہ گیا ہے



اور غصہ نہ پیرا اگر اسی رشتہ کو ہی بلوئے بلوئے کرو۔ اور وہ خدا پرستی کا تقدس رشتہ ہے۔ تم کہتے ہو اہل اللہ

ہو گئے ہو، لیکن تمہارے یہ خدا الگ الگ نہیں ہو جاسکتے۔ تم سب ایک ہی پروردگار کے بندے ہو، تم سب

بندگی دنیا کے لیے ایک ہی معبود کی چوکت ہے۔ مسیحیت بے شمار اختلافات رکھنے پر بھی

ایک ہی رشتہ عبودیت میں ~~ہم~~ جڑے ہوئے ہو۔ - تمہاری کوئی نسل ہو، انہوں وطن ہو، انہوں قومیت

ہو۔ تم کسی درجہ اور کسی طبقہ کے ان بن ہو،  
 یہ کوئی رگت، کوئی زبان، کوئی درجہ ہو، لیکن جب ~~یہ~~ ایک ہی پروردگار کے آگے سر نیاز ~~کھائے~~ <sup>کھائے</sup>

ہو۔ تم کسی درجہ اور کسی طبقہ کے انسان ہو۔  
 ہر کوئی رنگ، قوم، زبان، قوم، درجہ ہے لیکن جب تک ایک ہی پروردگار کے آگے سر نہ اٹھاؤ گے،

توبہ آسان رشتہ ہے تمام رخصی اخلاعات **اللہ** کا دیا۔ تم سب کے بچے ہو دل ایک دوسرے کا جیسا۔

آہ محسوس کرو گے کہ ہم دنیا تھا تو وطن ہے، ہم نسل و نژاد تھا تو گھرانہ ہے، اور ہم سب ایک ہی رب العالمین

کے عیال ہو !

خاتمہ وہ ہے خدا کے حق رسولؐ پیدا ہو، تب کہ تعلیم ہی تھی کہ اللہ پر نئے نوع ان

کے ایک نئے گھر میں پھر قائم رہو اور دس راہ میں ایک دوسرے الگ الگ نہ ہو جاؤ !

اور (دیکھو) اس نے تمہارے لیے دس کلو دس روپے کا ایک راہ ہوا ہے جس کی

[illegible]

نوسی اور عیسیٰ کو دیا تھا (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵

الدین (یعنی خدا کا ایک ہی دین) قائم رکھو اور اس

راہ میں الگ الگ نہ ہو !

شرع لكم من الدين ما وصى به نوحاً والذي

ادنیٰ ایک ، و ما وصی بہ ابراہیم و موسیٰ

وعسى أن أقبوا الذنوب ولا تتفردوا

فِيهِ ! (٢٢: ١١)

اس بنا پر وہ بطور ایک دلیل کے اس بات پر زور دیتا ہے کہ اگر تمہیں میری تعلیم کی سچائی سے اگلا رہا ہے، تو تم

کسی مذہب کے پیروں کو یہ ثابت کر دکھائی دے کہ دین حقیقی کی راہ ایک سو ایک ہے اور نہ ہی آؤں اور نہ ہی ہو سکتی ہے عالم جس مذہب کے بھی حقیقی تعلیم دیکھو، انہیں یہی اصل و بنیادی نیکی دے

حقیقی تعلیم (دیکھو ۱) نہیں ہے بلکہ اصل و بنیاد تعلیم ہے

(۱۷) سفرانے (کھدو) (اگر تمہیں میں تعلیم ہے، لکھا ہے، تو) اپنی

دلیل پیش کرو - یہ کتاب علیہ السلام الی موجود ہے جو کہ

❦ قل ۛ تو ابرہائکم، خدا ذکر من می و ذکر

1948

من قبل، بل انهم لا يعلمون الحق ثم موصون - واما

من قبلك من رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم انه لا اله الا هو

[illegible]



تسا ہی نہیں بلکہ وہ کہتا ہے کہ 'کوئی شخص اب مرتب ہے' کہ مذہب پر عمل کرے، علم و ہمت کی بات ہے۔  
 اگر ہم یہ تعلیم کے طبقے میں سے ہوں تو ثابت کر دکھاؤ کہ مذہب پر عمل کرنے کی راہ ایک ہی ہے۔  
 خدا پرستی اور تک عمل کے سوا مذہب پر عمل کی کوئی راہ ہوتی ہے۔  
 آستوں کے باقی بقیہ قبل خدا و اثارہ سن  
 علم ان کتب حارثین (لام: ۱۳)

ایسا ہے کہ وہ ہم مذہب پر عمل کرنے کی بنا پر مذہب کی باہر تصدیق کو بھی بطور ایک دلیل کے پیش کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ان میں سے ہر تعلیم دوسری تعلیم کی تصدیق کرتی ہے۔  
 نہیں - اور جب ہر تعلیم دوسری تعلیم کی تصدیق کرتی ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ ان تمام تعلیمات کے اندر کوئی ایک ہی ثابت و قائم حقیقت ضرور کام کر رہی ہے۔ کیونکہ اگر مختلف وقتوں مختلف کوٹوں، مختلف قوموں، مختلف ناموں، مختلف پیرائوں اور مختلف زبانوں سے کوئی ایک ثابت ہو سکتا ہے اور مختلف زبانوں سے کوئی ایک ثابت ہو سکتا ہے اور باوجود ان کے ہر تمام اختلافات کے باقی ہمیشہ ایک ہی ہے۔  
 اصل حقیقت پر زور دیتی ہو، تو قدرت کی طور پر ہمیں ماننا پڑے گا کہ ایسی بات اصلیت سے خالی نہیں ہو سکتی!

نزل علیک الکتاب بالحق تصدیقا لما بین یدینہ من التورۃ (۵: ۵) و انزل التورۃ و الانجیل من قبل صدی الناس و انزل الفرقان (۲: ۲)

یہی وجہ ہے کہ ہر مذہب میں دیکھتے ہیں کہ ایک بیان و موعظت کا ایک ٹرا موضوع مجھے عہدوں میں ایک ایک کی، 'الم آہل' اور وہ تو تعلیم و تہذیب کی بنیاد پر ہے۔  
 اچھا اگر تمام نوع ان کی کیے دین ایک ہی ہے اور تمام بائبل مذہب

و انما الانجیل فی حدیث  
 انجیل عیسیٰ کو  
 اور انجیل عیسیٰ کی  
 ہدایت اور روشنی ہے۔  
 اور انجیل عیسیٰ کی ہدایت اور روشنی ہے۔  
 وہ انکی تصدیق کرتی ہے۔

(اے حیدر! نہیں)



نہ ایک ہی اصل و قانون کی تعلیم دی ہے، تو یہ ہیں کیوں ہوا کہ ایک مذہب کی بنیاد پر دوسرے مذہب

مختلف قسم کے واقعات ہوئے ہیں۔ کیوں نہ ہو کہ عام مذاہب نے اختلاف کیوں ہوا؟ کیوں  
مذہب نہ ہو کہ عام مذہبوں کے ایک ہی طرح کے احکام ایک ہی طرح کے اعمال، ایک ہی طرح کے رسوم و عادات

کے رسوم و عادات کے ایک ہی طرح کے احکام ایک ہی طرح کے اعمال، ایک ہی طرح کے رسوم و عادات  
کے رسوم و عادات کے ایک ہی طرح کے احکام ایک ہی طرح کے اعمال، ایک ہی طرح کے رسوم و عادات

دوسری طرف مذہب کے احکام ایک ہی طرح کے اعمال، ایک ہی طرح کے رسوم و عادات  
کے رسوم و عادات کے ایک ہی طرح کے احکام ایک ہی طرح کے اعمال، ایک ہی طرح کے رسوم و عادات

قرآن بتاتا ہے، مذاہب، اختلاف در طرح کا ہے۔ ایک اختلاف تو وہ ہے جو پروردگار  
نے مذہب کی حقیقی تعلیم کے متعلق ہر طرف سے کیا ہے۔ یہ اختلاف مذاہب کا اختلاف نہیں ہے،

بلکہ پروردگار نے ہر ایک کے لئے ایک ہی مذہب ہے۔ دوسرا اختلاف وہ ہے جو ہر حقیقت مذہب کے  
احکام و اعمال میں پایا جاتا ہے۔ مثلاً ایک مذہب میں عبادت کی شکل اختیار کی گئی ہے،

دوسرے میں اور شکل ہے۔ یہ تو یہ اختلاف اصل حقیقت کا اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ ہر مذہب  
مختلف فروع و طوایر کا اختلاف ہے اور ضروری تھا کہ یہ اختلاف ہر طور میں آتا۔

کہتا ہے، دوسرے مذہبوں میں دو نقطہ استعمال کرتا ہے۔ کہتا ہے، مذہب کی تعلیم دو  
وہ کہتا ہے، مذاہب کی تعلیم دو قسم کی باتوں سے مرکب ہے۔

قسم کی باتوں سے مرکب ہے۔ ایک قسم تو وہ ہے جو ان کی روح و عقل ہے۔ دوسری قسم وہ ہے  
جو جن سے ان کی ہر شکل و صورت آراستہ کی گئی ہے۔ پہلی چیز اصل ہے۔ دوسری فرع

۴۔ پہلی چیز کو وہ اصل "دین" سے تعبیر کرتا ہے۔ دوسری کو "شرع" کہتا ہے۔  
اور ان کے لیے "مذہب" کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے۔  
اور "نک" سے "شرع" اور "مذہب" کے معنی ہیں۔ ان کے معنی ہیں۔ ان کے معنی ہیں۔







نکل آئے جنہ سنکا ہم تا کوہ فلانیانک (ایہ پیغمبر) ہم نے برکت کے جانتے ایک اور طریقہ قرار دیا  
فرار اور دارع الی ایک ایک علی (ص) جس پر وہ عمل کرتا ہے اس کو چاہئے کہ اس معاملہ میں  
(۶۶:۲۰) ہم سے جھگڑا نہ کریں۔ اور اگر ہم لوگوں کو اپنے پروردگار  
کے طرف دعوت دوتے ہیں تو یقیناً ہم ہدایت کے سیدھے راستہ پر گزریں گے  
(صلو) (کہ اصل چیز یہ ہے) طرف

جب تمہیں قبلہ کا عالم پیش آئے۔ یہ پیغمبر اسلام (صلو) بیت المقدس کی جگہ خانہ کعبہ کے  
منہ کر کے نماز پڑھنا شروع کیا تو یہ بات یہودیوں اور عیسائیوں پر بہت شاق گزری۔

اُن کے نزدیک مذہب کا تمام دار و مدار اسی طرح کی ظاہری اور فرضی باتوں پر تھا اور یہ بھی انہی کو  
حق و باطل کا معیار بن گئی تھی۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن نے اس عالم کو جو اصل مذہب دہری ہے

نظر سے دیکھا ہے۔ وہ کہتا ہے "تم اس طرح کی باتوں کو رتھد اہمیت کیوں دیتے ہو؟ یہ سب نہ تو

حق و باطل کا معیار ہے اور نہ مذہب کی اصولی اصل مذہب کے مذہب کی اصل حقیقت

میں انہیں کوئی دخل ہے۔ ہر مذہب نے اپنے حالات و تقاضات کے مطابق کوئی ایک طریقہ عبادت  
کر لیا تھا اور اس پر لوگ کار بند ہو گئے۔ ایک ہے اور وہ  
کا اختیار کر رکھا ہے۔ ہر مذہب کا رعبہ ہے۔ تصور یہ ہے کہ اصل مذہب کا خدا پرستی اور ایک عملی

پس جو شخص سچائی کا طلب گار ہے، "حکمران" چاہئے کہ اصل تصور پر نظر رکھے اور اس کے لحاظ  
دیکھے کہ اس اعتبار سے ایک تعلیم کا کیا حال ہے۔ ان باتوں کو حق و باطل کا معیار بنانا چاہئے۔  
دیکھئے کہ اس لحاظ سے اس کو حق و باطل کا معیار سمجھئے۔

ہر تعلیم کو یہ سچا ہر بات کو جاننے اور پرکھنے۔ ان باتوں کو حق و باطل کا معیار نہ بنائے۔  
دیکھو وجہ ہو مولیٰ خاست بقوات اور (دیکھو) ہر آدمی کو وہ کلمے توں نہ کوئی سست ہے جو  
(۱۲:۱۰۰) انہا کو نواہیات یکم آجیہا بھی کہی طرف عبارت ہے کہ انہا نے کیا ہے۔ پس (اس عالم کو رتھد  
ان اللہ علی کل شیء قدیر (۲:۱۰۰) طول نہ دو) نیکی کی راہ میں ایک دوسرے کے لئے بڑھانے کی کوشش  
کرو (کہ اصل کام یہ ہے) تم کہہ چکے ہو کہ جب تم کو اللہ سے

پوری صورت میں آگے چلے صاف صاف نغٹوں میں پھر واضح کر دیا ہے کہ اصل

دین کیا ہے اور کن باتوں پر ہے ایک دین (صلو) سادہ سادہ و خلج حاصل کرنا؟

وہ کہتا ہے "حق دین اس طرح کی ظاہر اور فرضی باتوں میں نہیں دھرا ہے کہ ایک شخص نے عبادت  
کے وقت اللہ تعالیٰ کے طرف کرنا یا یورپ کی طرف کرنا اصل دین تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے

کو یاد رکھو۔ یقیناً اللہ کی قدرت کے کوہ



رکھی جائے، خدا پرستی اور سید علی  
 علیہ السلام کی خدا پرستی اور سید علی علیہ السلام کی خدا پرستی کے بارے میں  
 تفصیل کے ساتھ بتلاتا ہے کہ خدا پرستی اور سید علی علیہ السلام کی خدا پرستی  
 کے بارے میں تفصیل کے ساتھ بتلاتا ہے کہ خدا پرستی اور سید علی علیہ السلام کی خدا پرستی

یہیں البعرا ن تولوا و جو علم قبل المشرق اور (دیکھو) یہاں کی کشتیوں میں سے ہے کہ تم نے (بادت کے وقت)

والمغرب، ولكن البصر من انما بالبعد السوم

الآخر والملائكة والانس والنسفين ،  
 اس کے لئے ہمارے ہوں اور جنہوں پر ایمان لائے ، دنیا مال

دعائی الہی علی جہ ذوی القربی والیتہی  
 محبوب رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، یتیم خانوں اور  
 یتیموں کے غلاموں کو آزاد کرانے کیلئے خرچ کرنا ہے۔ نماز

دائے کین و رن السبل و اب یکن فرستائے قائم رہتا ہے، زلواۃ ادا کرتا ہے، قول و قرار کا ہوتا ہے کہ  
شکل اور نصیب کی گھڑی ہو یا کھن خوف و ہراس کا وقت

التراب و اقام الصلوٰۃ والى الزکوٰۃ  
 ایہی لوگ ہیں جو (انہی دینداری میں) کچھ ہیں اور

والمؤمنون بعضهم اذن عاقدوا والصالحين  
~~بهم اي جو اچھے انسان ہوں جو ہر گھڑ گھارن میں ہوں~~  
~~بہم اي جو مسیحیوں میں ہوں ہر انہوں سے تجھے وارن میں ا~~

خبر با ساء و انصرا و دینی ارباب ادب

الَّذِينَ صَدَقُوا ۖ وَأَدُّوا عَمَلَهُمْ الصَّالِحَ ۖ وَالَّذِينَ هُمْ يَصِفُونَ (٢: ١٧٢)

اگر اس آیت کے نوادر کے بعد بھی قرآن کی دعوت کا مقصد دنیا کی نظروں پر شہید

[illegible]

جس کتاب میں یہ آیت ہے 'اگر دنیا اس کی دعوت کا مقصد اصلی نہیں سمجھ سکتی' ۷۶

~~بہشتی دنیا میں کوئی پیر گونسی مات ہے جسے دنیا سمجھ سکتی ہے ؟~~

تو بھی یقین کر لی جا سگے کہ تو میرا نکل کی کوئی زبان، کوئی

~~کیا اس طرح کر لیں دنیا کا کوئی واقعہ نبی الکریم ہو گا کہ وہ اس میں شریک ہو گا~~

~~کچھ میں لکھا ہے کہ جو کچھ میں نے آج کہا وہ سب~~

بہارِ خود بخود ۱۸ اسکی دھوکے کا شکار ہوا۔

سورۃ مائدہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک خاص ترتیب کے ساتھ فتوہ دینے کا ذرا ذکر ہے۔

حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کا ذکر اور ثورات سے

سے غور و تحقیق سے دیکھو کہ کائنات کی مخلوق میں شروع ہوتا ہے : انا انزلنا ربنا فی قلعہ و نور۔

بھرنے سے اسے ظہور کا ذکر <sup>کے</sup> : ثم قضی علی انارم بعلی بن رزم۔

أعزائي



بدلنا چاہتے تھے کہ اعمال ان کی میں اصل عمل رحم و محبت ہے - نفرت و انتقام نہیں ہے - اور اگر نفرت  
 جائز رکھی گئی ہے تو صرف اس لیے کہ بطور ایک ناگزیر علاج کے عمل میں لائی جائے - یہ بات بھی مقصود نہ تھا  
 کہ تم سب سے نفرت و انتقام کا سیکرین کہ تمہارے دل رحم و محبت کی جگہ سرتا سر نفرت و انتقام کا آشیانہ بن جائیں !  
 شریعت مومن کے پیروں نے شریعت کو صرف سزا دینے کا آلہ بنایا تھا -  
 اللہ عزوجل نے بدلہ یا کہ حد شریعت سزا دینے کیلئے نہیں بلکہ نجات کی راہ دکھانے کے لیے آئی ہے اور  
 نجات کی راہ سرتا سر رحمت و محبت کی راہ ہے !

دراصل اس مارے میں ان کی بنیادی غلطی یہ رہی ہے کہ وہ عمل میں اور عامل میں امتیاز  
 قائم نہیں رکھتا۔ حالانکہ جہاں تک (شرعیہ) کی تعلیم کا تعلق ہے اس بات میں کہ ایک عمل کیا ہے  
 اور اس میں کہ کیا کرے والا کیا ہے سب ٹرا فری ہے اور دونوں کا حکم ایک ہی ہے۔ لاشعاً  
 تمام مذاہب کا یہ عالم مقصد رکھتا ہے کہ بد عملی اور گناہ کے طرف سے ان کے دل میں نفرت پیدا کر دے  
 لیکن یہ دہشوں نے کبھی گوارا نہیں کیا کہ ان کے طرف سے ان کے اندر نفرت پیدا ہو جائے۔  
 بقیاً انہوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ گناہ سے نفرت کرو، لیکن یہ کبھی نہیں بد ہے کہ گناہ بھار  
 سے نفرت کرو۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طبیب مہتمم کو بیماروں سے ڈراتا رہتا  
 ہے اور ب اوقات اس کی ہلک ہونٹا بج کا ایسا ہونا کہ نقشہ ہاتھ لگنے دیتا ہے کہ ہم  
 رہا کرتے ہیں۔ لیکن جس عمارت کے طرف سے وہ ہوا کے دل میں خوف و وحشت ہے وہ ہیں اس طرف سے ڈراتا رہتا ہے۔

وہ بیمار جب کہ زبان کے گنگھٹا سے اس بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو

وہ ڈرتا اور نفرت کرتا ہے یا دوسروں کو ڈرنے اور نفرت کرنے کی تلقین کرتا ہے؟

جس کا زیادہ سے زیادہ خوف، زیادہ سے زیادہ ہمدردی، زیادہ سے زیادہ شفقت

تحت بالخیر

